پس
پردہ

پس پردہ

میرزا ادیب

مکتبۂ ادب جدید

۵۱ — پٹیالہ گراؤنڈ ، میکلوڈ روڈ ، لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف

اشاعت اول : اپریل ۱۹۶۰ء
ناشر : امان عاصم
قیمت : تین روپے
مترجم : بشیر انصاری

اتفاق پرنٹنگ پریس ، ۵۱ — پٹیالہ گراؤنڈ ، میکلوڈ روڈ ، لاہور

ڈاکٹر عبادت بریلوی کے نام

آغشتہ ایم ہر سر خارے بہ خونِ دل
قانونِ باغبانیٔ صحرا نوشتہ ایم
(غالب)

فہرست

۱ گرد ۔۔۔ ۹
۲ رجاہ ۔۔۔ ۳۵
۳ ہمہ آفتاب است ۔۔۔ ۵۵
۴ کھڑکی ۔۔۔ ۶۶
۵ دستک ۔۔۔ ۱۲۵
۶ دروغی والا ۔۔۔ ۱۳۹
۷ شہزادہ ۔۔۔ ۱۵۳
۸ دالان ۔۔۔ ۱۶۹

گود

کردار :۔

○ صفدر
○ بیگم
○ فضل
○ بڑھیا
○ عورت

پہلا منظر

سٹیج: کسی کوٹھی کا ایک ایسا کمرہ پیش کر رہی ہے جس کا سامان ابھی بے ترتیبی سے بکھرا پڑا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ سارا سامان آج ہی یہاں منتقل ہوا ہے اور اسے ترتیب کے ساتھ رکھنے میں کچھ وقت لگے گا۔

ایک طرف چند کرسیاں، تپائیاں، تصویریں، لپٹا ہوا ایک قالین، پردے، گلدان اور اسی قسم کی دوسری چیزیں پڑی ہیں۔

کمرے کے وسط میں ایک کوچ، پاس ایک چھوٹی میز۔

دائیں طرف کا دروازہ باہر کھلتا ہے، اس دروازے کو بیرونی دروازہ کہا جائے گا۔ اور دوسرا دروازہ جو بائیں دیوار میں ہے کسی اور کمرے کے سامنے واقع ہے، اندرونی دروازہ سمجھا جائے گا۔

وقت: خزاں کا ایک دن۔ تیسرا پہر شروع ہو چکا ہے۔ سامنے کمرے میں جو کھڑکی ہے اس میں دھندلی فضا کے

پس منظر ایک درخت کا کوئی حصہ دکھائی دیتا ہے۔
پتے مسلسل گر رہے ہیں۔

سٹیج پر صرف صفدر کوچ کے پاس کھڑا ہے۔

داہنے ہاتھ کی انگلیوں میں ادھ جلا سگریٹ، لباس پتلون اور قمیص، عمر چالیس سال سے اوپر اور غالباً پینتالیس سے کم، چہرے پر سنجیدگی جو اس کے حقیقت پسند اور غیر جذباتی ہونے کا اظہار کر رہی ہے۔ نگاہیں سامان پر جمی ہوئی، شاید اس بات پر غور کر رہا ہے کہ کون سی چیز کہاں رکھی جائے گی اور کمرے کی آرائش و آرایش کس انداز میں ہوگی۔

اندرونی دروازے سے فضل آتا ہے۔ ہاتھ میں ٹرے جس میں چائے اور پلیٹ میں کچھ بسکٹ۔

فضل اندر آ کر ٹرے میز پر رکھ دیتا ہے۔

صفدر اسے آتے دیکھ کر سگریٹ فرش پر پھینک کر اسے بوٹ سے مسل دیتا ہے۔ فضل چائے کی پیالی اٹھانے لگتا ہے۔

صفدر: فضل!

فضل: (چائے کی پیالی دیتے ہوئے) ۔ جی!

صفدر: تمہاری بی بی کیا کر رہی ہیں؟

فضل: صحن میں ہیں۔

(فضل بسکٹوں کی پلیٹ اس کی طرف بڑھاتا ہے)

صفدر: آج ہوا کافی تیز ہے۔

فضل: (کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے) بند کر دوں؟

صفدر: (اپنے خیال میں) صحن کی حالت تو بڑی خراب معلوم ہوتی ہے۔

(پلیٹ سے ایک بسکٹ نکال کر منہ میں ڈالتا ہے)

فضل : حالت یہ ہے میاں جی کہ ہاتھ لگاؤ تو چونا گرنے لگتا ہے۔

صفدر : شکر کرو کوئی اینٹ وینٹ نہیں گر پڑتی۔ بڑی پرانی کوٹھی ہے۔

فضل : مرمت ہوگی میاں جی!

(فضل بسکٹوں کی پلیٹ ٹرے میں رکھ دیتا ہے)

صفدر : ہوگی ــــ ضرور، چاہیے اور بہت جلد ہونی چاہیے۔ اس کے بغیر تو یہاں رہنا محال ہے۔ اس کمرے کے سوا باقی سب دیواریں بڑی خراب ہیں۔

(صفدر دائیں دیوار کی طرف جاتا ہے۔ اسے غور سے دیکھتا ہے۔ بائیں ہاتھ میں پیالی تھام کر دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے اسے چھونے لگتا ہے۔ اندرونی دروازے سے بیگم آتی ہے، عمر تیس کے لگ بھگ۔ قمیص، شلوار اور دوپٹے میں ملبوس۔ چہرے پر ملاحت جو اس کے کسی قدر جذباتی ہونے کی علامت ہے۔ ہاتھ میں پیالی)

بیگم : کیا دیکھ رہے ہیں آپ!

صفدر : (اسی حالت میں) یہ کمرہ قدرے بہتر ہے۔

بیگم : فضل دیکھنا سٹوو بند کر دیا ہے یا نہیں!

(فضل اندرونی دروازے سے جانے لگتا ہے۔ صفدر چائے کے دو گھونٹ پی کر بیوی کی طرف بڑھتا ہے)

صفدر : کوٹھی اچھی ہے، مگر مرمت کے بغیر بےکار ہے۔

بیگم : صحن والا حصہ کچھ خراب ہے۔

صفدر : وہ تو کھنڈر ہے ــــ کھنڈر۔

بیگم : چلتی پھرتی گونجتی ہے ، کوئی دور کہاں ہے ؟

صفدر : کبھی کبھار کچھ معلوم ہوتی ہے — کیا کرتی رہی ہو دوپہر میں

بیگم : کیا کرتی رہی ہوں ۔ آج ہو تو سنو ۔ ؟

صفدر : ہاں ، آپ کی دیر ہو چلی رہی ہے !

بیگم : ہوا یہ ہے کہ ہر بات کے بعد صحن پتوں سے بھر جاتا ہے ۔ میں سو بار صاف کر چکی ہوں ، مگر یہ ہیں کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتے ۔

صفدر : خزاں میں یہی کچھ ہوتا ہے ۔

بیگم : بے حد گر رہے ہیں ۔ اب تک ہزاروں کی تعداد میں گر چکے ہوں گے ، بے چارے ۔

صفدر : کون ؟

بیگم : یہی پتے اور کون !

صفدر : پتوں کا بڑا خیال ہے تمہیں !

بیگم : سوچتی ہوں جو پتے شاخوں سے لپٹے رہتے — وہ چھوڑ گئے ۔ اب کبھی اپنی ماں کی گود میں واپس نہیں جا سکتے ۔ ٹوٹ چکے ہیں ، ہوا ان کو کہاں سے کہاں لے گئی ہے ۔ یہ بھی ایک سانحہ ہے ۔

صفدر : سانحہ ہے ؟

بیگم : اور کیا !

صفدر : [illegible] اس مسئلے پر غور کرنا ہمارا کام نہیں ہے ۔ [illegible] کا کام ہے جس نے [illegible] کیے ہیں ۔ ہمارا مسئلہ اس سے مختلف ہے ۔

بیگم : ہمارا مسئلہ !

(صفدر کو یکلخت چائے کا خیال آتا ہے ۔ جلدی جلدی [illegible] رکھ دیتا ہے !)

صفدر : چائے [illegible] کہ پیالہ ہی ٹھنڈی ہو گئی ؟

بیگم : اوہ ــــ واقعی ٹھنڈی ہو گئی ہے ۔

صفدر : گرم کرا دو ــــ

بیگم : نہیں ۔

(بیگم پیالی پرے میں رکھ دیتی ہے)

کیا کہا آپ نے ؟

صفدر : میں نے مسئلے کے متعلق بات کی ۔ [illegible] ہم نے یہ کوٹھی خریدی ہے اور اس لیے خریدی تھی کہ اس میں ہمیں رہنا ہے ۔

بیگم : ٹھیک ہے

صفدر : تو اسے رہنے کے قابل بنانا کس کا کام ہے ؟

بیگم : ظاہر ہے یہ کام ہمارا ہے

صفدر : تو پھر ہمیں اس مسئلے پر سوچنا چاہیے ۔ اسے [illegible] کے کراچی کے [illegible] ہیں مرمت کے لیے بڑی معقول رقم چاہیے اور اس کا

فوراً انتظام ہونا چاہیے۔

بیگم: کیا سوچا ہے آپ نے؟

(صفدر جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالتا ہے۔ سگریٹ سلگاتا ہے اور اس کے دو کش لیتا ہے)

صفدر: انتظام ہو گیا ہے!

بیگم: وہ کیسے؟

صفدر: . . . اس طرح کہ گڑیا نے بھی اپنے حصے کی ذمہ داری خود لے لی ہے۔

(صفدر مسکرا کر بیوی کو دیکھتا ہے۔ بیوی کے چہرے پر بے چینی کے آثار نمودار ہوتے ہیں)

بیگم: کچھ سمجھ نہیں سکی۔

صفدر: جس چیز کے لیے تم اس قدر پریشان ہو گئی ہو، ساجد بیگ صاحب خرید رہے ہیں بلکہ خرید چکے ہیں۔

بیگم: خرید چکے ہیں!

صفدر: اب جہیز کے بغیر شادی کی صورت ہے۔ ہمارا کیا بگڑتا ہے اور پھر لگوا لیں گے۔

بیگم: (حیرانی کے انداز میں) ہائے اللہ!

صفدر: وہ کیوں؟

بیگم: اچھا لگتا ہے۔

صفدر: جو کچھ کہتا ہے بڑا پیارا اور کھوکھلا درست ہے۔

بیگم : پھر بھی !

صفدر : پھر بھی کیا ؟

بیگم : ان کی شاخوں میں ایک عجیب دھوم ہے ، ایک خاص عظمت ہے ۔

صفدر : عظمت ؟ بیگم ! اس بوڑھے درخت کی کیا عظمت ہو گی ؟

بیگم : آپ محسوس نہیں کرتے — میں کرتی ہوں !

صفدر : آپ اس کی عظمت دیکھیں یا کروٹن کی صحت کا خیال کریں ؟

بیگم : میں تو یہی کہوں گی ۔ اس کو نہ کاٹیے ۔ چند روپے یہ بھی پائیں تو کیا حرج ہے ؟

صفدر : درخت پودوں کی صحت کے لیے خراب ہوتے ہیں بیگم ؟

بیگم : اور کوئی انتظام نہیں ہو سکتا ؟

صفدر : جب آسانی سے انتظام ہو جائے تو دوسری کی کیا ضرورت ہے ؟

بیگم : آپ درخت کے نیچے جا کر دیکھیں تو سہی ۔ ہر طرف شاخیں پھیلی ہوئی ہیں — جھکی ہوئی ہیں ۔ جیسے یہ بہت سے ہاتھ آپ کی طرف بڑھ رہے ہیں !

صفدر : کیا قصے لے بیٹھی ہو بیگم ! اس آدمی سے میرے سامنے آرہ کشی سے ابھی کہہ دو ، وہ شام آ

ہی ہوگا!

بیگم : ارے کسی سے بھی کہہ دیا ہے!

صفدر : اور کیا اسوقت کیا ہوگا؟

(کلائی کی گھڑی دیکھتا ہے)

اسے اب تک آجانا چاہیے تھا۔

بیگم : کس کو؟

صفدر : اسی روکشی کا ذکر کر رہا ہوں!

بیگم خاموش رہتی ہے۔ صفدر اس کی دلی کیفیت محسوس کرتا ہے۔

بیگم ! اس میں تم ایسے خواہ مخواہ جلی ہی رہی ہو۔ گر تمہیں خود ایسے کسی سے لگاؤ ہوتا تو بات بھی تھی۔ اب تمہارا اس سے کیا واسطہ — جتنی جلدی وہ ٹل جائے۔ آپ ہی کی مصیبت دور ہو جائے گی۔ تمہیں کوئی مدد نہیں کرنا پڑے گا۔

(حسن آتا ہے)

حسن : ایک بڑھیا آئی ہے۔

صفدر : بڑھیا؟

بیگم : بھیج دو — بیٹھک میں۔ کون ہے؟

دونوں میاں بیوی دونوں دروازے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں۔ دروازے پر ایک بڑھیا ہے۔ شلوار اور کرتے میں ملبوس آ کھڑی ہوتی ہے۔ ہاتھ میں لاٹھی، شکل سے معصوم معلوم ہوتی ہے۔ باتیں کرتے وقت کھانستی رہتی ہے۔

بیگم : آؤ اماں

(بڑھیا وہیں کھڑی رہتی ہے)

صفدر : کیا بات ہے مائی'

بڑھیا : یہ لوگ ہنسی کرتی ہیں۔

صفدر : ہاں!

بیگم : اندر آجاؤ نا اماں!

بڑھیا : اچھا ـــ مہربانی'

(بڑھیا اندر آنے لگتی ہے)

اللہ میاں کے کرم سے۔ جیتو۔ پھلو۔ پھولو!!

(بڑھیا کھانستی ہے)

بیگم : بیٹھ جاؤ

بڑھیا : مہربانی

(بڑھیا ایک کرسی پر بیٹھ جاتی ہے)

صفدر : کہاں سے آئی ہو مائی؟

بڑھیا : یہیں سے بیٹا

صفدر : یہیں سے کیا مطلب؟

بیگم : اماں آپ یہیں کہیں رہتی ہیں؟

بڑھیا : ہاں بیٹے کھیتوں کے پاس جو سڑک ہے نا بیٹی
چھوٹی اینٹوں کا گھر ہے ـــ اسی میں رہتی ہوں۔

بیگم : چلو اماں! اب تو ہماری ہمسائی ہوئیں۔

صفدر : یہاں کیسے آئی ہو؟

بڑھیا : آپ وہ پیڑ کٹوانے لگے ہیں؟

[illegible] س رہنے والے لوگوں کو اس سے بڑی [illegible] ان کے [illegible] میں [illegible]

[illegible] سب کو بڑی [illegible]

[illegible] میں آ [illegible] تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] چاندی جیسا یہ پیڑ یہ کاٹ جائے ہی !!

[illegible] کٹوائیں گے! ہر سال! یہ تم جانتی [illegible]

[illegible] کا دائرہ سے [illegible] کے پاس جاتا اور پھر بائیں طرف کے پاس!

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور ساتھ ہی اثبات میں سر ہلانے کی کوشش بھی کرتی ہے)

[illegible] کیوں پیارا لگ رہا ہے؟

نورا(ه) [illegible] شادی [illegible] اور میں جب آئی تو یہ

[illegible] ہو ۔

بیگم : تم [illegible]

بوڑھیا : کوئی بھی [illegible]

اچھے لوگ رہتے تھے [illegible]

[illegible]

میں گھومتی پھرتی رہتی [illegible]

آبادی [illegible]

ایک ہی راستہ جاتا تھا ۔

بیگم : تو یہ [illegible]

بوڑھیا : [illegible]

وہ بڑے بڑے اچھے تھے [illegible]

[illegible] لوگوں کے کپڑے [illegible] کرتی تھی ۔

[illegible]

[illegible] لوگ رہتے ہیں [illegible]

[illegible] کر [illegible]

[illegible] کھانے [illegible]

بیگم : [illegible]

بوڑھیا : [illegible]

[illegible] والے [illegible]

مشکل سے بھی [illegible]

بیگم : وہ

بوڑھیا: بے چارہ بچہ کیسا ہوا ہے کیسی ہے

بیگم: کچھ نہیں اماں!

بوڑھیا: یہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ دوبارہ [illegible] اور بھی اس کے پیچھے آ رہے ہیں۔

بیگم: اماں! بچہ نہیں کٹے گا

([illegible] کر بیوی کو دیکھتی ہے۔ بیوی کی [illegible] وقت اور بچے [illegible] ہو رہے ہیں)

بوڑھیا: اللہ تیرا بھلا کرے! ہمیشہ سکھی رہو بی بی!

(بوڑھیا اٹھنا چاہتی ہے۔ بیگم اسے اٹھنے میں مدد دیتی ہے)

کبھی کوئی داغ نہ لگے دل کو!

بیگم: اماں تو کہاں رہتی ہے؟

بوڑھیا: اور کون رہے گا میرے ساتھ

بیگم: کیوں؟

بوڑھیا: (ٹھنڈی آہ بھر کر) سب مر کھپ گئے [illegible] میں بھی [illegible] ہوں۔ تھوڑی سی رہ گئی ہے! بیت جائے گی [illegible] تم [illegible] ہمیشہ سکھی رکھے۔

بیگم: اماں! [illegible] سے [illegible] تو [illegible] بچہ سلامت رہے گا۔

بوڑھیا: [illegible] تیری ساری مرادیں پوری ہوں۔

([illegible] اس [illegible] میں [illegible] کے پاس [illegible] گیا ہے [illegible] بیٹھا [illegible] رہا ہے۔ بیگم بوڑھیا کو [illegible] کے ساتھ جاتے دیکھتی [illegible] "[illegible]" [illegible])

[illegible] قدمی [illegible] جدا ہوتے

([illegible] کیاسی [illegible] آتا ہے)

بیگم : اسے گھر چھوڑ آؤ ۔

(اس بوڑھیا [illegible] ہے۔ بوڑھیا [illegible] کی دروازے سے نکل نہیں جاتی بیگم دروازے کے پاس کھڑی رہتی ہے۔ جب وہ [illegible] سے نکل جاتی ہے تو لوٹتی ہے)

صفدر : [illegible] کی کیا ضرورت تھی؟

معظم : آپ نہیں سمجھ سکتے [illegible] ؟ کسی [illegible] اس کی [illegible] کیوں چلاتی [illegible] ہے وہ [illegible] کون جانے اس بوڑھی اور [illegible] کا کتنا [illegible] ہے [illegible] اب تو اس عمارت کے [illegible] ۔

صفدر : مگر ہوا کیا ؟

بیگم : [illegible] معظم [illegible] آپ تو [illegible] طرح [illegible] کرتے ہیں جیسے یہ کوئی [illegible] نہیں سمجھتے ہے معمولی سی بات ہے۔ [illegible] کوئی [illegible] ۔

(بیگم یہ [illegible] رہی ہے اور پردہ آہستہ آہستہ [illegible] (پردہ [illegible])

دوسرا منظر

[illegible]

تک ... سے موجود ہے ... رات کا پہلا پہر ہے ۔
سناٹے کی کوئی [illegible] ہے ، مگر [illegible] کا شور [illegible]
دے رہا ہے

صفدر کرسی پر بیٹھا سگریٹ کے کش لگا رہا ہے ۔ بیگم
اس سے کچھ دور کرسی میں بیٹھی ہے اور کسی کتاب کے
ورق الٹ رہی ہے ۔ مطالعے میں دل نہیں لگ رہا ۔
صفدر دیواروں کا جائزہ لے رہا ہے ۔

صفدر : تو یہ کیا صورت بنے گی ؟

بیگم : میں جانتی

صفدر : انگلی سے سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے کہیں
نہیں ملے گی ۔ [illegible] میں [illegible]
کوئی دیتا نہیں ۔

بیگم : ابھی دو ہی گھروں سے ہو کر آئے ہیں صبح [illegible]
سے پوچھوں گی ۔

صفدر : مل جائے گی ؟

بیگم : ضرور مل جائے گی ۔

صفدر : کرسی پر ٹیک لگا کر [illegible] صاحب [illegible] سے [illegible]
[illegible] تو رہنے میں [illegible] بھی آنے [illegible]
مسافروں کی طرح پڑے ہیں ۔
(صفدر [illegible] دروازے کا رخ کرکے فضل کو آواز دیتا ہے)

فضل : کسی قدر دور سے آ ہی آیا!

صفدر : ایک کپ چائے پی کر [illegible] رہوں گا ۔

بیگم : کیا تم کہیں گے ؟

صفدر : [illegible] ماری ہے۔ مگر [illegible] علاقہ [illegible] ہی تھے۔

بیگم : ہو رہی ہو

صفدر : [illegible] شاید جو [illegible] ہے [illegible] ہو۔ اسے شور——

(فضل آتا ہے)

دیکھو فضل—— [illegible]!

فضل : میاں جی

صفدر : کیا ہے؟

فضل : کوئی ادھر چل رہا ہے۔

صفدر اور بیگم : (ایک ساتھ) کون؟

فضل : درخت کے پیچھے!

صفدر : درخت کے پیچھے؟

فضل : جی ہاں۔ باورچی خانے کی کھڑکی سے دیکھا ہے میں نے

بیگم : تمہارا وہم ہوگا۔

صفدر : اور کیا!

بیگم : جاؤ جا کے سو جاؤ۔

صفدر : (کچھ سوچ کر) کہاں دیکھا ہے تم نے؟

فضل : (کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے) ادھر!

(صفدر سامنے کی دیوار کی طرف جاتا ہے۔ کھڑکی کھولتا ہے۔ باہر دیکھنے لگتا ہے۔ شور رُک جاتا ہے۔ بیگم اور

قدم بھی ادھر بڑھتے ہیں)

بیگم : کوئی ہے!

(صفدر کھڑکی سے ہٹ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگتا ہے)

کہاں چلے؟

صفدر : کوئی ہے ضرور!

(صفدر تیزی سے باہر نکل جاتا ہے اس کے پیچھے فضل بھی جاتا ہے۔ بیگم دروازے کی طرف جب جاتی ہے۔ دروازے کے قریب [illegible] رکتی ہے [illegible] ہے اور کھڑکی کی طرف جاتی ہے۔ کھڑکی میں سے باہر دیکھتی ہے۔

تیز ہوا کا شور مسلسل ہو رہا ہے۔

بیگم چند لمحے ادھر دیکھتی رہتی ہے)

صفدر کی باہر سے آواز آتی ہے "چلو اندر چلو"

بیگم دروازے کی طرف بڑھنے لگتی ہے۔

صفدر کی پھر آواز آتی ہے "میں کہہ رہا ہوں" بیگم دروازے سے باہر نکلتی ہے۔

اب سٹیج چند لمحوں کے لئے خالی رہے گی۔

صفدر اندر داخل ہوتا ہے [illegible] پھر ایک عورت۔ اس کے پیچھے بیگم اور آخر میں فضل۔

عورت بڑی پریشان دکھائی دیتی ہے

[illegible] شلوار قمیص اور اوپر چادر بادامی رنگ کی۔ چہرے سے عمر تیس چالیس کے قریب معلوم ہوتی ہے۔

صفدر [illegible] کرسی پر بیٹھ کر بڑے غور سے دیکھ رہا ہے

صفدر : اب کہو!

عورت : کیا کہوں؟

صفدر : کون ہو تم؟

عورت: میں ــــ آپ دیکھ ہی رہے ہیں!

صفدر: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک چور ہو۔

(عورت کے چہرے پر کرب کے آثار نمودار ہوتے ہیں
جنہیں صفدر محسوس نہیں کرتا۔ بیگم محسوس کرتی ہے۔
چنانچہ جب وہ بولے گی تو اس کا لہجہ نرم ہوگا)

بیگم: (کرسی کی طرف اشارہ کرکے) بیٹھ جائیے!

(عورت بدستور کھڑی رہتی ہے)

عورت: میں چور نہیں ہوں

صفدر: تو ادھر تمہارا کیا کام؟

عورت: گزر رہی تھی!

صفدر: یہ کوئی گزرگاہ نہیں ہے!

عورت: تو ــــ تو پھر کیا ہے؟

صفدر: بڑی چالاک بنتی ہو۔ اس طرح دھوکا نہیں دے سکتیں تم! سنا!

عورت: یہ راستا ہی تو ہے۔

بیگم: راستہ تو ضرور ہے مگر عام گزرگاہ نہیں ہے۔

عورت: جی

صفدر: گویا تمہیں خبر ہی نہیں تھی! کیسی بھولی ہے۔

عورت: میں نے اسے راستہ ہی سمجھا تھا۔

بیگم: جانا کہاں چاہتی تھیں۔

عورت: (ہاتھ کے اشارے سے) ادھر۔

بیگم: ادھر کون ہے؟

عورت : [illegible] ہو ایک گھر ہے ؟

بیگم : کون ہے اس گھر میں ؟

صفدر : [illegible] کوئی [illegible] تھا تو کوٹھی کے [illegible] سے
[illegible] کی کیا ضرورت تھی ؟

عورت : سچ مچ کوٹھی کے اندر بھی آؤ ۔

صفدر : افضل کھڑکی بند کر دے

افضل : [illegible]

([illegible] کھڑکی بند کر [illegible] اور [illegible] جاتا ہے)

بیگم : [illegible] ؟

صفدر : [illegible] کے پاس

بیگم : (عورت سے) تمہارا [illegible] شوہر رہتا ہے یہاں ؟

عورت : ہاں ۔

بیگم : [illegible] ہو ادھر ؟

عورت : [illegible] !

بیگم : [illegible]

صفدر : [illegible] بات کر رہی ہو بیگم ! [illegible] ایسی ؟
کیسی [illegible] سے [illegible] ہے ۔ [illegible] ہوگا سوچو
[illegible] کے اندر [illegible] میں جانے کا [illegible]
[illegible] کر چپ ہو جاؤں گی ۔

(عورت کے [illegible] کرب کے [illegible] ہو جاتے ہیں)

عورت : [illegible] ہرگز نہیں ۔

عورت یہ الفاظ اس انداز اور جذباتی شدت کے عالم میں کہتی ہے کہ تینوں یک دم چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگتے ہیں)

بیگم: (سوچتے ہوئے) سب کو معلوم ہے ندی سے پہلے اس سے گزرنے کے لیے صرف ایک راستا تھا

(صفدر بیوی کی طرف گھور کر دیکھتا ہے)

صفدر: درست ہے۔

بیگم: اب راستے الگ ہو گئے ہیں۔

صفدر: وہ تو نہ جانے کب کی پرانی بات ہے۔

بیگم: یہ بھی تو بڑی مدت کے بعد آئی ہے۔

صفدر: مدت کے بعد آئی ہے صدیوں کے بعد تو نہیں آئی

بیگم: اسے معلوم نہیں کہ پرانا رستا بند ہو گیا ہے۔

صفدر: جی ہاں نہیں ہو گا۔

بیگم: یہی سمجھنے والی بات ہے (عورت سے مخاطب ہو کر) پھر تو

عورت اس انداز میں کھڑی ہے جیسے گفتگو میں شریک ہی نہیں ہو رہی کسی اور کے بارے میں سوچ رہی ہے۔ کمرے میں خاموشی طاری ہے

صفدر: معلوم ہے کہ تم ہر معاملے میں جذباتی ہو جاتی ہو۔

بیگم: افضل!

(افضل دوسرے کمرے سے آتا ہے۔ اپنا نام سن کر چونک سا پڑتا ہے)

افضل: جی!

بیگم : چائے بناؤ !

فضل : جی بی !

(فضل اندرونی کمرے کی طرف جانے لگتا ہے)

بیگم : میں نے کہا آپ کی طبیعت خراب ہے ، آرام کریں ۔

مظفر : مگر —

بیگم : میں چائے بنوا دوں گی ، آپ اطمینان کے ساتھ لیٹ جائیے جا کر ۔

(مظفر وہیں کھڑا رہتا ہے)

فکر کی کوئی بات نہیں !

(مظفر اس انداز سے بیوی کو دیکھتا ہے جیسے کچھ کہہ رہا ہو کہ تمہاری یہ حرکت نامناسب ہے ۔ پھر اندرونی دروازے کی طرف قدم اٹھانے لگتا ہے)

(اب سٹیج پر بیگم اور عورت نظر آتی ہیں)

تشریف رکھیے !

(عورت بیگم کے ان الفاظ پر حیران رہ جاتی ہے)

عورت : کیا فرمایا ؟

بیگم : میں نے یہ کہا ہے بیٹھیں ! کرسی میں بیٹھ جائیے

عورت : مجھے جانے دیجیے ۔

بیگم : آخر آپ کو جانا ہی ہوگا ۔ کچھ دیر بعد سہی ۔

عورت : میں چور نہیں ہوں ۔

بیگم : میں جانتی ہوں آپ چور نہیں ہیں ۔

عورت : پھر آپ مجھے کیوں روک رہی ہیں ؟

بیگم: کیونکہ آپ چور نہیں ہیں! اگر آپ وہ ہوتیں جو
میرا شوہر آپ کو سمجھ رہا تھا تو کم از کم میں
آپ کو گرفتار کرا سکتی اور وہ معاملہ میرے شوہر
ہی کے ہاتھ میں ہوتا۔ میں آپ کو چور کی بجائے
ایک دکھی عورت سمجھ رہی ہوں اس لیے آپ کی
ذات کا تعلق صرف میری ذات سے ہے۔ میں تو یہی
سمجھی ہوں آپ کچھ اور سمجھتی ہیں تو آپ جا سکتی ہیں۔

عورت: آپ کا شکریہ!

بیگم: صرف شکریہ؟

عورت: میں کچھ سمجھی نہیں۔

بیگم: (مسکرا کر) عملی طور پر شکریہ ادا کریں۔

عورت: وہ کس طرح؟

بیگم: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مہمانوں کے ساتھ اس
کرسی میں بیٹھ جائیں۔

عورت: اگر مہمانوں کے ساتھ بیٹھ سکتی تو ضرور بیٹھ جاتی۔

بیگم: آپ بیٹھیے تو سہی

(بیگم عورت کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے کرسی میں
بٹھاتی ہے)

اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھ پر اعتماد کریں۔

عورت: اعتماد کیسا؟

بیگم: مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔

عورت : مہربانی ۔

بیگم : میں آپ کو جانتی نہیں ۔ آپ بھی مجھے بالکل نہیں
جانتیں ۔ پھر بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم ایک
دوسرے کے قریب آ جائیں اور ایک دوسرے کو
جان لیں کہ ہم کیا ہیں ۔ میری ایسی کوئی بات نہیں
جس میں آپ کو دلچسپی ہو ۔ ہم سے زیادہ دل
ہوتے ہیں [illegible] رہنے کا [illegible] ہے
[illegible] آپ کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے ؟

عورت : اور میری [illegible] سے ۔

بیگم : مجھے دلچسپی ہے ۔

عورت : مجھے اس سے دلچسپی ۔ شکریہ بہت بہت ۔

(عورت کرسی سے اٹھ بیٹھتی ہے)

بیگم : آپ مجھ پر اعتماد نہیں کر رہیں !

عورت : اعتماد کا کیا سوال ہے ؟ آپ جب اس دروازے
پر آئی ہیں میں چور نہیں تھی ۔ پھر مجھے کیوں روک
رہی ہیں ؟

بیگم : اس کی وجہ میں بتا دیتی ہوں [illegible]

(اسی چائے کی ٹرے لے کر آتا ہے اور اسے تپائی پر رکھ
دیتا ہے)

میاں صاحب کیا کر رہے ہیں افضل ؟

فضل : صوفے پر بیٹھے ہیں !

بیگم : چائے دے دی انہیں ؟

فضل : جی ہاں !

بیگم : ہمیں کچھ بسکٹ اور [illegible] بھی دے جاؤ ۔

فضل : جی

(افضل کمرے سے نکل جاتا ہے ۔ بیگم چائے بنانے لگتی ہیں ۔)

بیگم : سچ مانو مجھے تم سے ہمدردی ہے ۔

عورت : ہمدردی ہے تو مجھے مت روکیں ۔

بیگم : جانا کہاں ہے تمہیں

عورت : گھر !

بیگم : کس کے گھر ؟

عورت : کس کے گھر ؟ ـــ اپنے گھر !

(بیگم اسے چونک کر دیکھتی ہے اور چائے کا کپ اس کی
طرف بڑھاتی ہے ۔)

بیگم : لو پیو

(عورت چائے پی رہی ہے ۔ اور ایک پلیٹ میں چند ٹکڑے
بسکٹوں کے وہ [illegible] بسکٹ [illegible] کر رہی ہے ۔ بیگم پلیٹ پر
نظر رکھ کر آپ ہی عورت کی طرف بڑھاتی ۔

یہ بھی لیجئے لے لیجئے نا !

(عورت ہاتھ بڑھا کر ایک بسکٹ لے لیتی ہے [illegible]
جاتا ہے)

عورت : شکریہ !

بیگم : آپ اپنے گھر سے رہی ہیں ؟

عورت : ہاں !

بیگم : تم ہی کہو ، جو کہ ہر طرح تو اپنے گھروں کو
یوں چھوڑا کرے ، جس طرح آپ جا رہی ہیں تو شدید
آپکو اعتراض ہوگا ۔

عورت : نہیں ۔

بیگم : اعتراض نہیں ہوگا ؟

عورت : مجھے کسی بات پر بھی اعتراض نہیں ہے ۔

بیگم : آپ نے خود ہی کہا تھا نا کہ ایک مدت کے بعد
اپنے گھر جا رہی ہوں '

عورت : کہا تھا !

(عورت نے بیگ کو پھر اپنے ہونٹوں سے لگا لیا)

بیگم : چونکئے نہیں بیٹھئے

عورت : اوہ ـــــ

(عورت آہستہ آہستہ چلنے پھرنے لگتی ہے)

بیگم : اپنے گھر جا رہی ہیں نا ؟

(عورت اثبات میں سر ہلاتی ہے)

وہاں کون ہے ؟

عورت : میری ماں !

بیگم : صرف ماں ؟

عورت : ہاں ،

بیگم : کیا انہیں معلوم ہے آپ آ رہی ہیں ؟

عورت ۔ نہیں!

بیگم ۔ بہت [illegible] تو یہی وہ حویلی عجیب ہے کہ اس کی [illegible]
آخر ہوتی نہ۔

عورت: کیسی مصیبت؟

بیگم: کیوں، کوئی مصیبت کیوں نہیں؟
کون ہے وہ؟

(عورت بیگم کی طرف مڑ کر ایک لمبی سانس لیتی ہے)

عورت: میری ماں!

بیگم: آپ کی ماں — کون؟ — کہاں رہتی ہے؟

عورت: اس کوٹھی کے پیچھے!

بیگم: (کچھ یاد کرنے کی کوشش کرتے ہوئے) ابھی تک
میں نے صرف ایک بوڑھی عورت کو دیکھا ہے۔
(بیگم عورت کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگتی ہے)
آپ کے خد و خال اس کے خد و خال سے ملتے ہیں۔
شاید وہی آپ کی ماں ہے۔

عورت: آپ جانتی ہیں اسے؟

بیگم: میں جانتی ہوں وہ عورت غلط بک رہی ہے۔ ہم
اسے رخصت کرنا چاہتے تھے۔

عورت: کونسی رخصت؟

بیگم ۔ وہی رخصت جس کے وعدے سے آپ گزر رہی تھیں —
بڑھیا پریشان ہو کر چلی گئی تھی۔ کہتی تھی اسے مت

گھر اور —— یہ سب! اس کے ساتھ اس کی وہ ساری کتنی ہری اور پیاری یادیں وابستہ ہیں۔

عورت : ہم اس پیڑ کے نیچے کھیلا کرتی تھی۔

بیگم : کس پیڑ کے نیچے؟

عورت : اس کے پاس روز میں رات دن جھولا جھولتی تھی۔ میری معصوم خوشیوں کی لہریں سب اس کے سائے میں آباد تھیں۔

بیگم : تب تو آپ کو اس سے بڑا پیار ہوگا۔

عورت : اسے مجھ سے زیادہ پیار تھا۔ اس کی ہر شاخ جیسے مجھے دیکھ کر مسکراتی تھی —— اس کا ہر پتا گویا مجھ پر نچھاور ہونے لگتا تھا۔

بیگم : پھر کیا ہوا؟

عورت : پھر کیا ہوا؟

بیگم : کب ہوا یہ؟

عورت : میری خوشیوں بھری دنیا جل کر راکھ ہوگئی۔

بیگم : خدا کی پناہ!

عورت : سمجھتی تھی میری خوشیاں مجھ سے کبھی نہیں چھوٹیں گی۔ میری پیاری ماں —— میرا پیارا گھر اور میرا پیڑ —— سب کچھ سلامت رہے گا۔ سب کچھ سلامت رہا —— پر یہ مٹی ہی بدنصیب جل گئی!

بیگم : کہاں؟

عورت : باپ کے مرنے کے بعد ماں نے مجھے پوری آزادی دے رکھی تھی۔ حالانکہ چھوٹی تھی لیکن مجھے کسی بھی بات میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں تھی ۔۔۔ وہ دن بھر کا ایک منحوس دن تھا۔ بارش سے پہلے سے گھٹا گھر رہی تھی۔ میں اس کے دروازے میں کھڑی رہی تھی۔ اور یکایک مجھے خیال آیا کہ اس میدان میں بھی جاؤں جہاں شہر بھر کے بچے کھیلا کرتے ہیں۔ یہ سوچ کر میں چل پڑی۔ مجھے محسوس ہوا کہ ہوا میرے راستے میں سسکیاں لیتی چیخیں دے رہی تھی وہ مجھے جانے سے روک رہا تھا۔

بیگم : اس کی قسمت کا یہی تقاضا تھا۔

عورت : میں چلی گئی ۔۔۔ میدان میں پہنچ گئی آج وہاں بہت کم بچے آئے تھے اور جو آئے تھے وہ بھی جا رہے تھے۔

بیگم : اور آپ؟

عورت : میں وہیں کھیلتی رہی۔ اور میری وہ سہیلی بھی جانے لگی جس کے ساتھ میں کھیل رہی تھی۔ میں اسے اس کے گھر چھوڑنے چلی گئی۔ کافی دور تھا اس کا گھر!

بیگم : تو تم واپس آنے لگیں۔

عورت : میں اکیلی تھی راستہ ویران اور عجیب اداسی ۔۔۔

یکایک ایک طرف دو گھورتی ہوئی آنکھیں دکھائی دیں۔ یہ آنکھیں میرے قریب آنے لگیں۔ بالکل قریب آ گئیں۔ پھر میں نہیں جانتی کیا ہوا؟ [illegible] ہوش میں آیا تو ایک عجیب ماحول میں پہنچ گئی تھی۔

بیگم: پھر!

عورت: عجیب ماحول، [illegible] لوگ۔ [illegible] سہمی ہوئی دنیا میں بالکل تنہا تھی۔ وہ لوگ مجھے ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے گئے۔ پھر تیسرے شہر [illegible] سے گھر سے دور ہوتی چلی گئی۔ حالات کی [illegible] کہاں سے کہاں لے جا رہی ہیں۔ اور میں بالکل بے بس ہو کر رہ گئی تھی۔ اور وقت گزر رہا تھا۔ [illegible] مجھے کیوں زندہ [illegible] ہوئی تھی۔ اور جب آئینہ دیکھتی ہوں تو مجھے محسوس ہوتا [illegible] گا۔ اس کی [illegible] چہرے پر جم کر رہ گئی ہے۔ میری ماں نے مجھے ایک معصوم بچی کے روپ میں دیکھا تھا اور اب وہ بچی

بیگم: آپ بے گناہ ہیں۔

عورت: میں سوچتی ہوں کہ اب کیا [illegible] کو [illegible] گی اپنی ماں کے پاس۔ آپ کی [illegible] سے اپنے گھر کے

دروازے پر دستک دوں گی۔ اب آپ [illegible] سے ان کو یہی کہوں گی ——تو——

(عورت شدت جذبات میں خاموش ہو جاتی ہے)

بیگم: آپ کو اولاد نہ چاہئے تھی۔ [illegible] کی ماں کی وہی شے ——اس کے گھر کا [illegible] بھی اولاد اور آپ بھی بند نہیں ہو سکتی۔

عورت: میں نے اپنی بچی کو بھول جانے کی کوشش کی۔ میں نے [illegible] کہ میری بچی کی [illegible] کی [illegible] اور شاید میں کامیاب بھی ہو گئی تھی۔

بیگم: [illegible] آپ کا [illegible] نہیں ہوئی تھیں

عورت: کئی سال [illegible] گئے ——[illegible] کی یاد [illegible] سی ہو گئی [illegible] یاد بھی نہ رہا تھا

بیگم: [illegible]!

عورت: [illegible] چند روز ہوئے مجھے یوں محسوس ہوئے لگا جیسے مجھے کوئی [illegible] آواز [illegible] اور ہر لمحہ میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ ایک ہی آواز جو کہہ رہی تھی ——آ جاؤ ——لوٹ آؤ [illegible]

(عورت خاموش ہو جاتی ہے)

بیگم: اور آپ آ گئیں!

عورت: میں بہت [illegible] چکی ہوں ——[illegible] سب [illegible] مجھ میں سے [illegible] عمر [illegible] ہو چکی ہے——

مرے پاؤں میں چھالے پڑ چکے ہیں۔ سکھیو وہ ماں ہی
بس چاہئے جو ان کی پیار بھری گود ہی دے سکتی
ہے۔ جو ماں کے پرشفقت بازو ہی دے سکتے ہیں۔

بیگم: وہ بہت جلد آپ کو مل جائے گی!

عورت: مل جائے گی؟

بیگم: کیوں نہیں سے کی ـــــ دور مزار ملے گی

عورت: وہ اپنی بدنصیب بیٹی کو دیکھ کر کیا کہے گی؟

بیگم: وہی جو ایک ماں اپنی بچھڑی ہوئی بیٹی کو دوبارہ
دیکھ کر کہہ سکتی ہے۔

عورت: وہ ـــ

بیگم: کاش وہ سمجھ چکی ہوتی کہ وہ ماں کہاں گئی؟ اور
اب جب آپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے گی تو
اس کی رگ رگ میں خوشیوں کا طوفان برپا ہو جائے گا۔

عورت: (آنو کر) سچ؟

بیگم: اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آئے گا!

(بیگم عورت کے بازو پر ہاتھ رکھ دیتی ہے)

جائیے ماں جائیے۔ اس دروازے پر دستک دیجئے جس
کے پیچھے دو بوڑھی آنکھیں آپ کا انتظار کر رہی
ہیں۔ جہاں آپ کے لئے پیار ہے ـــــ سکون ہے ـــــ
اپنی بیٹی ہے! جائیے۔

(دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتی ہیں)

آپ کی بچھڑی ہوئی خوشیاں آپ کو واپس مل رہی ہیں!

(عورت اس کا کوئی جواب نہیں دیتی۔ پھر وہ دروازے کی طرف جانے لگتی ہے)

خدا حافظ!

(عورت دروازے میں سے نکل جاتی ہے)

(اب سٹیج پر بیگم اکیلی ہے۔ اس کی حرکات سے معلوم ہوگا کہ وہ بہت مضطرب ہے۔

عورت کے جانے کے دو ایک منٹوں کے بعد خود بھی دروازے سے باہر جاتی ہے اور پھر واپس آجاتی ہے۔ کمرے میں دو تین چکر لگاتی ہے۔

سامنے جا کر کھڑکی کھول دیتی ہے۔ باہر تند ہوا کا زور طوفانی صورت اختیار کر چکا ہے۔

وہ کھڑکی میں کھڑی ہو جاتی ہے — پھر اسے کھلا چھوڑ کر دوسرے دروازے میں جاتی ہے اور آواز دیتی ہے "فضل"

— فضل کی دور سے "جی" کی کھوئی ہوئی آواز سنائی دیتی ہے — بیگم واپس آتی ہے۔ فضل آتا ہے)

بیگم: میاں جی سو گئے؟

فضل: جی ہاں — صاحب بھی سو گئے ہیں۔

بیگم: تم بھی سو جاؤ جا کر!

فضل: بی بی جی! — وہ چلی گئی۔

بیگم: ارے ہاں سنو تو — وہ جو بڑھیا آئی تھی نا — وہی اس کی ماں ہے۔

فضل: وہ بڑھیا جس نے کہا تھا پتہ نہ کرو — وہ تو بے چاری کل صبح مر گئی تھی بی بی جی۔

بیگم: مر گئی تھی؟ [illegible] وہ میرے تھے! میرے تھے!!

فصل: میں دھوپ سے گزر رہا تھا تو دیکھا تھی۔

بیگم: ہائے بچی میری [illegible] اُن کی ماں مر گئی تو ـــ

(تینوں [illegible] ایک ہے یکایک بڑے زور سے
دھڑ [illegible] ہوتا ہے۔ فصل کے ہاتھ سے برتن گر پڑتے ہیں۔
برتن فرش پر گر کر ٹوٹ جاتے ہیں۔
بیگم کے منہ سے چیخ نکلتی ہے۔ فصل ایک دم چونکتا ہے
[illegible] ہیں۔
صفدر بھاگ کر آتا ہے اور [illegible] ہے [illegible] کیا ہوا [illegible] یہ [illegible]
جیسے کچھ سا ہوا
فصل کھڑکی کی طرف جاتا ہے [illegible] کر کہتا ہے)

فصل: یہاں ہی ایک پیڑ گر پڑا۔

صفدر اور بیگم: (بیک وقت) پیڑ گر پڑا!

(صفدر اور فصل باہر کے دروازے کی طرف جاتے ہیں اور [illegible]
دوڑتے ہوئے باہر نکل جاتے ہیں۔
اس کے تین چار لمحوں کے بعد بیگم بھی دروازے میں سے
[illegible] ہو جاتی ہیں [illegible] کوئی بھی ہے [illegible] ہوا
کا شور سنائی ہوتا ہے۔
بیگم سر [illegible] ہے [illegible] مگر اس انداز سے کہ گویا دروازے [illegible]
[illegible] میں [illegible] وہ اپنی جگہ [illegible] جاتے ہیں۔ تین چار
منٹ [illegible] کر وہ [illegible] صاف [illegible] ہے۔ صفدر اور
فصل عورت کو اٹھائے آتے ہیں)

بیگم: کیا ہوا؟

فصل: درخت کے نیچے آ گئی۔

(صفدر اور فصل عورت کو کوچ پر لٹا دیتے ہیں۔ وہ
بے ہوش ہے۔ بیگم فرش پر بیٹھ کر اس پر جھک جاتی ہے)

بیگم : [illegible]

عورت : [illegible]

بیگم : اور [illegible]

عورت : [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible] آواز میں [illegible]

[illegible] آہستہ آہستہ [illegible]

حیلہ

کردار :-

میں صاحب

رجیہ

نادرہ

منظر

ایک اچھا خاصا خوبصورت اور مزین کمرہ

[illegible] کے [illegible] دیوار کے [illegible]

[illegible] ایک [illegible]

[illegible] بھی [illegible]

[illegible] بھاری رنگ کے پردے کے پیچھے دروازہ۔

[illegible] کھڑکی کے اس پر بھی پردہ پڑا ہے۔ بائیں طرف

[illegible] کے اوپر [illegible] کے [illegible]

[illegible]

[illegible] کے [illegible]

[illegible] ابھی [illegible] باقی ہے

[illegible] اور [illegible]

[illegible] چند [illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible] رہا

[illegible]

[illegible] کی [illegible] کے اس کے

[illegible] کتاب کے [illegible] رکھی ہے۔

[illegible] کھڑکی ہے وہ [illegible]

[illegible] اور [illegible] کے

[illegible] دیکھا [illegible] اس [illegible]
[illegible] اخلاق کی کوئی [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] سارے [illegible] ہوئے [illegible]
پڑھ کر [illegible] نکالی ہے [illegible]
[illegible]

میاں صاحب : [illegible]

رضیہ : [illegible] Wo [illegible]

[illegible]

میاں صاحب : [illegible]

رضیہ : مصروف [illegible] ndred)

میاں صاحب : [illegible]

[illegible]

رضیہ : [illegible]

میاں صاحب : [illegible] ورک [illegible]

رضیہ : [illegible]

[illegible] Works [illegible]

میاں صاحب : جی !

رضیہ : (مسکرا کر) اور [illegible] میاں صاحب [illegible]
ہیں اپنے وقت کا ارادہ ہے ۔

[illegible]

میاں صاحب ۔ پھر بھر کون بنتا ہے اپنی خوشی سے ۔
بیماری مجبور کرے تو کیا کرے کوئی ۔

رحیلہ : (ایک خوراک گلاس میں دیتی ہے) کیا کرے
کوئی [illegible] ہیں بستر پر لیٹ جاتے ۔

(میاں صاحب اور رحیلہ دونوں مسکراتے ہیں)

میاں صاحب : لا دے میں لیتا ہوں ۔

رحیلہ : [illegible] صاف گلاس [illegible] ذرا اٹھئے

میاں صاحب : [illegible] کڑوی دوا ہے [illegible] کی پناہ

رحیلہ : یہی دوا تو آپ کو صحت دی ہے ۔

میاں صاحب : ہوں

(میاں صاحب [illegible] گلاس رحیلہ [illegible]
ہاتھ میں [illegible] رحیلہ
گلاس میز پر رکھ دیتی ہے)

رحیلہ : کیوں ؟

میاں صاحب : مجھے دوا سے صحت ملی ہے ۔

رحیلہ : تو پھر [illegible] ملی ہے ؟

میاں صاحب : [illegible] خدمت گزاری سے ۔

رحیلہ : میں نے کیا کیا ہے بھلا ؟

میاں صاحب : یہ تمہاری ہی خدمت کا نتیجہ ہے کہ
میں [illegible] صحت یاب ہوگیا ہوں ۔

رحیلہ : میں نے تو ایک فرض ادا کیا ہے ۔

(رحیلہ گلاس کی کھڑکی پر نظر ڈالتی ہے [illegible]

ہو رہی ہے ۔ اضطراب [illegible] ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ
[illegible] اپنے ہاتھ سر کے بالوں میں پھیر سکتی ہے

میاں صاحب : دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو اپنا فرض ، فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں ۔

ریحانہ : [illegible] ہی [illegible] بلایا تھا ۔

میاں صاحب : میں کیسی ہستی [illegible] میں رہا [illegible] مشورہ [illegible] کسی [illegible] کے [illegible] ہو ۔ تمہیں بلایا

ریحانہ : [illegible] میں آ گئی ۔

(گھڑی پر دیکھتی ہے)

میاں صاحب : تم نے جو کچھ کیا ہے ایک نرس شاید نہیں کر سکتی —— ایک بیٹی ہی کر سکتی ہے ۔

ریحانہ : [illegible] کر رہے ہیں آپ ۔ پلیز (Please).

(ریحانہ کچھ کہنا چاہتی ہے کہ میاں صاحب [illegible] اٹھتے ہیں)

میاں صاحب : جو کچھ محسوس [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] کر رہا ہوں [illegible] سے بلا لیا ۔ [illegible] روز کے [illegible] آ گئی ۔ [illegible] محبت کے دن کٹ گئے ، [illegible] کوئی اپنا ہے نہ بیٹی [illegible] نہ جانے کیا حال ہوتا ۔

رحیمہ : جی ۔ [illegible] صاحب سب ہو گئے ہیں سب تو ۔

میاں صاحب : [illegible]

رحیمہ : [illegible] ہی [illegible] کے ۔ [illegible] ہی گ [illegible] ہے
[illegible]

میاں صاحب : [illegible] کی بات ہے [illegible] کیوں
ہو گیا

رحیمہ : جی [illegible] شرمندہ ہے ۔

میاں صاحب : [illegible]

رحیمہ : [illegible] جانا چاہتی ہوں ۔

[illegible] صاحب [illegible] کر [illegible] ۔ [illegible] [illegible]
[illegible]

میاں صاحب : جانا چاہتی ہو؟

رحیمہ : جی ہاں! ایک مجبوری ہے ۔

میاں صاحب : [illegible] ہے [illegible]؟

رحیمہ : جی [illegible]

میاں صاحب : [illegible] مجبوری ہے؟

رحیمہ : [illegible] ایک [illegible] آپ سمجھیں
گے میں تنگ [illegible] گئی ہوں یا کوئی اور بات ہے ۔ مگر
[illegible] ہے [illegible] کا [illegible] سنو کہ [illegible]
ہی میں بول سکتا ۔

میاں صاحب : [illegible] روکوں گا نہیں ۔ [illegible]

[illegible] کے [illegible] ہو [illegible] چلی جاؤ

رحیمہ : [illegible] "مسرت کی [illegible]" [illegible] ہے ۔

میاں صاحب : جب تک کوئی [illegible] کوئی ضروری

ہو گی [illegible] دفتر سے [illegible] ہے ۔

رحیمہ : ٹھیک ہے سر ۔ (Thank you Sir)

(رحیمہ شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر [illegible] کو [illegible]
جاتی ہے)

میاں صاحب : اچھا ذرا نادرہ کو بھیج دو ۔

رحیمہ : جی ۔

(رحیمہ [illegible] کمرے سے نکل جاتی ہے ۔ میاں صاحب اس
[illegible] کے سامنے دیکھتے رہتے ہیں [illegible]
میں ڈوب گئے ہیں)

نادرہ آتی ہے

(نادرہ رحیمہ کے مقابلے میں صحت مند ہے [illegible]
چہرے سے ہمدردی اور شفقت [illegible]
[illegible] بھی
ہونا ایسے ہی خیال میں غرق رہتے ہیں ۔ نادرہ [illegible]
[illegible] میاں صاحب [illegible]
لگتی ہے)

نادرہ : چچا جان ۔

(میاں صاحب کو اب بھی خبر نہیں ہوئی)

میں نے کہا چچا جان ــــ چچا جان ! !

(میاں صاحب چونک سے پڑتے ہیں)

میاں صاحب : وہ تم [illegible] کہو [illegible] کیا بات ہے؟

نادرہ : نیند آ رہی ہے ؟

میاں صاحب : نہیں ۔

نادرہ : کچھ سوچ رہے ہیں آپ ؟

میاں صاحب : ہاں ، کچھ [illegible] گئی تھی [illegible]

نادرہ : جی

نادرہ : جی کہیے ناں

میاں صاحب : وحیدہ کہہ رہی تھی ۔

نادرہ : وحیدہ کیا کہہ رہی تھی [illegible] ؟

میاں صاحب : وہ [illegible] تم سے [illegible] کس نے

نادرہ : مگر [illegible] آپ کی طرح صاحب [illegible] ہوتے ہیں ؟

میاں صاحب : [illegible] ہم سے کیوں رکھی [illegible] ضروری کام ہو گا ۔

نادرہ : [illegible] تو سمجھ نہیں کیا اس نے ؟

میاں صاحب : [illegible] اصرار [illegible] کی ضرورت نہیں ۔ [illegible] بلایا ہے کہ [illegible] کچھ [illegible] نام [illegible] دیتا ۔

نادرہ : یہ تو ٹھیک ہے ، مگر میں یہ نہیں سمجھ سکی کہ اس نے [illegible] کا [illegible] کیوں کر رہے ہے ؟

میاں صاحب : میں نے [illegible] اب اصرار کی ضرورت نہیں ۔

نادرہ : سچ ۔

(نادرہ جانے لگتی ہے ۔ [illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible])

میاں صاحب : [illegible] ؟

نادرہ : سچ جان !

میاں صاحب : کیوں ؟

نادرہ : اب سوچ کر [illegible]

میاں صاحب : [illegible] تو [illegible]
کبھی کبھی وقت بیتا کر جاتا ہے ۔

(نادرہ میاں صاحب کو غور سے دیکھتی ہے)

نادرہ : [illegible] آپ [illegible]
دکھی نظر آتے ہیں ۔

میاں صاحب : [illegible] درست ہے ۔

(میاں صاحب [illegible] رکھی ہے
اسے تکیے پر رکھ دیتے ہیں [illegible]
[illegible] کبھی معلوم ہے کہ مزاج [illegible])

(نادرہ جیسے چونک سی پڑتی ہے)

نادرہ : بسورہ مزاج ؟ [illegible] پوچھا ہے

میاں صاحب : یہی [illegible] اور
[illegible] (ایک دو لمحے خاموش رہتے ہیں [illegible]

کی طبیعت بالکل ٹھیک تھی۔ کچھ بھی [illegible] نہ ہوا تھا کہ وہ یکایک چلا جائے [illegible] میرے سامنے ۔۔۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں [illegible] بے ہوش ہو گیا۔ میری دنیا ۔۔۔ میری [illegible] ہمیشہ کے لئے اجڑ گئی [illegible] صاحب آنکھیں بند کر کے [illegible] (دیکھتے نہیں) [illegible] رضیہ بیدار ہو چکی ہوگی۔

نادرہ : ابھی کتنی دیر ہے اس کے بیدار ہونے میں۔

میاں صاحب : پھر بھی۔

نادرہ : [illegible] ۔ [illegible] صاحب کی طبیعت یک بیک خراب کیوں ہو گئی تھی؟

میاں صاحب : [illegible] کوئی خرابی نظر نہیں آتی تھی۔ کیسے [illegible] کہ موت [illegible] اس کی طرف بڑھے [illegible] وہ [illegible] میاں صاحب [illegible] جیسے ہوں گے ۔۔۔ [illegible] اور [illegible] کے لیے مخصوص ہو گئے۔ یہ منظر [illegible] اور بھی [illegible] اس کے ساتھ۔

([illegible] صاحب خاموش ہو جاتے ہیں)

نادرہ : کیا چھوٹا جان؟

میاں صاحب: کچھ نہیں۔

نادرہ: چچا جان!

میاں صاحب: چھوڑو بیٹی اس بات کو۔

نادرہ: نہیں جانتی ہوں آپ کو [illegible] یہ وہیں [illegible] کر کے۔

(نادرہ جاننے کے لیے مصر ہوتی ہے کہ میاں صاحب کی اداسی کی وجہ [illegible])

میاں صاحب: [illegible] کہ [illegible] مرگ [illegible] ہو گئی ہے اور وہ اس [illegible] کا آرزو مند ہے [illegible] مگر موت تو گویا دروازے پر دستک دیے جا رہی تھی۔ لگتا تھا [illegible] کیونکہ وہ یکایک بے ہوش ہو گیا تھا

نادرہ: وہ کون تھی؟

میاں صاحب: [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اب تک کوئی اونچی دیوار کھڑی ہو جاتی ہے۔ [illegible] توڑ ڈالنے کے لیے [illegible] عدم کے [illegible] بھی [illegible] زندگی کی سرحد پار کر [illegible] ایک قصہ چل کر موت کی سرحد تک پہنچ گیا [illegible]

[illegible] مگر جب ہوسکے [illegible]

[illegible] کیا [illegible] کچھ [illegible] تو وہ [illegible]

[illegible] ہوں کہ [illegible]

وہ آخری سانس تک اسے یاد کرتا رہا ہے۔ مگر وہ

[illegible]

[illegible]

ہے۔ [illegible] کہاں ہے۔ کون جانے [illegible] ہوں

[illegible]

[illegible]

ناظرہ: [illegible]

میاں صاحب: [illegible] کا خیال تو ٹھیک ہے [illegible]

(میاں صاحب اٹھتے [illegible])

ناظرہ: آپ کدھر چلے؟

میاں صاحب: خاں صاحب کے ہاں۔ ذرا کسی کے لیے [illegible] کو دوں۔

ناظرہ: میں کچھ دیتی ہوں۔

میاں صاحب: جب [illegible] تک [illegible] کچھ بن جائے گی [illegible] لیٹے ٹھیک [illegible]

میاں صاحب دروازے کی طرف جاتے ہیں۔ ناظرہ وہیں [illegible] جاتے [illegible] ناظرہ [illegible] دروازے کی طرف [illegible]

اس سے دو قدم ہی آئی ہوں گی کہ [illegible] آتی ہیں کے
[illegible] سب تیار ہو چکی ہے [illegible] سے
[illegible] ہاتھ میں [illegible]
[illegible] بیگم [illegible] ہوتی ہے

ناظرہ : واقعی آپ جا رہی ہیں ؟

رضیہ : میاں صاحب نے جانے کی اجازت دے دی ہے۔

ناظرہ : مجھے معلوم ہوا [illegible] ہوں [illegible] ہے اس بارے میں کچھ کہا ہے۔

رضیہ : کام ہی کچھ ایسا ہے ورنہ کبھی نہ جاتی۔

ناظرہ : تھوڑی سے چھٹی تو لے رہی ہیں۔

رضیہ : کب تک جائیں ؟

ناظرہ : [illegible] بھی [illegible] کیا [illegible] ضروری کام ہے۔

رضیہ : [illegible] (ادھر ادھر دیکھ کر) [illegible] صاحب کدھر گئے ؟

ناظرہ : ٹیکسی کے لیے فون کرنے گئے ہیں۔

رضیہ : کیا ضرورت تھی اس کی — ٹیکسی راستے میں لے لیتی۔ [illegible] آپ کو دو دن کے [illegible] !

ناظرہ : میں جانتی ہوں [illegible] ذرا [illegible] تکلیف کیجئے۔

رضیہ : فرمائیے !

ناظرہ : [illegible] ناظرہ [illegible] سے [illegible] میں سے نکل جاتی

ہے [illegible] دوا لیتی ہے اور چند لمحوں کے بعد آتی ہے۔ رحیلہ [illegible] اس [illegible] وارڈروب کی طرف دیکھتی رہتی ہے۔ نادرہ کے جانے کے بعد کچھ رُت میں ذرا چہرہ دکھ لیتی ہے۔

رحیلہ : [illegible]

نادرہ : لیجئے بی بی [illegible] دوا [illegible] کے لیے [illegible] لیتی ہے

رحیلہ : دیکھنے والی [illegible] کو دیجئے۔ میں سب کچھ وصول کر چکی ہوں۔

نادرہ : [illegible] صحت کا بھی کچھ خیال کیجئے۔ (نادرہ لوٹ کر [illegible] رحیلہ کی طرف بڑھاتی ہے

رحیلہ [illegible] شکریہ! بس بس

رحیلہ : بس دل تھمک ہو۔

نادرہ : ایک بس اور۔

رحیلہ : ابھی کوئی کسر باقی ہے؟

نادرہ : جی، بوجھے کا حال تو ہے۔ مگر یہ کیسے [illegible] رہ سکتی کہ سوسے دن میں ایک لمحوں میں ختم ہو گئی ہے

رحیلہ : ایسی کیسی؟

نادرہ : آپ اس طرح سوچ رہی ہیں۔

رحیلہ : کیا کا ، مجبوری ہے۔

نادرہ : مسئلہ ؟

رحیمہ : یہ ایک ذاتی [illegible] ہے ۔

نادرہ : اسی لیے [illegible] ہے کہ [illegible] مجھی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] نہیں !

(رحیمہ خاموش رہتی ہے)

دیکھو رحیمہ بہن ۔

رحیمہ : کہیے ۔

نادرہ : [illegible] جی عورت رحیمہ ہسپتال سے ایک [illegible] [illegible] آو

[illegible] کر [illegible] رہی [illegible] [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible]

رہی ہے

(رحیمہ خاموش رہتی ہے)

میں نے تجھ سے [illegible] [illegible] کہا ؟

رحیمہ : کیا بتاؤں ۔

نادرہ : [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ہی مسئلہ ہے ۔

رحیمہ : آپ [illegible] درست کہتی ہیں

نادرہ : [illegible] ٹھیک ہے ۔

رحیمہ : آپ کے ذہن میں ایک عجیب سی [illegible]

نادرہ : [illegible] کی [illegible]

رحیمہ : مجھے اس کا افسوس ہے

نادرہ : کیا کیا جائے؟

(رحیلہ دل ہی دل میں مسکراتی ہے اور کہہ دیتی ہے)

رحیلہ : ہر انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی راز چھپا
ہوا ہوتا ہے جسے اس کا ساتھی بھی نہیں جان سکتا اور یہ راز
چھپا رہتا ہے

نادرہ : کیونکہ یہ راز اس کی زندگی کا سب سے قیمتی
راز ہوتا ہے ۔

رحیلہ : آج سے دس برس پہلے کی بات ہے ۔

(رحیلہ کچھ سوچ کر کہتی ہے)

نادرہ : پھر اسی طرح تمہاری بھی زندگی میں کوئی نہ کوئی
تمہیں کوئی بات ضرور ہوئی ہوگی ۔

رحیلہ : (اسے سمجھاتے ہوئے) اس وقت میں ایک کی زندگی
کے دن تھے میرا ایک دوست تھا جو اکثر مجھ
سے ملنے آیا کرتا تھا ۔

نادرہ : پھر

رحیلہ : ایک دن باتوں باتوں کے دوران ایک عجیب سا بات ہوا
اس طرح وہ کہ میری زندگی میں داخل ہو گیا
ملاقاتیں ہوتی گئیں اور گہری دلچسپی بڑھی ۔ ایک شام
اس نے کہا کہ وہ گھر جا رہا ہے اور بہت جلد لوٹ
آئے گا اور جب لوٹے گا تو ایک بہت بڑی خوشخبری
سنائے گا مجھے ۔

جمیلہ جذبات کی شدت میں خاموش ہو جاتی ہے [illegible] آنکھیں
میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible]
ہو رہی تھی)

اس نے کہا تھا — دیکھو [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] کی
[illegible] کے نیچے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
وقت میں ۔

رحمان [illegible] [illegible]

[illegible] کرتی [illegible] [illegible]

نادرہ : [illegible]

رحمان : [illegible] [illegible] [illegible]

نادرہ : کیسے چاہ [illegible] [illegible] ؟

رحمان : [illegible] کیوں [illegible] [illegible] ہیں ۔

نادرہ : [illegible] سے پوچھو ہو گا ۔

رحیمہ : ہم کبھی ایک دوسرے سے [illegible] کرتے
رہے مگر [illegible] کبھی ایک دوسرے کو نہ
پا سکے ۔ کبھی [illegible] کی [illegible] [illegible]
تھی ۔

نادرہ : اور سبق ؟

رحیمہ : وہ [illegible] وہاں [illegible] چلا گیا ہے [illegible] اب اس کے
[illegible] آنکھ بھی نہیں [illegible] تھی ۔

ناصرہ : یہ [illegible] اتنے [illegible] ہو ۔

رحیمہ : [illegible] سب بیگ اس کا ستار [illegible]
[illegible] محسوس [illegible] گئی [illegible] طرح اسے
[illegible] کی [illegible] سکی ہے

[illegible]

[illegible]

ناصرہ : اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ بے وفا نکلا

رحیمہ : [illegible] تو یہیں نہیں آتا ۔۔۔ وہ

ناصرہ : [illegible] ہو اور [illegible] کروں میں تم سے

رحیمہ : [illegible] ہمیشہ [illegible] جاتے
[illegible] ہیں
[illegible] درختوں کے نیچے
[illegible] نگاہوں سے [illegible] دل کی
[illegible] دوسرے سے کہی
[illegible]
[illegible] اس کے
[illegible] تھے [illegible]

رحیمہ : [illegible] آنکھیں [illegible] موٹر کے
ہارن کی آواز [illegible] آنکھیں کھول دیتی ہے)

سورج کا یہ [illegible] حصہ وہیں [illegible] ہو [illegible] [illegible] میں [illegible] اس کا [illegible] کرتی ہوں۔ وہ ضرور [illegible] آج [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] ہو۔۔۔ (رحیلہ آنکھیں جھکا لیتی ہے)

نادرہ : نام کیا تھا اس کا؟

رحیلہ : راشد!

(رحیلہ کی آنکھوں میں [illegible] چمکتی ہے۔ دروازے سے میاں صاحب آتے ہیں)

میاں صاحب : رحیلہ!

(رحیلہ [illegible] میاں صاحب کی طرف دیکھتی ہے)

نادرہ : [illegible] آگئی [illegible]؟

(باہر کی آواز بھر آتی ہے۔ رحیلہ واپس [illegible] جاتی ہے)

رحیلہ : [illegible]

نادرہ : [illegible]

رحیلہ : [illegible]!

میاں صاحب : [illegible] بیٹی! [illegible] رہو [illegible]

(رحیلہ دروازے سے باہر نکل جاتی ہے)

میاں صاحب : بہت اچھی لڑکی ہے۔

نادرہ : [illegible]۔

(نادرہ کی آنکھیں [illegible] ہو گئی ہیں)

میاں صاحب: نادرہ! کبھی اس کے جانے کا بھی افسوس ہے؟

نادرہ: [illegible] تھی وہ [illegible] کی طرح جس کا بھائی جب سے
ہی حرف وفا کو [illegible] گیا تھا۔ بیچاری کو اس
کی موت کا کوئی علم نہیں ہے۔

میاں صاحب: کیا سمجھ میں ہو [illegible] نادرہ۔

نادرہ: [illegible] کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔ آج پھر اس کا خط
رہ گئی ہے

میاں صاحب: تم نے بتایا اسے؟

نادرہ: نہیں۔

میاں صاحب: کیوں؟

(میاں صاحب نادرہ کی طرف دیکھنے لگتے ہیں [illegible]
[illegible] کے آجاتی ہے)

نادرہ: [illegible] اسے بات بتلاتے ہوئے ڈر سا لگتا ہے کبھی
کبھی [illegible] اس کا انتظار کرتے کئی ہفتے ہو
چکے ہیں آئے۔ مگر اسے انتظار کرتے دیکھ کر
ہی اس کا سہارا ہے [illegible] کا انتظار جیسے اس کی
زندگی کے [illegible] جڑ گیا ہے [illegible]
رہنے دیجئے۔۔۔ اسے رہنے دیجئے۔ بیچاری!

(نادرہ بائیں ہاتھ سے [illegible] پونچھتی ہے [illegible] میاں صاحب
[illegible] کھڑے ہیں۔۔۔ اور پردہ گرتا ہے۔۔۔)

ہمہ آفتاب است

کردار:

میاں صاحب
بیگم
خان صاحب
رشیدہ
اکرم
ننھا
مہمان
جاوید
ماں

منظر :—

ایک عام کمرے سے زیادہ [illegible] جس میں دروازے [illegible]
[illegible] کھلتے ہیں۔

ہو سکتا ہے کسی زمانے میں صاحب [illegible] مہمانوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہو، مگر اب جو کمرے [illegible] ہے [illegible] کی یہ حالت ہے کہ اس میں اور ایک عام کمرے میں کوئی [illegible]

فرنیچر [illegible] پرانی وضع کا ہے [illegible] کرسیاں بھی [illegible] [illegible] ہیں [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ فرنیچر جس طرح پہلے [illegible] سے رکھا گیا تھا اس میں کبھی کوئی تبدیل [illegible] ہوئی۔

کمرے کی دیوار سے ذرا ہٹ کر [illegible] کونے میں ایک [illegible] ریڈیو [illegible] کے اوپر کچھ [illegible] پڑی ہیں۔ [illegible] کرسیاں۔ ایک چھوٹی میز۔ سامنے [illegible] پر کچھ [illegible] بیچ میں ایک [illegible] ایک خرگوش [illegible] چینی کا [illegible] سنگ مرمر کی ایک [illegible] اور اسی قسم کی دوسری متفرق چیزیں

یہ دروازہ [illegible] صحن میں کھلتا ہے اور

دوسرے [illegible] دیوار [illegible] ہیں کے ساتھ میاں صاحب کا کمرہ ہے۔ [illegible] ایک پیارے رنگ کے [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں ہے۔ برآمدے میں وقت اٹھتا ہے۔ بیگم کمرے میں اس طرح [illegible] رہی ہیں جیسے کافی پریشان ہیں۔

[illegible] کے لگ بھگ [illegible] [illegible] اور [illegible]۔

[illegible] چیز [illegible] رہی ہیں [illegible] کبھی صوفے پر [illegible] پھر [illegible] بیگم کرسی کو کھسکا کر اس کے نیچے [illegible] کو دیکھ [illegible] جھکی ہیں۔ پھر وہاں سے گردش کی [illegible] ہے [illegible] کافی ہے۔

اپنے کمرے کی [illegible] میاں صاحب کے کمرے سے سارنگی کی آواز آنے لگی ہے۔ [illegible] ہیں [illegible] آخری سخت [illegible] کر دیا ہے۔

سارنگی کی [illegible] [illegible] ہے [illegible]

مطلوبہ چیز [illegible] اسی طرح [illegible] کی طرف آتی ہیں۔ جلدی جلدی [illegible] ڈھکنا اٹھاتی ہیں کہ سارنگی کی آواز [illegible] ختم ہو گئی تھی۔ [illegible] بند ہو چکی ہے۔

بیگم ڈھکنا ہاتھ میں لیے میاں صاحب کے کمرے کی طرف جانے لگی ہیں۔

ابھی چار لمحے [illegible] کے بعد سارنگی کی آواز بند ہو جاتی ہے۔ بیگم [illegible] میاں صاحب ان کے ہاتھ میں ڈھکنے کے علاوہ [illegible] رہا ہے۔ ڈھکنا [illegible] کاغذ [illegible] ہیں۔ ریکارڈ ان کے بائیں ہاتھ ہی میں ہے۔

[illegible] کھانسی [illegible] آتی [illegible]
اس کے ساتھ ہی میاں صاحب دروازے [illegible]
دکھائی دیتے ہیں
[illegible] آنکھوں پر [illegible]
[illegible] عورت [illegible]
[illegible]

میاں صاحب : [illegible]

بیگم : [illegible] ([illegible] لیے ہوئے) [illegible]؟

میاں صاحب : [illegible]؟

بیگم : [illegible] شوہر [illegible] عورت [illegible]
[illegible]
بک گئے [illegible]

میاں صاحب : [illegible] کوئی [illegible]

([illegible] ہو کر [illegible])

بیگم : [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible]

میاں صاحب : [illegible] کوئی [illegible]
[illegible]

بیگم : [illegible] کوٹ [illegible]
[illegible] مل جائے [illegible]
تلاش کر رہی [illegible] کدھر [illegible]؟

میاں صاحب : [illegible] تو [illegible]

بیگم : ریکارڈوں کی حد ہو گئی نا

میاں صاحب : ہے ضرور ہے

بیگم : خدا کے لیے اب بند کرو

میاں صاحب : تو پھر کیا کروں ؟

بیگم : وہی جو دوسرے لوگ کرتے ہیں ۔

میاں صاحب : دوسرے لوگ کیا کرتے ہیں ؟

بیگم : (ذرا کچھ [illegible] کرتے ہوئے یاد کرتے ہوئے) کم از کم اس طرح سے ہمارا [illegible] نہیں ہے ۔ صبح سویرے سے سلسلہ شروع ہوتا ہے تو کہیں شام ہوئے میں بھی [illegible] نمبری صاحب [illegible] ہوش میں گزرتی ایں ہے !

میاں صاحب : کئی دن سے بستر پر پڑا ہوں ، لیٹے لیٹے کس طرح دل بہلاؤں ، کیا کروں ؟

بیگم : آرام کرو ۔ ڈاکٹر نے کہا نہیں ، آپ کے لیے آرام کی سخت ضرورت ہے ۔

(بیگم اس دوران میں کنگھی کی ڈبیہ ادھر ادھر تلاش کرتی رہتی ہیں ۔ بار بار کارنس کی طرف دیکھتی ہیں ۔ سنگھار [illegible] کرتی ہیں [illegible] میاں صاحب سے الگ [illegible] تیوری چڑھی ہے)

میاں صاحب : کاش تمہیں معلوم ہوتا موسیقی روح کی غذا ہے ۔

بیگم : مگر روح کو بھی غذا چاہیے تو [illegible] دو کہ اسے بدہضمی ہو جائے۔

مرزا صاحب : بیگم ، تم جی [illegible] ہو یہ میں کبھی [illegible] نہیں سکتا تھا

[illegible]

بیگم : [illegible] تو [illegible] اور تم بڑے [illegible] کے [illegible] ہو [illegible]

مرزا صاحب : [illegible] مطلب [illegible]

بیگم : یہ کیا مطلب ہے ؟

مرزا صاحب : مطلب صرف یہ کہ [illegible] کی کمی ہے ، اور تو کوئی بات نہیں !

بیگم : اس میں [illegible] کی کیا [illegible] ہے [illegible] سہی مگر [illegible] کہ [illegible] ہی بات [illegible] تمہارے [illegible] کی [illegible] ہے ۔ [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کر بات کرنی [illegible] مرزا صاحب بھی [illegible] اور [illegible] صاحب کی بیوی تو کئی بار کہہ چکی ہیں کہ [illegible] ان کا [illegible] اور [illegible] امرا صاحب ہیں نا۔

میاں صاحب : بیگم یہ تو [illegible] میں کہہ دیتیں کہ سارا محلہ
مجھ سے [illegible] شکایت کر رہا ہے [illegible] سارے [illegible] کا محلہ
مجھ سے خلاف ہو گیا ہے !

بیگم : جی حضرت والا عرض کیا ؟

میاں صاحب : وہ محلہ ہی نہیں شہر ، پورا ملک بیگم
[illegible]
[illegible] ہر ایک کو [illegible] ہے ۔

[illegible]

بیگم : [illegible] مگر

میاں صاحب : مگر [illegible]

بیگم : [illegible]

میاں صاحب : [illegible]
[illegible]
[illegible] کبھی نہیں [illegible] سکتا [illegible] بگڑ کر [illegible] نہیں بچ سکتا
[illegible] کانوں کو خوب علم ہے اس سے ۔

بیگم : [illegible] کون [illegible] کرتا ہے

میاں صاحب : [illegible] نہ لگاؤ ؟

میاں صاحب بیگم کے ہاتھ سے [illegible] لے کر [illegible]
میں چلے جاتے ہیں ۔ بیگم [illegible] کھڑی [illegible]
قہقہہ [illegible] لگاتی ہیں
دوسرے دروازے سے رضیہ آتی ہے ۔
رضیہ نو دس برس کی بچی ہے ۔ [illegible] معصوم ۔

باہر بکھرے ہوئے ہیں۔ بیگم صاحبہ [illegible] دیکھتی ہیں مگر لانڈری کی رسید تلاش کرنے میں بہت مصروف ہیں [illegible]

[illegible] ہے جو نہیں مل رہی ہے

رضیہ آگے بڑھتی ہے

میاں صاحب کے کمرے سے تیور بکھرے [illegible] آ [illegible] اٹھتی ہے رضیہ [illegible] کوئی ردی ہے [illegible] ان میں سے [illegible]

بیگم : [illegible] آواز [illegible] دیکھ [illegible] میں بکھر [illegible] تی ہو

رضیہ : امی !

بیگم : کیا ہے

رضیہ : امی

بیگم : کیا ہے ؟

رضیہ : امی ——

بیگم : اب کچھ کہو گی بھی کہ نہیں۔ دیکھی ہے لانڈری کی رسید ؟

رضیہ : امی ——

بیگم : ذرا ٹھیرو [illegible] امی جی

خان صاحب آتے ہیں۔ سوار صاحب نے [illegible] کو [illegible] ہوئے ہیں۔ [illegible] بیگم [illegible] دیکھتی ہیں تو [illegible] کرنے کی کوشش کرتی ہیں

وہ [illegible] خان [illegible] آئیے خان صاحب تشریف رکھیے۔

[بیگم صوفے کی طرف اشارہ کرتی ہیں]

خان صاحب : ادھر سے گزر رہا تھا۔ میں نے کہا حضور دریافت کرتا چلوں۔

بیگم : شربت رکھئے

(خان صاحب صوفے کی بجائے کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں ۔ ان کو شدید حیرت ہے مگر رسماً کہتے ہیں—

خان صاحب : کیا ہوا بھائی صاحب کو !

بیگم : نہیں ہیں ۔

خان صاحب : عجب ہے ! یہ ریکارڈ کیسا بج رہا ہے؟

بیگم : وہی بجا رہے ہیں ۔

خان صاحب : کیوں ؟

بیگم : بس یہی دن رات بجا رہے ہیں ۔ اور سارا دن اسی طرح بجاتے رہتے ہیں بے چارے !

(خان صاحب بیگم کے اس عجیب انداز پر انہیں غور سے دیکھتے ہیں)

خان صاحب : کب سے بیمار ہیں ؟ علاج کیا ہے ؟

بیگم : کئی دن سے ہلکی سی کھانسی اور ہلکا بخار تھا دوا دی تو کھانسی کم ہو گئی ، بخار اتر گیا اور—

خان صاحب : اور اب ؟

بیگم : ٹھیک ہیں !

(ریکارڈ ابھی تک بج رہا ہے ۔ بیگم ان کے کمرے کی طرف چلی جاتی ہے)

خان صاحب : بیمار ہیں ؟

بیگم : جی بھائی جان !

خان صاحب : (اٹھتے ہوئے) اوہو !

[illegible] کے [illegible] ہو رہی ہے [illegible] میاں صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible] اٹھ کر [illegible]

میاں صاحب : خان صاحب ! معاف کیجئے [illegible] بیوی کو
آپ کے آنے کی اطلاع ملی ہے۔

خان صاحب : [illegible] کیسی ہے بھابی صاحبہ ؟

میاں صاحب : جی [illegible]۔

خان صاحب : کس کا علاج ہو رہا ہے ؟

بیگم : یہ پوچھیے بھائی جان ! آج کل کس کا علاج [illegible]
[illegible] ہومیو پیتھی [illegible]
[illegible] حکیم صاحب کو [illegible]
[illegible] ہومیو پیتھی سے [illegible]
[illegible] ٹوٹ گیا [illegible] اب علاج
کر رہے ہیں

خان صاحب : ٹھیک ہی تو کر رہے ہیں بھابی صاحبہ !
ہومیو پیتھی بعض بیماریوں میں بڑی اچھی دوا ثابت
ہوتی ہے۔

بیگم : اس دوا سے [illegible] تو آرام [illegible] جائے گا مگر گھر کے
لوگ بیمار ہو جائیں گے۔

خان صاحب : خدانخواستہ یہ کیوں ؟

بیگم : خدا جھوٹ نہ بلوائے تو ایک ایک پڑیا دس دس

[illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہو

میاں صاحب : خاں صاحب !

خاں صاحب : رضیہ بیٹی [illegible] !

میاں صاحب : [illegible]

[illegible]

خاں صاحب : صاحب ! [illegible]

[illegible]

میاں صاحب : [illegible] بیگم [illegible] !

بیگم : [illegible]

خاں صاحب : [illegible] صاحب ! [illegible]

ہر حالت میں ہونا چاہیے !

میاں صاحب : جی ہاں۔

خاں صاحب : [illegible]

میاں صاحب : (سینے پر ہاتھ رکھ کر) جی ہاں۔

خاں صاحب : درد کی شکایت [illegible] ؟

میاں صاحب : صاحب ! کیا شکایت ہوتی ہے ؟

([illegible] کیا [illegible] ہوئے پیچھے کمرے کی طرف جانے لگتے ہیں [illegible] آ کر ایک طرف کھڑی ہو جاتی ہے)

بیگم : [illegible] !

رضیہ : جی [illegible]

بیگم : [illegible] کیوں بیٹھے [illegible] جانے [illegible]
[illegible]

رشیدہ : امی [illegible]
[illegible]

بیگم : [illegible]
[illegible]

خاں صاحب : [illegible]

بیگم : [illegible]
[illegible]
وہ ابھی پھر قصہ شروع ہو گیا ۔

خاں صاحب : ہمارا دل [illegible]

بیگم : [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب کی [illegible]
[illegible]
[illegible] بیگم صاحبہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خاں صاحب : ذرا [illegible] رہا ہوں ۔

بیگم : [illegible] (گر) جی ہاں

جان صاحب : [illegible] ہے ۔

بیگم : [illegible] کیا !

(بیگم [illegible] دروازے کے پاس جا کر [illegible] کہہ کر
[illegible])

جان صاحب : [illegible] ہو ؟

بیگم : [illegible]

[illegible] لگی ہیں [illegible]
[illegible]

جان صاحب : [illegible] ہے

بیگم : جی [illegible] کے آنے [illegible]
[illegible] کون روک سکتا ہے ؟

جان صاحب : [illegible] ہے ؟

بیگم : غلام صفدر صاحب [illegible] ہیں

جان صاحب : غلام صفدر صاحب کون ؟

بیگم : جی جاوید میاں !

جان صاحب : [illegible] ہو گئے ہیں ۔

بیگم : [illegible] ہو گئے ہیں ۔ [illegible]
ہوا ہے

جان صاحب : [illegible] گئی ہے ۔
[illegible]

بیگم : اور [illegible] ۔

خان صاحب : فکر ابھی [illegible] کب سے [illegible] کی ہوا
میں ہو گئے ؟

بیگم : [illegible] بلاؤ [illegible] غائب ہے۔

خان صاحب : [illegible] کی وجہ
کیا ہے ؟

بیگم : کبھی [illegible]
[illegible] ہوا ہے۔
کبھی [illegible] کی [illegible]
یہ کرم ہے کہ گھر میں [illegible]
اور ابھی غائب !

خان صاحب : کہیں [illegible] ہو رہی ہے ؟

بیگم : [illegible] (مسکراتی ہے) یہی کچھ کہہ نہیں سکتی
[illegible]
ہے۔ گیا ہے

خان صاحب : یہ بوجھو خوب کہی ہے۔

بیگم : [illegible] ہے۔
اور آنکھ بدل کر ہو غائب۔

خان صاحب : کب تک غائب رہتا ہے ؟

بیگم : [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک [illegible]

[illegible] اگر ایک [illegible] ہو گیا تو [illegible]
بیگ [illegible] کم ہو جائے گا۔

([illegible])

خان صاحب: تو مطالعہ [illegible] ہے؟

بیگم: [illegible] کتاب تو عشق
[illegible] پڑھتے [illegible]۔
[illegible] آزادی [illegible] ہو [illegible]۔

خان صاحب: (رضیہ سے مخاطب ہو کر) کیوں بیٹی؟

بیگم: [illegible]

[illegible]

بیگم: [illegible]

رضیہ: [illegible]

بیگم: [illegible]
[illegible]

رضیہ: [illegible]

خان صاحب: [illegible]

بیگم: [illegible] آج [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

بیگم: خان صاحب کو بھی دیکھیں ہیں! [illegible]
دیکھی آپ نے؟

بیگم : [illegible] مسعود خان [illegible]

اکرم : مسعود خان کو

(خان صاحب پر اس کی نظر پڑتی ہے)

[illegible] آپ کو [illegible]

[illegible]

خان صاحب : [illegible]

[illegible]

اکرم : [illegible]

بڑی [illegible]

خان کی طبیعت کیسی ہے [illegible]

(خان صاحب [illegible])

[illegible]

خان صاحب : [illegible]

[illegible]

[illegible]

بیگم : [illegible] تو [illegible] کبھی [illegible]

اکرم : [illegible]

بڑی ہمدردی ہے

خان صاحب : تو کبھی [illegible] ہو

اکرم : [illegible] میرا ایک دوست بڑی

دور سے آ رہا ہے۔

خان صاحب : [illegible] بجے آ رہے تھے تو تم اس طرح پریشان
کیوں ہو رہے ہو ؟

اکرم : پریشان تو بالکل نہیں ہوں ۔

خان صاحب : تو پھر تردد کیوں ہے ؟

اکرم : پریشانی یہ ہے ماموں جان

(بیگم اور خان صاحب دونوں ہنس پڑتے ہیں)

خان صاحب : [illegible] بالکل نہیں ہوں [illegible] تو پریشانی یہ
ہے ماموں جان ــــ ماشاءاللہ زندہ دل معصوم ہوتے ہو

بیگم : [illegible] تو اب [illegible] آ گئی
ہے ۔

خان صاحب : [illegible] مدرسے کی آتی ہیں مگر اب کہتے
کیا ہیں یہ ــــ کیوں اکرم ؟

اکرم : (ہنس کے) جی ! اچکن کمرے میں ہیں ۔

خان صاحب : مگر بھئی [illegible] یہ بات سمجھ میں نہیں آئی
کہ تمہارے یہ بڑی دور سے آنے والے دوست کو
اچکن سے کیا تعلق ؟

اکرم : کچھ [illegible] ہے کہ سب مل کر ان کو
Receive کریں گے

خان صاحب : سب مل کر Receive کریں گے تو ہر
ایک اچکن پہن کر آئے گا ۔

اکرم : جی ہاں ۔ اچکن صاحب بھی پہنیں گے ؟

خان صاحب : سوٹ کے ساتھ پہنیں گے ۔

اکرم : وہ بند دوکان سے لے دوں ۔

خان صاحب : بھئی تو مجبوری ہے

اکرم : جی ہاں ، اماں سے پوچھے ابھی ۔ اچکن کہاں
ہے میری ؟

بیگم : کون سی اچکن ؟

اکرم : کوئی بھی ، اچکن کے معنے ہیں

بیگم : لیجیے وقت حال ، یہ بھی مذاق ہے گویا ۔

خان صاحب : مبارک ہو آپ کو ۔ مگر بالاسر ہی کہیے
گے ۔

بیگم : ابھی اور ایک ہفتہ لے کر ہو گیا ہے (اکرم سے)
یہ نہیں رہ گئی اپنی برسوں تو اسی جگہ تو ہے
لانڈری کو دیا سب پھر دھلوائی ہے ۔

اکرم : ہاں یاد آیا ۔

بیگم : دیکھا آپ نے بھائی جان ۔

خان صاحب : دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ خوب دیکھ رہا ہوں

اکرم : تو لانڈری سے منگوا دی ؟

بیگم : منی سے پوچھو ۔ مجھ سے کیا پوچھتے رہتے ہو ؟

اکرم : منی کہاں ہے ؟

بیگم : ہو گی کہیں ۔۔۔ کسی سے باتیں کر رہی ہوں گی

سوائے [illegible] کے سے دو [illegible] کام ہے

اکرم : (بلند آواز سے) مالی ! مالی ،

بیگم : [illegible] سے گی ۔ [illegible] ہے [illegible] ؟ [illegible]

[illegible] کی [illegible] ہوں

[illegible] کے [illegible]

رشیدہ : (باہر سے) جی

بیگم : [illegible] ہے

رشیدہ : جی [illegible] !

بیگم : میں [illegible] مالی کہاں ہے ؟

رشیدہ : [illegible] !

بیگم : (غصے سے) مالی کو بھیج ۔

رشیدہ : مالی کو [illegible] امی !

اکرم : امی ! اب تو [illegible] کہ اچکن وہ [illegible] لائی ہے یا نہیں

بیگم : تمہیں اور کام [illegible] اچکن کی دھن [illegible] رکھو ۔ کبھی [illegible] رکھنا چاہیے تھا ۔ [illegible] بوڑھی عورت ۔ کمر خمیدہ ۔ آنکھوں پر عینک ۔ [illegible] اور دوپٹے میں [illegible]

مالی : آپ نے بلوایا ہے بی بی جی !

اکرم : مالی ! میری اچکن لے آئی تھیں ۔

مالی : اچکن ؟

اکرم : ہاں مالی اچکن ہی کی بات تو کر رہا ہوں ۔

ماسی : کہاں سے لائی تھی ۔

اکرم : [illegible] ! ابھی مجھے کہہ رہے تھے [illegible] صاحب [illegible] تھی [illegible]

بیگم : ماسی [illegible] کرم کی چکن لانڈری کو دینے گئی تھی یا نہیں ؟

ماسی : وہ چکن لانڈری میں دی تھی

بیگم : تو اور کہاں دی تھی ؟

ماسی : لانڈری میں [illegible] آپ کی [illegible] دی تھی ۔

اکرم : [illegible] کی [illegible]

ماسی : اول سے قمیص لانڈری میں دے [illegible]

بیگم : [illegible] میری قمیص لانڈری میں دے آئی تھی اور اچکن

ماسی : وہ جمیلہ کے گھر بھیج دی تھی ۔

اکرم : یہ میں کیا ہے ؟

بیگم : [illegible]

اسے میں جمیلہ کے گھر [illegible] قمیص [illegible] کے حوالے کر [illegible] کہ جمیلہ کے گھر [illegible] اور چکن لانڈری کو دے آئے !

خان صاحب [illegible] اور اس سے پہلے تو لانڈری [illegible] اور اچکن جمیلہ کے گھر بھیج دی [illegible]

بیگم : ماسی

ماں : جی بی بی ۔

بیگم : [illegible] بوجھتی عزل تھوڑے کیا ہو گیا ہے ۔ تو سوچتی
تھلی تھی

مائی : [illegible] ۔ [illegible] تو سوچتی بھی تھی

بیگم : [illegible] بیٹھے اس گھر میں وہ کر اسی پاگل ہوں
ہو ۔ [illegible] اور کیا ہو [illegible] دیکھئے کا آواز ۔

جناب صاحب : (دروازے میں) اکرم ۔

اکرم : جی بھائی !

جناب صاحب : [illegible] تو چائے منگوا [illegible] اور
[illegible]

اکرم : چائے پی کی ہی ہوئی

جناب صاحب : [illegible] تو ضرور [illegible] کوٹ [illegible]
یہیں سے گھمارے یہیں ۔

اکرم : کوٹ تو [illegible] ہیں [illegible] میں تو ہی ہیں ۔

بیگم : وہ کمبخت برائے [illegible] میں ہی ایک پتلون پڑی
تھی ۔

اکرم : ہاں وہ ٹھیک رہے گی کوٹ کے ساتھ ۔

جناب صاحب : [illegible] مسئلہ حل ہو گیا اب تو

اکرم : خیال تو یہی ہے ۔

(اکرم دروازے میں سے نکل جاتا ہے)

بیگم : ہاں ! اب مہربانی کر کے ڈیرے سے ہو آئیے [illegible]
بھگونا ہے۔

مالی : اچھا بی بی جی !

مالی [illegible] دور سے کمرے سے ٹھیک ٹھک کی
آواز آتی ہے

خان صاحب : [illegible]

بیگم : [illegible]

اکرم : جی

بیگم : [illegible] رہا ہے۔

اکرم : کچھ نہیں۔

بیگم : [illegible]

[illegible] دروازے میں سے انگلی جاتی ہے۔ ٹھک ٹھک کی آواز
بند ہو جاتی ہے۔ خان صاحب [illegible] کی طرف [illegible]
جاتے ہیں بیگم [illegible] آتی ہے۔

خان صاحب : کیا ہوا ؟

بیگم : [illegible] ہے [illegible]
[illegible] کرو۔

خان صاحب : وہ کیوں ؟

بیگم : اس کی چابی چھکی کی [illegible] میں رہ گئی تھی

خان صاحب : چھکی تو لال ہو رہی ہے۔

(اکرم [illegible])

اکرم : بہت افسوس ہے [illegible] ۔ گاڑی آنے میں صرف [illegible] باقی رہ گئے ہیں۔

(اکرم دروازے کی طرف رخ کرتا ہے)

خان صاحب : بیٹا کسے Receive کرنے جا رہے ہو؟

اکرم : ایک دوست جرمنی سے آرہا ہے۔ آج لاہور اسٹیشن پہنچے گا۔

خان صاحب : جرمنی کے [illegible] تو Receive [illegible] [illegible]

اکرم : جی ہاں!

خان صاحب : سبحان اللہ!

(اکرم حیران ہو کر خان صاحب کو دیکھتا ہے)

اکرم : ماموں جان! وقت بہت کم ہے۔

خان صاحب : بیٹا Receive کرنے [illegible] پہلے روز [illegible] پہنچ رہے ہیں آج [illegible] ہے۔

اکرم : ماموں جان

خان صاحب : بھائی بات ٹھیک کہتے ہو۔ لاہور میں اسے Receive کرنے جاؤں گا۔

بیگم : دیکھا [illegible] ——

اکرم : ماموں جان ایک ضروری کام [illegible] سمجھ [illegible] ساتھ

(گھڑی بجنے کے ساتھ [illegible] سے نکل جاتی ہے
اور [illegible] کے ساتھ [illegible] میاں صاحب
آتے ہیں)

میاں صاحب: (بیگم سے) وقت کیا ہوا ہے؟

خاں صاحب: (گھڑی پر نظر ڈال کر) نو بج گئے ہیں

میاں صاحب: یعنی گھوڑی کے [illegible] ہو گئے
تم سے پوچھ رہا ہوں بیگم!

بیگم: گھوڑی مل جائے گی۔

میاں صاحب: کب [illegible] ہو جائے گا
[illegible] دم ہو جائیں گی (خاں صاحب سے
[illegible] کہ آپ [illegible]
[illegible] گھوڑی [illegible] اور [illegible]
[illegible] صاحب! [illegible] تیس منٹ اوپر ہو
چکے ہیں اور [illegible] گھوڑی کا [illegible]

خاں صاحب: گھوڑی کا کیا ہے بھئی صاحب! [illegible]
ہو رہی ہے۔

میاں صاحب: مجھے فکر ہو گی صاحب!

خاں صاحب: کیوں؟

میاں صاحب: اس لیے کہ گھوڑی کی جب مجھے ملے گی جب
مجھے ملے گی تو الماری میں رکھے گی۔ [illegible] میں گھوڑے
[illegible] میں نکلنے کا [illegible]

[illegible] کے ہی بسے [illegible] کے وہ دل میں آئے گی
تو کچھ ہوں ـــ

میاں صاحب : (ہنس کر) جی بیوی صاحبہ [illegible] ہیں
[illegible]

میاں صاحب : تو دیکھ لیجیے !

[illegible] اپنے کمرے میں چلے جاتے ہیں [illegible] پھر [illegible]
[illegible] ہو جاتی ہے

میاں صاحب : کیا کہتے ہیں بیوی صاحبہ ؟

بیگم : نہیں تو ایسی باتیں کہنے کی [illegible] ہے ۔

میاں صاحب : بیوی صاحبہ سے [illegible] تھوڑی دیر کر دو

بیگم : اچھی ہو جاتی ہے [illegible] ہوئے رضیہ [illegible] رضیہ
کی بچی ۔

[illegible] سے جی امی کہتی ہوئی رضیہ کی آواز آتی ہے
[illegible] سی کے پاس [illegible] کی چوڑی لے

(رضیہ آتی ہے)

رضیہ : جی امی !

بیگم : [illegible] تو ـــ

میاں صاحب : رضیہ بیٹی ! ابھی باجی سے چوڑی لے آ

بیگم : اور کہو کہ [illegible] آئے ـ ماموں جان آئے ہیں

رضیہ : اچھا ۔

بیگم : غضب [illegible] ہے اس گھر میں ۔

خان صاحب : [illegible] صاحب [illegible] گھر میں [illegible]

بیگم : [illegible] ہیں [illegible]
ہی جائے [illegible]
آ [illegible] گئی ہے

خان صاحب : (ادھر ادھر [illegible]) [illegible]

[illegible]

(رضیہ آتی ہے)

بیگم : [illegible] آئی ہو

رضیہ : ابھی [illegible]
سے دیکھا تک نہیں

بیگم : کب سے ماموں جان آئے ہیں ؟

رضیہ : کبھی ہیں ابھی آتی ہوں ۔

(بیگم کمرے کی طرف جاتی ہیں اور [illegible]
مصروف ہو جاتی ہیں)

بیگم : آئی کیوں نہیں ؟

رضیہ : پوچھتی ہیں [illegible] ؟

بیگم : خدا کی [illegible] کے لیے [illegible]

خان صاحب : اوہو ۔ اس میں خفا ہونے کی [illegible] ہے ؟

بیگم : [illegible]

(میاں صاحب آتے ہیں ۔ رضیہ کھسک جاتی ہے)

میاں صاحب : (خان صاحب سے) دیکھو لیا خان صاحب

خان صاحب : کوئی بات نہیں !

میاں صاحب : [illegible] صرف [illegible] ہو گئی ۔ اس سے [illegible] ملے گی یا ابھی نہیں کھوئے گی !

خان صاحب : مل جائے گی ۔

میاں صاحب : [illegible] ہر چیز [illegible] دن [illegible] ہوں [illegible] جاتی گم ہو جاتی ہے ۔

بیگم : اب [illegible] کے لئے کوئی [illegible] چاہیے ۔

میاں صاحب : ہاں [illegible] ؟

خان صاحب : بھئی میاں صاحب [illegible] ابھی مل جاتی ہے ۔

میاں صاحب : خان صاحب ! میری بیگم کی [illegible] ہے کہ ہر [illegible] گم کر دیتی ہے اور [illegible] کے طور پر [illegible] ہے ۔ [illegible] ہیں [illegible] سے کچھ [illegible] تجربہ ہے کہ کسی دن [illegible] کو [illegible] ۔ پھر کیا ہو گا ؟

بیگم : میاں صاحب کو سامنے سے دیکھ کر [illegible] ۔

میاں صاحب : ہو سکتا ہے صاحب ! ضرور ہو سکتا ہے کسی دن اپنے آپ کو کہیں رکھ کر بھول جائیں گی اس دن تو قیامت ٹوٹ پڑے گی ۔

بیگم : [illegible] کر کے [illegible] کمرے میں چلی [illegible]

میاں صاحب : [illegible] سر درد [illegible]

(میاں صاحب اپنے کمرے میں ٹہلنے لگتے ہیں [illegible]
[illegible] کے بعد پکارنے کی آواز [illegible])

میاں صاحب : [illegible] میں [illegible] نہیں۔

[illegible]

[illegible] وغیرہ [illegible]

بیگم : [illegible]

میاں صاحب : [illegible]
[illegible] آدمی [illegible]
[illegible]

بیگم : رضیہ [illegible] کے لیے [illegible]
دیں گے۔

میاں صاحب : [illegible]
[illegible]

بیگم : (غصے سے [illegible] کر، رضیہ کی [illegible])
(رضیہ کی [illegible] "جی ہو")
جی [illegible] کی بچی جلدی آ

[illegible]

کیا [illegible] ہے تو؟

رضیہ : میری [illegible] ہے [illegible]۔

خان صاحب : کب ؟

رضیہ : شام کو ۔

بیگم : شام کو ہی تو [illegible] جل جاتی ہے [illegible]

رضیہ : تو پھر نوکری ہے نا ۔

بیگم : میں کہتی ہوں بھئی خان ! یہ گھر کیا ہے ، ایک
مصیبت [illegible] کام کرتے کرتے تھک گئی ہوں [illegible]
[illegible] صبح سے تیاریوں میں مصروف ہے ۔ یہ
ہنگامہ ہوتا رہتا ہے اس گھر میں ۔

خان صاحب : (ہنستے ہوئے) تیاریوں کے [illegible]
ہے ؟

بیگم : [illegible] رضیہ سے کہو کہ [illegible] کام
کرے ۔

(رضیہ روٹھ کے [illegible] کر نکل جاتی ہے)

[illegible] اس گھر میں کسی کو بھی
اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہے ۔

(باہر سے [illegible] ثریا [illegible] سر کے بال
بکھرے ہوئے [illegible] ہیں)

ثریا : سلام علیکم ، [illegible]

خان صاحب : وعلیکم السلام ۔

بیگم : یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے تم نے ؟

خان صاحب : کیا ہے ثریا بیٹی !

ثریا : ایک سہیلی کی سال گرہ ہے ۔

خان صاحب : تو ٹھیک ہے ۔ وہاں جاؤ [illegible]

ثریا : جاؤں کیسے ۔ میں لانڈری سے دوپٹہ منگوا [illegible] تھی
[illegible] دیتی ۔

بیگم : اور کوئی دوپٹہ نہیں ہے گھر میں ؟

ثریا : مگر کوئی سوٹ سے میچ ہی نہیں کرتا

بیگم : سوٹ سے [illegible] کوئی ضروری ہے ؟

خان صاحب : ہاں بھئی [illegible] ایک خاص رنگ کے دوپٹے کے
[illegible]

بیگم : [illegible] گھر میں دوپٹے موجود ہیں مگر
صبح سے [illegible] کر رہی تھی کہ [illegible] کا ہی دوپٹہ
چاہیے

ثریا : لانڈری سے [illegible]

بیگم : منگوایا کیا ہے ؟ لانڈری کی رسید [illegible]
تھی

ثریا : آپ نے رکھی کہاں تھی ؟

بیگم : [illegible] تو وہاں سے [illegible]
رسید کہاں رکھ دی تھی ؟

ثریا : [illegible] چیز نہیں [illegible] ملتی [illegible] گھر میں

بیگم : [illegible] دوپٹہ [illegible]
[illegible] رہی ہے ۔ یہ ماں کی عمر [illegible]

خان صاحب : ثریا بیٹا

ثریا : [illegible] بیٹی نے کہا کیا ہے ۔ ای [illegible] کے
[illegible] کبھی وقت [illegible] بھول جاتی ہیں

خان صاحب : کوئی بات نہیں تم کوئی اور دوپٹہ لے لو ۔

ثریا : [illegible] کی [illegible] جوڑے [illegible] کے
[illegible] ؟

بیگم : [illegible] رنگ کے [illegible] کیا ہوئے ہیں ؟

ثریا : [illegible] سوٹ [illegible] کرتے [illegible] کے
[illegible] کیسے ہوتے ؟

بیگم : دوپٹہ کسی اور رنگ کا اوڑھ لو گی [illegible]
[illegible] کہ [illegible] جلدی [illegible] ہیں گی ؟

خان صاحب : دیکھو [illegible] ایک جوڑ [illegible]
ہوں گے ۔ کوئی دوپٹہ چن لو اور [illegible] کے رنگ
کے مطابق [illegible] اور [illegible] کا [illegible] کر لو ۔

ثریا : [illegible] جان وہاڑی سوٹ ـــــ

بیگم : [illegible] رنگ کا [illegible] ہی ہے گی وہ
کسی کو [illegible] نہیں لگے گی ۔

ثریا : [illegible]
ختم ہو گئی ۔

بیگم : [illegible] جوتی [illegible] کر [illegible] ہو ۔

خان صاحب : اوہو ، ثریا بیٹی ـــــ

ثریا : [illegible] میں [illegible] نکل [illegible]
اور کنگھی کرتے ہوئے [illegible] ۔

[illegible]

بیگم : [illegible]
[illegible]
[illegible]
ہے یا نہیں ؟

(رضیہ رومال میں دال لے کر آتی ہے)

رضیہ : لو امی!

[illegible]
[illegible]

بیگم : نہیں [illegible] دو ۔

رضیہ : [illegible] گر جاتے [illegible] ۔

بیگم : بکھرے رہنے دو ۔

(بیگم رومال کھولتی ہیں)

لاحول ولا

خان صاحب ، کیا ہوا ؟

بیگم : جی کی دال آدھی کالی ہے ـــــ (رضیہ سے) [illegible]
کی عمر ہو گئی مگر ابھی دودھ بھی [illegible]

[illegible] کھچڑی چنے کی دال کی پکی ہے؟

خان صاحب: چنے کی دال؟ واہ!

بیگم: [illegible] ہو اس کا ارمان ہی ہے۔ خود کہا عرض کرو [illegible]
قسمت کی بات ہے ایسی سوغات رکھی ہیں کہ کھانے والے ہی
کھچڑی میں ملتی!

(رضیہ جب جاتے کھڑی رہتی ہے)

خان صاحب: رضیہ!

رضیہ: جی

خان صاحب: ذرا دوکان پر سے لاتی ہے [illegible] کہو
[illegible] کی چھلکے والی دال [illegible] دے! [illegible]
(آہستہ آہستہ [illegible] سے نکالتے ہوئے) [illegible]
چھلکے والی دال!

(رضیہ [illegible] ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ خان صاحب نے دروازہ کھولا ہے اور اب وہ آ رہے ہیں۔ رضیہ دروازے کی طرف جانے لگتی ہے کہ میاں صاحب آ جاتے ہیں)

خان صاحب: بھائی صاحب!

میاں صاحب: ارے بھئی!

خان صاحب: کھچڑی ابھی تیار ہو رہی ہے۔

میاں صاحب: اب مروت نہیں۔ ایک آدھ گھونٹ دودھ
پی لوں گا۔ آدمی [illegible] رہ سکتا ہے کس طرح

(خان صاحب جانے لگتے ہیں۔ بیگم مڑ کر دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتی ہے)

خان صاحب : کھچڑی پکنے میں دیر لگ جائے گی۔ دودھ دے دو!

بیگم : کھچڑی بعد میں پک جائے گی۔ یہ دودھ ذرا سی کر دیکھو، کس طرح ٹھنڈا ہو گیا ہے (دروازے کو آواز دے کر) رضیہ۔ او رضیہ کی بچی!

(رضیہ کی باہر سے آواز "جی بی")

جلدی آ۔

خان صاحب : دودھ لے آیا ہو گا۔ کھچڑی ضرور پکا دینا!

بیگم : جی بہتر!

(رضیہ آتی ہے)

نگوڑی کا خیال کسی وقت چھوڑے گی بھی یا نہیں؟ مردار، جلدی سے دودھ لے کر آ اور چینی ڈال کر کے ابی کو دے!

(رضیہ کمرے سے نکل جاتی ہے)

خان صاحب : جاوید ابھی نہیں آیا؟

بیگم : آتا ہے مگر خاص خاص موقع پر۔

خان صاحب : خاص خاص موقع پر؟ کیا مطلب؟

بیگم : جب بھوک لگے یا اسے معلوم ہو جائے کہ کوئی

مہمان آیا ہے ۔

خان صاحب : ایک ہی مہمان سہی ہوں

بیگم : آپ مہمان تو نہیں مگر آپ کے بارے میں سے کوئی تو
ضرور پوچھنے آئے گا ۔

(رضیہ کی آواز آتی ہے)

رضیہ : امی !

بیگم : کیا ہے ؟

رضیہ : جمو کہاں ہے ؟

بیگم : مجھ سے پوچھتی ہے جی ! کہاں ہے ، تجھے معلوم
نہیں ہے ؟

(رضیہ آتی ہے)

رضیہ : امی ! وہاں نہیں ہے ۔

بیگم : کیوں ۔۔۔ اسعد صبح رسی کوڈنے کو کہہ گیا تھا ۔
چھتی ڈھ میں تھا کیا ؟

رضیہ : جی نہیں

بیگم : آج آخری دن تھا ۔ حد ہو گئی ہے ۔ شہزادہ صاحب
صبح سے گئے ہیں اور ابھی تک لوٹے نہیں

خان صاحب : رضیہ بیٹی ! جلدی خرید لاؤ پیاز رہے ۔

(رضیہ چلی جاتی ہے ۔ کسی طرف دور سے سیٹی کی آواز آتی ہے)

یہ کون ہے ؟

بیگم : بچہ ہے اور کون ہوگا ؟

بعد آتا ہے۔ کوٹ پتلون پہنے ہوئے۔ بیس برس کے
لگ بھگ عمر ۔

امجد : والدہ صاحبہ ! السلام علیکم

بیگم : دن بھر کہاں رہتے ہو ؟ گھر کی کوئی فکر ہے یا
نہیں ؟ راشن منگوانا ہے کہ چینی نہیں ہے گھی ختم ہے
پڑوسیوں سے بھی ادھار تک کرنا پڑ رہا ہے ۔

امجد : (بڑے اطمینان سے) اف امی ! گھبراتی کیوں ہو !

بیگم : فٹ بال کھیلتا رہا ہے ؟

امجد : جی ہاں !

بیگم : آٹھ بجے سے اب تک ؟

امجد : میچ جلدی ختم ہو گیا وہ تو شام کو تھا ۔

بیگم : راشن کارڈ کہاں ہے ؟

امجد : (راشن کارڈ دکھا کر) یہ رہا ۔

بیگم : اور چینی ؟

امجد : راشن کی دوکان بند ہے !

بیگم : لے کر کیوں نہیں آیا ؟

امجد : صبح کھیلتا کہ چینی خریدتا ؟ امی ! ایک وقت
میں ایک ہی کام ہو سکتا ہے دو نہیں ہو سکتے !

بیگم : دیکھو آپ نے آٹے کا توا ہی بگاڑا ہوا ہے ؟

(جاوید آتا ہے۔ عمر پچیس برس کے قریب سر کے بال
بکھرے ہوئے داڑھی بڑھی ہوئی آنکھوں پر عینک ۔

(چہرے پر پسینہ سی برس رہی ہے)

جاوید: تم ہو ماموں جان!

خان صاحب: تم اپنے مریض ہو چکے ہو!

جاوید: وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

خان صاحب: ہاں مریض کے متعلق وثوق سے کہا نہیں جا سکتا۔

جاوید: یہی تو ہے۔ انسان دوسرے کے بارے میں بہت کچھ جان سکتا ہے اپنے متعلق نہیں!

بیگم: بھائی جان! میں ابھی آئی ہوں۔ یہ رشیدہ تو بس سنکی لڑکی ہے۔

(بیگم باہر جاتی ہے۔ جاوید ان کے جانے کے بعد ٹہلنے لگتا ہے)

خان صاحب: تمہارے دماغ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ واقعی فلاسفر بن گئے ہو!

جاوید: جی ہاں۔

خان صاحب: کیا مطلب؟

جاوید: فلاسفر تو نہیں بن سکا لیکن کچھ غور و فکر کیا ہے۔

خان صاحب: اس غور و فکر سے کس نتیجے پر پہنچے ہو؟

جاوید: کسی نتیجے پر نہیں پہنچا۔

(جاوید عینک اتار کر اسے دو تین بار گھستا ہے اور پھر آنکھوں پر لگا لیتا ہے)

خان صاحب : کوئی ۔ کوئی سمت تو ملا ہے ؟

جاوید : ماموں جان !

خان صاحب : ہاں برخوردار !

جاوید : مجھے [illegible] معلوم [illegible] ہے ۔ برخوردار کیا ہے ؟

خان صاحب : ارشاد فرمائیے صاحب !

جاوید : چلئے ذرا [illegible] سمجھ لیجیے [illegible] دور جا رہا ہوں ،
مجھے عرض کرنے دیجیے کہ یہ [illegible] ہی [illegible] ہے ۔
ایک [illegible] ہے ۔ [illegible] اسی [illegible] میں سفر
کر رہی ہے اور سفر ہی تنہا کر رہی ہے ۔ کوئی
بھی اس کا ساتھی نہیں ہے ۔ [illegible] ہی سفر کر رہا
ہے اکیلا اور [illegible] راستہ [illegible] سنسان ہے
اور [illegible] کہ [illegible] گرد [illegible] رہنے میں دور
ایک کرن نظر آتی ہے

خان صاحب : ایک کرن نظر آتی ہے ۔

جاوید : دور [illegible] اس کے پیچھے [illegible] ہے
اور اس [illegible] دو میں [illegible] کبھی [illegible] ہے ۔
کرن کبھی [illegible] جاتی ہے کبھی ایک بار
[illegible] کبھی [illegible] کے پیچھے پہاڑ کی چوٹی پر چمکتی ہوئی
برف کی ایک جھلک ۔ [illegible]
[illegible] دور [illegible]

ہوتی ہے ۔ روشنی کی یہ کرن ایک فریب ہے ،
ایک دھوکا ہے ، ایک خواب ہے ۔ کچھ ہے بھی اور
نہیں بھی ۔ نہیں بھی اور ہے بھی ۔ ہے بھی اور نہیں بھی ۔
ہے اور نہیں کے درمیان ایک بڑا پراسرار خلا ہے
اس لیے اسے کون سمجھ سکتا ہے ۔

حسن صاحب : کیوں میاں ۔ معلوم ہوتا ہے تخیل فلسفے کی
خاص بلندیوں پر اُڑ رہے ہو ۔

جاوید : اُڑ نہیں رہا سفر کر رہا ہوں !

حسن صاحب : سفر کر رہے ہو ؟

جاوید : سفر، رات دن سفر، صبح و شام سفر، ہر لمحہ سفر
ہر گھڑی سفر !

(بیگم آتی ہیں)

بیگم : اوفوہ ... آپ کس مصیبت میں پھنس گئے ۔ یہ
لڑکا آپ کا دماغ خراب کر دے گا !

جاوید : یہ ... زندگی کا المیہ ہے ۔ جب انسان زندگی اور
کائنات کو سمجھنے کی کوشش کرے تو کہتے ہیں
اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے ۔

حسن صاحب : حالانکہ اس کا دماغ روشن ہو گیا ہے

جاوید : یہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ انسان کا مقدر تو
یہ ہے کہ وہ روشنی کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے ۔ اس
سفر میں اسے ہزار منزلوں ، مرحلوں اور راستوں سے

آوازوں سے گزرتا ہے مگر کبھی ختم نہیں ہوتا ۔

(دیکھا تو [illegible] بیگم اور خان صاحب دروازے کی طرف دیکھتے ہیں ۔ میاں صاحب آتے ہیں ۔ ہاتھ میں [illegible] ہے)

میاں صاحب : (خان صاحب سے) لیجیے ملاحظہ فرمائیے

خان صاحب : کیا ہوا بھائی صاحب ؟

میاں صاحب : دو بجے دن کے [illegible] دیا ہے وہ بھی
بالکل بیہودہ ۔

جاوید : کوئی بات نہیں بھائی ! [illegible] زندگی بھی بڑی
مشکل ہے ۔

میاں صاحب : [illegible] کر او [illegible] کے بچے

جاوید : [illegible] کو غور سے دیکھ کر بھی آپ [illegible]
ہیں ؟ آج تو بڑی مصروفیت ہی [illegible] اضافہ ہوا ہے ۔

بیگم : سمجھ میں نہیں آتا [illegible] ہو گیا ہے ؟

جاوید : صبر اور صبر [illegible] صبر

بیگم : (آواز دے کر) رضیہ کی بچی

(رضیہ [illegible] آتی ہے)

رضیہ : جی

بیگم : میں نے تجھ سے کہا نہیں تھا کہ بازار سے [illegible] لا
کر دودھ میں ڈال لینا ۔ [illegible] ؟

رضیہ : [illegible] ہوں امی !

بیگم : سردار [illegible] ہی بھیج لائی تھی (خان صاحب سے)

بتائیے بھائی جان! اب میں کیا کروں؟

جاوید : سفر صرف سفر ۔

بیگم : شکر کرے میں تو اس دنیا سے سفر کر جاؤں! جان چھوٹے اس مصیبت سے ۔

جاوید : سفر سے [illegible] جان چھوٹ سکتی [illegible] کا مسئلہ ہے ۔

میاں صاحب : لعنت ہے اس گھر پر ـــــ

(گلاس دیوار کی طرف پھینکتے ہیں اور پھر سر جھکائے [illegible] بیٹھ جاتے ہیں)

جاوید : ملاحظہ فرمایا آپ نے معمولی سا [illegible] بھی دودھ گلاس میں تھا، اب یہ سفر کرتا ہوا ـــــ

بیگم : [illegible] دو چار [illegible] کر، میں تو پاگل ہو جاؤں گی اس گھر میں ۔

(منظر بدلتا ہے)

امجد : امی! باجی یہاں زور زور سے رو رہی ہیں ۔

جاوید : رونا تو [illegible] سفر میں یہ مقام بھی آتا ہے ۔

(خان صاحب جانے لگتے ہیں)

جاوید : ماموں جان! آپ کہاں چلے؟

خان صاحب : سفر کر رہا ہوں

امجد : ماموں جان!

بیگم : بھائی جان !

جاوید ، امجد اور رضیہ (ایک ساتھ) ماموں جان ! ماموں جان ۔

(اس میں بیگم کی بھائی جان اور ماموں صاحب کی بیوی صاحبہ کی آوازیں بھی شامل ہو جاتی ہیں ۔ ایک ہنگامہ سا برپا ہو جاتا ہے ۔ اور ماموں صاحب کی طرف سب بانہیں پھیلائے ہوئے لپکتے ہیں پردہ جلدی سے گرتا ہے ۔)

۔ ○ ——

کھڑکی

کردار

○ شکیلہ

○ [illegible]

○ [illegible]

○ اماں

منظر

ایک متوسط خاندان کا ڈرائنگ روم ۔

دیواروں پر تصویریں ۔ یہ تصویریں عموماً انسانی چہروں کی ہیں ۔ فرش پر دری ۔ درمیانی حصے میں قالین ۔ سامنے دیوار کے ساتھ انگیٹھی ۔ انگیٹھی کے اوپر دو خوبصورت گلدان مگر پھولوں سے محروم ۔

انگیٹھی سے کچھ دور بائیں جانب ایک کھڑکی ۔ جس کے پٹ کھلے ہوئے ۔ پس منظر میں آسمان کی نیلاہٹ اور شام کی سرخی اور دور تک پھیلے ہوئے ایک سلسلۂ کوہ کی سیاہی میں جذب ہو رہی ہیں ۔

انگیٹھی کے آگے قالین کے ایک سرے پر صوفہ سیٹ ۔ اس کے علاوہ کرسیاں ۔ ایک تپائی ۔ ایک چھوٹی میز [illegible] رکھے جانے کی چوکی اور [illegible] ایک طرف کتابوں کی شیلف ۔

دائیں دیوار میں جو دروازہ نظر آتا ہے وہ برآمدے میں کھلتا ہے ۔ دوسرا دروازہ جو اس کے بالمقابل دکھائی دیتا ہے اس کے آگے کوئی اور کمرہ ہے ۔ دونوں دروازوں پر پھولدار پردے پڑے ہیں ۔

کمرے کی فضا میں ایک خاص قسم کی اداسی کا احساس ہوتا ہے ۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ شام ہو رہی ہے

دو ایسی تنگ کمرے کے پاس روشن میں ہوئے۔

کمرہ خالی ہے۔

پردہ اٹھنے کے چند لمحوں بعد بائیں دروازے میں سے اماں آتی ہے۔ عمر ساٹھ سے اوپر۔ پشت ذرا خمیدہ۔

کمرے کے اندر آ کر وہ انگیٹھی کی طرف جاتی ہے۔ شیلف کے پاس رکھ کر دیوار کے ساتھ لگا ہوا بجلی کا سوئچ دبا دیتی ہے۔ کمرے میں روشنی ہو جاتی ہے۔ آگے بڑھ کر [illegible] اور چابک اٹھاتی ہے۔ جانے لگتی ہے کہ یکایک اس کی نظر کھڑکی پر پڑتی ہے۔ ادھر جاتی ہے۔ ایک پٹ بند کر دیتی ہے۔ دوسرا بند کرنے لگتی ہے کہ رک جاتی ہے اور پھر پہلا پٹ بھی کھول دیتی ہے۔ دروازے کی طرف جانے لگتی ہے کہ باہر سے ایک قہقہہ سنائی دیتا ہے۔ وہیں ٹھہر جاتی ہے اور بیرونی دروازے کو دیکھنے لگتی ہے۔

ربیعہ اور شکیلہ آتے ہیں۔

ربیعہ عمر قریباً تیس برس۔ رنگ سفید۔ نقش تیکھے آنکھیں بڑی اور سیاہ۔ نئے سوٹ میں ملبوس۔ ایک ہاتھ میں تصویر اور دوسرے میں لفافہ۔

شکیلہ اس سے اور ربیعہ سے بہن کی ساتھی [illegible] ہے۔ عمر [illegible] برس چھوٹی۔ رنگ سانولا۔ [illegible] آئے ہوئے۔ دونوں میں [illegible] آویزے [illegible] رنگ کی ساڑی پہنے ہوئے دائیں ہاتھ میں ایک ٹوکری جس میں پھولوں کے گچھے نظر آ رہے ہیں۔

اماں ان کی طرف آتی ہے۔ پہلی وہ پلیٹ تپائی پر رکھ دیتی ہے اور ربیعہ کے ہاتھ سے لفافہ لے لیتی ہے۔ پھر شکیلہ کی طرف ہاتھ بڑھاتی ہے کہ اس سے ٹوکری لے لے۔

شکیلہ: نہیں اماں! ذرا ٹھہرو۔

(شکیلہ قدسیہ [illegible] کر خالی ٹوکری [illegible] کو دے دیتی ہے)

ماں : بڑی دیر لگا دی !

زبیر : کیا کیا جائے اماں! خرید و فروخت میں دیر تو ہو ہی جاتی ہے ۔

اماں : (مسکرا کر) خرید و فروخت !

(اماں گلدستوں کو دیکھتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خریدا گیا ہے)

زبیر : خرید تو کچھ زیادہ نہیں ۔

شکیلہ : اور فروخت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

زبیر : فروخت کیا کرنا تھا ۔ در اصل ہمیں ۔ اکبر کے ہاں ڈیڑھ دو گھنٹے بیٹھنا پڑا ۔

(اماں جانے لگتی ہے)

میں نے کہا اماں !

(اماں جاتے جاتے رک جاتی ہے)

تھیلے میں دوائیں ہیں ۔ انھیں احتیاط سے بی بی کی الماری میں رکھ دینا ۔ گلدستوں کو چائے دان میں رکھنے لگے تو بڑی حیرانی ہوگی

(اماں تعجب میں سر ہلاتی ہے اور دروازے میں سے نکل جاتی ہے)

شکیلہ : گلدستے رکھ دوں ۔

زبیر : میں تو اب تک یہی سمجھتا ہوں ۔ یہ گلدستے خریدے ہی اس لیے گئے ہیں کہ انھیں گلدانوں میں سجا دیا جائے کوئی اور مصرف بھی ہے ان کا تو وہ ہمیں بھی بتاؤ !

شکیلہ : (مسکرا کر) اور مصرف کیا ہو سکتا ہے۔

زبیر : شاید !

(شکیلہ کھڑکی کی طرف جاتی ہے۔ دونوں گلدستے گلدانوں میں رکھ دیتی ہے۔ زبیر ذرا فاصلے پر کھڑے ہو کر اس [illegible] انگیٹھی کو دیکھتا ہے جیسے جائزہ لے رہا ہے۔)

واہ واہ ! کھڑکی کی شان دوبالا ہو گئی ہے۔

شکیلہ : آپ کا حسن نظر ہے۔

زبیر : اور اب یہ تصویر [illegible] سے بھی رکھ دو

(اس کے ہاتھ میں ایک تصویر ہے۔ اس تصویر میں ایک [illegible] عورت [illegible] ہے۔ شکیلہ اس سے تصویر لے کر انگیٹھی کے اوپر [illegible] رکھ دیتی ہے۔ اس کے بعد [illegible] ہے۔ کھڑکی کے [illegible] کر رکھ جاتی ہے۔ دونوں پیچھے ہٹ کر اسے [illegible] کی طرف [illegible] ہے۔ [illegible] سے [illegible] کر دیکھو۔)

شکیلہ : کہیئے کیا رائے ہے ؟

زبیر : یہ تم سے بڑھ گئی۔

شکیلہ : تصویر کے لیے یہی جگہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔

زبیر : تصویر کے لیے تو یہی جگہ مناسب ہے مگر میرا مطلب یہ تھا کہ تم سے بڑھ گئی ہو کھڑکی بند کر دی ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی۔

(شکیلہ [illegible] ہاتھ کی انگلیاں [illegible] لگی ہے۔ [illegible])

(شکیلہ کچھ سوچ رہی ہے۔)

جی ایک پیشین گوئی کرتا چلوں ۔ اگرچہ مجھے
پیغمبری کا دعویٰ نہیں ہے اور نہ آج تک غیب جاننے
کی کوشش کی ہے میں نے ۔

شکیبہ : پیشین گوئی !

راہی : اسے پیشین گوئی ہی سمجھ لیں ۔ کہتے ہوئے خوشی محسوس
ہوتی ۔

شکیلہ : ہے کیا ؟

راہی : یہ پیشین گوئی ہے کہ آج سے ٹھیک ہفتہ بعد یا چند
روز تک آپ کی صحت قابلِ رشک ہو جائے گی جو
دیکھے گا کہے گا کاش ایسی صحت ہمیں بھی نصیب
ہوتی ! وہ چہرہ جو ماند ہے آفتاب کی طرح
کھلا ہوا سا ہی معلوم ہونے والا ہے ۔

شکیبہ : شکریہ شکریہ ! واقعی سچ کہہ رہے ہیں آپ
ـــ ہیں !

راہی : آپ تو ابھی کہہ رہے ہیں ۔ ماشاء اللہ چہرے پر شگفتگی
لوٹ رہی ہے ۔

(اماں ٹرے لے کر آتی ہیں ۔ میز صوفے کے سامنے رکھ کر
اس پر پیالیاں رکھ دیتی ہے ۔ پانی کے گلاس بھی رکھتی اور
پھر کیتلی اٹھا لیتی ہے اور چائے بناتی ہے)

اماں !

اماں : جی !

زبیر : آج کی ڈاک ۔

ماں : اوہ ـــــ

(لفافے میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ نکالتی ہے اور پڑھتی ہے ۔
کہاں سے آئی ہے!)

شکیلہ : تار معلوم ہوتا ہے ۔

زبیر : (دوسرے کو پڑھتا ہے) Reaching monday by Mail.

شکیلہ : کون ؟

زبیر : راحت ۔

شکیلہ : کون راحت ۔

زبیر : میری ممانی زاد بہن ہیں ۔ راحت سے تو تم مل چکی ہو ۔ یہ اس کی بڑی بہن ہے ۔ کچھ عرصے سے انگلستان میں تھی ۔ چند ماہ ہوئے لوٹی ہے ۔

شکیلہ : گاڑی کس وقت پہنچتی ہے ؟

زبیر : نو بجے ۔

شکیلہ : اب تو [illegible] کلاس کی گاڑی پر سفر [illegible] کر جس
سٹ اوپر ہو چکے ہیں ۔

(شکیلہ چائے بنا کر شوہر کو دیتی ہے ۔ پھر اپنی پیالی بنانے لگتی ہے ۔ اسے بھی پیتی جاتی ہے)

زبیر : سٹیشن پر جانے کا تو وقت نہیں رہا

شکیلہ : یہاں آنے میں انہیں تکلیف ہو گی!

زبیر : تکلیف کیا ہو گی ۔ سڑک ، گھر کا نمبر وغیرہ سب ہی

[illegible]

ہے [illegible] راحت ہے تو شکیلہ آ رہی ہو گی

[illegible]

شاید آ گئی۔

(زبیر جلدی جلدی [illegible] کے کینوس جس سے [illegible] دروازے کی طرف جاتا ہے۔ شکیلہ چائے بنا رہی ہے پیالیاں تپائی پر رکھ دیتی ہے اور کھڑی ہو جاتی ہے۔ زبیر [illegible] نفیس لباس [illegible] آتے ہیں [illegible] پیچھے پیچھے راحت داخل ہوتی ہے۔

راحت پیاری [illegible] سی ہے [illegible] زبیر کی عمر [illegible] سنجیدگی رہتی ہے

راحت : (شکیلہ سے) سلام علیکم۔

شکیلہ : وعلیکم السلام۔ آئیے

راحت : آپ [illegible] ہوئی ہوں [illegible]

شکیلہ : معذرت کیوں۔ آپ کا [illegible]
پہنچتے ہوئے کوئی دقت تو نہیں ہوئی آپ کو

([illegible] کیس ایک طرف رکھ دیتا ہے)

زبیر : میں پہلے ہی معذرت کر چکا ہوں کہ [illegible]
نہیں پہنچ سکا

شکیلہ : ہم دیر تک باہر رہے۔ آپ کا [illegible] ابھی [illegible]
[illegible] کا وقت نہیں تھا۔

راحت : مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی۔

(شکیلہ کو غور سے دیکھ کر)

ماشاء اللہ! بڑی پیاری دلہن ہے۔

(شکیلہ شرما کر منہ دوسری طرف پھیر لیتی ہے)

معاف کیجیے شکیلہ بی، میں آپ کی شادی کے وقت یہاں نہیں تھی۔

زبیر: میں بتا چکا ہوں!

راحت: شاید ایسی ہی شکل کے لیے کہا گیا ہے، چندے آفتاب چندے ماہتاب!

شکیلہ: جی، آپ مجھے زیادہ شرمندہ نہ کریں۔ تشریف رکھیے!

(راحت صوفے پر بیٹھ جاتی ہے۔ شکیلہ بھی اس کے پاس بیٹھ جاتی ہے)

زبیر: چائے کے لیے ذرا کہہ دوں۔

(زبیر بائیں دروازے میں سے نکل جاتا ہے)

راحت: خوب گزر رہی ہے نا۔

شکیلہ: جی ہاں آپ کے بھائی جان نے مفصل تعارف نہیں کرایا اب تک۔

(شکیلہ سے مصافحہ کرتی ہے)

ایک عدد شوہر کی بیوی ہوں، اور دو عدد بچوں کی ماں۔

شکیلہ: اور!

راحت: دوسرے یہ کہ انگریزی کی لیکچرار ہوں

لڑکیوں کے کالج میں — ای نو بی کاسٹ ہے !

(زبیر دروازے میں سے داخل ہوتا ہے)

رشید : وہ دعوے مسیات بھی ہوں — یہ کہنا بھول گئی ہو راحت !

شگفتہ : کیا ؟

راحت : کچھ نہیں ۔

زبیر : شگفتہ انہیں اپنی دوست سے بھی معزز سمجھتی ہے ۔

رحمت : میں پروفیسر نہیں ہوں ، بس ایک عام لیکچرار ہوں ۔

شگفتہ : کیا فرمایا آپ نے

رحمت : عرض یہ کر رہی ہوں کہ انگلینڈ سے لوٹی تو یہاں مقامی کالج میں انگریزی پڑھانے کی ملازمت مل گئی ، مستقل نہیں ہوں ۔ میں گورنمنٹ کالج کی ملازمت سے وابستہ ہے ۔

شگفتہ : آپ پہلے تو کہتی تھیں میرا مناسب ہے گرلز کالج میں ؟

راحت : فی الحال تو کچھ کہا نہیں جا سکتا ۔ انٹرویو ہوگا دو تین روز میں ! دیکھئے اس کے بعد کیا ہوگا

(اماں چائے کی ٹرے لیے کر آتی ہے ۔ پیالیاں وغیرہ میز پر رکھنے لگتی ہے)

شکیلہ : سردی ہو گئی ہے !

راحت : ہر چند کہیں نہیں ہے ـــــ ہے !

(شکیلہ جلدی سے تکیہ ٹھیک کرتی ہے ۔ ساجدہ اور راحت مسکراتی
ہیں)

شکیلہ : کتنے چمچ

راحت : ایک ڈیڑھ ڈال دیں ۔

شکیلہ : سفر کیسا رہا ؟

راحت : بڑا خوشگوار

ریڈیو : اس حادثہ کے باوجود کہ گاڑی میں کوئی مسافر زخمی
نہیں ہوا ۔

راحت : یہ حادثہ بھی بس خوب رہا !

(شکیلہ پیالی میں دو چمچ چینی ڈال دیتی ہے)

معاف کیجیے ! پیالی آپ میرے لیے بنا رہی ہیں ؟

شکیلہ : جی ہاں

راحت : آپ نے اس میں دو چمچ ڈال دیے ہیں ۔

ریڈیو : تو ایک چمچ اور ڈال دو ۔

راحت : (مسکرا کر) میری پیالی میں صرف ایک چمچ !

شکیلہ : Sorry ۔

(ساجدہ دوسری پیالی میں چینی کا ایک چمچ ڈالتی ہے)

راحت : شکریہ ! شاپنگ کیا کی ہے !

رضیہ : ذرا غصے سے جواب [illegible] رہے ہیں اور تصویر بھی آج
ہی خریدی ہے۔

(راحت انگیٹھی کی طرف دیکھ رہی ہے

آپ کو چینی [illegible] سے بڑی دلچسپی معلوم ہوتی ہے۔
[illegible] سجے ہیں)

شکیلہ : یہ شوق ان کی [illegible] ہے

راحت : آپ کو اس قدر ان سے دلچسپی نہیں ہے۔

شکیلہ : ہر چند کہتی ہے [illegible] ہے۔

(سب ہنس دیتے ہیں)

رضیہ : درست کہتی ہے

راحت : سچ

رضیہ : کچھ [illegible] ہی معاملہ ہے۔ [illegible] وغیرہ اچھے
بھلے لگتے۔

(شکیلہ اسی حال [illegible] دیکھ کر [illegible] رہی ہے)

راحت : کیوں ! کہاں جا رہی ہیں آپ؟

شکیلہ : دیکھ آؤں۔ باورچی خانے میں کیا ہو رہا ہے۔

رضیہ : کچھ [illegible] رہا ہے۔

سکینہ : [illegible] کا [illegible] دے [illegible]
[illegible] :

([illegible] سے [illegible] نکل [illegible])

زبیر : یوں کوئی خاص بات دیکھی تم نے میری بیوی میں !

راحت : خاص بات کوئی نہیں !

زبیر : کوئی نفسیاتی الجھن ۔

راحت : نفسیاتی الجھن کس میں نہیں ہوتی ۔ ہر شخص میں کوئی نہ کوئی الجھن ہوتی ہے ۔ آپ میں بھی ہے، مجھ میں بھی ۔ اور شاید آپ کی والدہ میں بھی ۔

زبیر : تمہارا اس کے متعلق کیا خیال ہے

راحت : میں نے زیادہ غور نہیں کیا ۔ اور غور کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے ۔ معلوم نہیں آپ کو کیوں شبہ ہے !

زبیر : اب تم شادی سے انکاری ہو تو ذرا توجہ کرو ۔

راحت : یہی تو مشورہ دیا ہوتا آپ نے ۔

زبیر : کسی ماہر نفسیات کا نام ہو تو بگڑ جاتی ہے ۔ کہتی ہے مجھے [illegible] [illegible] [illegible] ابنارمل ہوں ۔ ماہر نفسیات کے پاس وہ جائے جو ابنارمل ہو ۔ دیا ۔ ڈپریشن محسوس ہو کر ڈاکٹر کے پاس ہی لے جاتا ہوں ۔ آج بھی ڈاکٹر کے پاس گئے تھے اور اس نے سب ہی نارمل بتا دیا ہے !

راحت : ڈاکٹر کیا کہتا ہے ۔

زبیر : کہتا ہے کہ وہم کی بات نہیں ۔

تنگ آ گئے ہو [illegible] کے لیے [illegible] ہو

راحت : کمزور ہو گئے ۔

زبیر : [illegible] کی [illegible] کے [illegible] ہو گئے ہیں اور [illegible] کا علاج ہو رہا ہے [illegible] واپس لے آئے گی

راحت : زبانی [illegible] جب آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کو کوئی عضوی بیماری ہے تو [illegible] کا علاج کیا [illegible] ہی رکھتا ہے

زبیر : اگر مجھے کہا جائے کہ تم میں کون [illegible] اچھی ہے [illegible] ہی ہے ۔ ویسے تم نے کیا اندازہ لگایا ہے ۔

(راحت دوسری چائے بنانے لگتی ہے)

راحت : کیا [illegible] اندازہ لگایا ہے

زبیر : اندازہ تو صرف [illegible] ہوگا

راحت : شاید ۔

زبیر : تو پھر ۔

راحت : میں یہ سب [illegible] ہوں ۔ مگر میں سمجھتی ہوں اس قسم کے آثار عام [illegible] میں بھی ہو سکتے ہیں ۔

زبیر : تکلف سے کام نہ لو ۔ میں تمہاری طرف سے کافی پریشان ہوں

راحت : حالانکہ [illegible] ہو رہی کوئی [illegible] رہی ہے ۔
تم یہ [illegible] لیے آپ پریشان کیوں ہو ؟

زہرہ : میں محسوس کرتی ہوں کہ یہ کچھ ایسی ہی ہے ۔

راحت : وہ کیسے ؟ شادی کے بعد کوئی خوشگوار
واقعہ ؟

زہرہ : ہماری شادی کو [illegible] ہوا میں گزر رہی ہے ۔
مگر ابھی تک کوئی دوست ہی نہیں آئی ۔

راحت : کوئی اب آتا ہے جو کب دیکھی اس نے ؟

پھر دو منٹ جیسے خاموش رہتا ہے ۔ پھر ایک لمبا گھونٹ
لے کر پیالی میز پر رکھ دیتا ہے ۔ جیب سے سگرٹ اور
ماچس نکالتا ہے ۔ سگرٹ سلگاتا ہے اور کش لے [illegible] کو
[illegible] اشارہ کرتا ہے)

زہرہ : یہ کھڑکی دیکھ رہی ہو ؟

راحت : کیا ہے اس کھڑکی کو کیا ہے

زہرہ : اس کھڑکی [illegible] اس کی [illegible] رہ گئی ۔ [illegible]
خالی ہے ۔

راحت : اس کا [illegible] کس طرح چلا ؟

زہرہ : یہ کھڑکی ہم [illegible] رکھتی تھی ۔ میں اسے [illegible]
ہی دیکھتی تھی ۔ کبھی بند ہی رہنے دیتا تھا اور
کبھی کھول دیتا تھا ۔ جب کھول دیتا تھا تو دوسرے
دن پھر بند ہو جاتی تھی ۔ اب بالکل معمول آگئی ۔

میں نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ کمرے
کی کھڑکی بند رہتی تو کبھی ہوا سے [illegible]
ہے۔ اماں سے کہتا تھا تم کھڑکی کیوں بند کر
دیتی ہو مگر وہ کہتی تھیں۔ میں [illegible]
سے [illegible] لگی [illegible] کی [illegible]
ہے۔ ہم میاں بیوی بیگم دیکھ کر [illegible]
بیٹھ گئے۔ اس دن بڑی گرمی تھی۔ میں نے اٹھ کر
کھڑکی کھول دی۔ کچھ دیر کے بعد [illegible]
اور سونے کے لیے چلے گئے۔ اس رات کو جو واقعہ
ہوا وہ میرے لیے ایک معما بن گیا ہے۔

راحت: کیا واقعہ ہوا؟

زبیر: آدھی رات کے وقت صحن میں کچھ شور ہوا۔ میری
آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ شکیلہ باہر جا رہی ہے۔
آواز دی مگر اس نے کوئی توجہ نہیں کی مجھے کچھ یوں
محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھیں بند تھیں۔ حیرت
ہوئی۔ وہ صحن سے گزری دو منٹ کے وقفے سے اس کے
[illegible] لگا۔ وہ ڈرائنگ روم میں گئی۔ کھڑکی
کے دونوں پٹ بند کیے اور لوٹنے لگی۔ میں جلدی
سے واپس آ کر بستر میں لیٹ گیا۔ وہ بھی آ کر اپنے
پلنگ پر بیٹھ گئی۔ اس وقت تو میں نے چپ سادھ
لی۔ صبح اس سے اس حرکت کے بارے میں پوچھا تو

اس نے صاف کہہ دیا کہ اسے تو کھڑکی کا کچھ علم ہی نہیں ہے!

راحت: کچھ علم ہی نہیں ہے!

زبیر: لیکن اس کے بعد یہ ہوا کہ میں جب بھی کھڑکی بند دیکھتا تھا تو فوراً کھول دیتا تھا۔ ایک دن جب میں نے دیکھا تو اس کو خوب جھاڑا کہ روز دوڑ کے بند کر دیتی ہو۔ معلوم نہیں تمہیں کیا ہو گیا ہے۔

راحت: شگفتہ یہ باتیں سن رہی تھی۔

زبیر: وہ دوسرے کمرے میں تھی مگر وہاں تک میری آواز بہ آسانی پہنچ سکتی تھی کیونکہ میں اسی سے جھنجھلا کر کہہ رہا تھا اس سے۔ بعد میں مجھے بھی اس حرکت پر بڑا افسوس ہوا۔ ایک [illegible] رات کو میں کسی اصول کے بغیر بھلا آیا اور ان کا ردعمل ہو شگفتہ پر تو وہ دوسرے نئے سرے سے شکایت دہرائی۔ اس دن تو وہ چپ چاپ رہی اور دوسرے دن بیمار ہو گئی اور آج تک نہیں جان سکا کہ اس کی صحت بحال ہوئی ہے۔

راحت: کھڑکی تو اب بھی بند ہے۔

زبیر: کھلی تھی مگر اس نے انگیٹھی پر گلدستے رکھتے ہوئے دھیان میں بند کر دی ہے۔

راحت: آپ نے خود بھی تو کچھ سوچا ہوگا۔

زبیر: کھڑکی سے اس کا تعلق ہو سکتا ہے ؟

راحت: تعلق ہے بھی اور ... سے پیدا کر دیتی ہے یہ
بات غیر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کبھی آپ نے اسے
کھڑکی سے ادھر دیکھتے ہوئے پایا ہے ؟

زبیر: کئی بار

راحت: ادھر ہی نا ؟

زبیر: دیکھو تو۔

(زبیر کھڑکی کے پاس جا کر اس کے پاس کھڑا ہوتا ہے جیسے وہی عورت کی طرح اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگتا ہے)

راحت: سامنے تو کتاب چیز ہے۔

زبیر: چھت پر کوئی دیکھتا ہوا نہیں دکھائی دیتا ہے۔

راحت: کمرے میں بیٹھو اور کھڑکی سے باہر دیکھو تو

زبیر: (نقل کرتے ہوئے) باہر تو سامنے ہی دکھائی دیتا ہے۔

راحت: آپ کیوں ادھر نظر کرتے گئے ہیں

زبیر: شکیلہ کے بارے ؟

راحت: ہاں۔

زبیر: نہیں بھئی۔ صبح جانے کے قریب سے دور کر رہے ہیں۔

راحت: آپ نے کیوں آنے اور جانے کے لئے کہا ہے۔

زبیر: وہ پہاڑ پر چڑھتی بھی تھی۔

راحت: کیا کہتی تھی؟

زبیر: کبھی تو بہت تھک جاتی ہوں۔

راحت: اسے سب کی فکر ان کو ہوتی ہوگی۔

زبیر: کس کے بارے میں!

راحت: وہ طرح طرح کے پہاڑ پر جانا پسند کرتی تھی یا مزید۔

زبیر: میرا خیال ہے بہت سے شہر کے باہر جو پہاڑ ہیں وہاں وہ پسند کرتی ہے آج بھی ہم کچھ دیر وہاں گھومتے رہتے ہیں۔

راحت: شادی سے پہلے شکیلہ کہاں رہتی تھی؟ میری مراد یہ ہے کہ اس کا میکہ کہاں ہے؟

زبیر: یہاں سے کچھ دور نہیں ہے۔ وہ دیکھیے۔ سامنے ایک چمکتی ہوئی چیز دکھائی دے رہی ہے نا۔ یہ نہر کا پانی ہے۔ اسی کے کنارے شکیلہ کے والدین رہتے ہیں۔

راحت: آپ نے اس سلسلے میں ان کے ہاں یا قبول سے کبھی کچھ کہا بھی ہے؟

زبیر: کبھی نہیں۔

(شکیلہ اندر آتی ہے اور کھڑکی کے پاس دیکھ کر کچھ ٹھٹک جاتی ہے۔ خاموش رہتی ہے۔ زبیر مڑ کر دیکھتا ہے)

شکیلہ آ گئیں ۔

(راحت کھڑکی سے ہٹ جاتی ہے)

راحت : (مسکرا کر) میں دیکھ رہی تھی کہ بارش کہاں تک بڑھ گئی ہے ۔

شکیلہ : بڑے گھنے اٹھ رہے ہیں

زبیر : اچھا چھوڑو راحت ۔

راحت : چلئے

(شکیلہ واپس چلی جاتی ہے ۔ راحت کھڑکی بند کر دیتی ہے اور زبیر کے پاس بیٹھتی ہے ۔ وہ اس کی طرف جھک گئی ہے ۔ اسی حالت میں پردہ گرتا ہے ۔)

دوسرا منظر

(ڈرائنگ روم ۔ روشنی ہونے کے ساتھ ہی معلوم ہوگا ۔ صبح دس بجے ہیں ۔ راحت اور شکیلہ صوفے پر بیٹھی باتوں میں مشغول ہیں ۔)

راحت : بھئی وہ تو صبح ہی چلے گئے ۔

شکیلہ : کہتے تھے ایک میٹنگ پر جانا ہے ۔

راحت : آپ جلدی سو جاتی ہیں دس تو بجے ہوں ۔

شکیلہ : دس گیارہ تو بج ہی جاتے ہیں ۔

راحت : میں تو دس سے پہلے بستر پر چلی ہی جاتی ۔ اور پھر نیند فوراً نہیں آتی ۔

شکیلہ : بستر پر لیٹ کر کچھ پڑھتی رہتی ہیں

راحت : مطالعے کا اصل مقصد یہ ہے کوئی مقصد ہو ہر
قسم کی کتاب پڑھنے لگیں۔ ہر روز تو نہیں کبھی
کبھی میں مطالعہ ضرور کرتی ہوں۔ آپ کیا کرتی
ہیں۔

شکیلہ : کچھ نہیں۔

راحت : کچھ پرانی باتیں یاد آ رہی ہوں گی۔

شکیلہ : پرانی باتیں۔

راحت : بچپن کے قصے۔

شکیلہ : جی ہاں۔ آپ کافی تو پئیں گی؟

(اٹھنے لگتی ہے)

راحت : آپ اماں سے کہہ آئی تھیں کافی بنا کر لانا۔ کافی
لے آئیں گی وہ

شکیلہ : اوہ خیال نہیں رہا۔

(شکیلہ بیٹھ جاتی ہے)

راحت : (ادھر ادھر نظریں ڈالتے ہوئے) ڈرائنگ روم تو
آپ نے خوب سجا رکھا ہے۔ تصویروں کا انتخاب واقعی
خوب ہے۔ یہ بھی عجیب ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ کو
لینڈ اسکیپ سے زیادہ انسانی چہروں سے دلچسپی ہے۔

شکیلہ : مجھے قدرتی نظاروں سے بھی دلچسپی ہے۔

راحت : کس قسم کے نظاروں سے۔

شکیلہ : کوئی خاص مصروفیت نہیں ہے

راحت : ابھی کچھ دیر پہلے جن میں درخت، ستارے، دریا،
چشمے، باغ، راغ اور آبشار شامل تھیں۔

شکیلہ : جی ہاں۔

راحت : میں ابھی ابھی (کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے)
دیکھ رہی تھی۔ بڑا اچھا منظر ہے۔ آپ تو
اکثر دیکھتی رہتی ہوں گی۔

شکیلہ : کبھی کبھی۔

راحت : اس وقت تو بہت بڑا چاند نکلا ہے۔ معلوم نہیں آپ
رات کے اندھیرے میں کیسا دکھائی دیتا ہے ستاروں
کی مدھم روشنی میں ذرا منظر دیکھوں۔

شکیلہ : آپ دیکھیے، میں ذرا کافی

راحت : کافی سے پہلے آپ کھڑکی تک تکلیف کیجیے

(راحت کھڑکی کے پاس جا کر اس کے پٹ کھولتی ہے۔
شکیلہ دوسری طرف اس طرح کھڑی رہتی ہے اور راحت باہر
دیکھتی ہے۔)

بڑا خوبصورت منظر ہے۔ ستاروں کی مدھم روشنی میں
کائنات بڑی پراسرار نظر آتی ہے۔ ہر شے پر ایک
سحر سا چھایا ہوا ہے۔ معلوم نہیں یہ منظر تمہیں کیسا لگتا
ہے مجھے بہت اچھا نظر آتا ہے۔ کیوں شکیلہ!

(شکیلہ ابھی تک وہیں کھڑی ہے)

میں نے کہا ذرا آئیے تو ۔

(شکیلہ ابھی تک وہیں ہے)

شکیلہ : میں بارہا دیکھ چکی ہوں ۔

راحت : اس کھڑکی میں ایک عجیب حسن ہوتا ہے جو دن
کو لیمپ کے نیچے نہیں رہتا ۔ میرے لئے تو یہ ماحول
کچھ ایسا ہی ہے آپ کے لیے نہیں ۔ کیوں (مڑ کر
شکیلہ کو دیکھتی ہے) ارے ۔ آپ وہیں کھڑی ہیں ۔
ہوا [illegible] ٹھنڈی تو نہیں ہے ۔

شکیلہ : [illegible] ۔

راحت : پھر کیا بات ہے ۔

شکیلہ : کوئی بھی تو بات نہیں ۔

(شکیلہ ادھر جانے لگتی ہے)

راحت : دیکھئے تو ۔

شکیلہ : (کھڑکی سے ذرا فاصلے پر رک کر) جی !

راحت : یہ تاریکی اور یہ روشنی میں ڈوبی ہوئی فضا کس
پر اسرار معلوم ہوتی ہے ۔ خاموشی کے گہوارے میں
کتنے سودائی آسودۂ خواب ہیں ۔ ستاروں کا کارواں نہ
جانے کس منزل کی طرف رواں دواں ہے ۔ جہاں ازل
اور ابد کا تصور مٹ جاتا ہے ۔ زندگی اور موت کے
درمیان کوئی فاصلہ باقی نہیں ہوتا ۔

(شکیلہ کو دیکھ کر اور مسکرا کر)

کبھی ذہنی کیفیت بھی ہوتی ہے۔ اب سوچتی ہوں کہ
عجیب شاعرانہ مزاج کی عورت ہے یہ!

شکیلہ: شاعرانہ مزاج میں آخر کیا برائی ہے۔

راحت: کیا برائی ہوگی؟ صحیح کہا آپ نے۔

(راحت کافی پی کر اٹھتی ہے۔ [illegible] وغیرہ [illegible] کہ
پیالی شکیلہ کے پاس لے جاتی ہے۔)

راحت: شکیلہ، یہ بتایئے۔ جب آپ [illegible] سفر [illegible] ہوتی
ہیں تو [illegible] کے [illegible] کی کیا کیفیت ہوتی ہے

شکیلہ: کیا، کیوں؟

(شکیلہ کافی بنانے لگتی ہے)

راحت: میرے دل و دماغ پر ایک عجیب سی کیفیت
ہو جاتی ہے۔ آپ کی حالت تو ایسی نہیں ہوتی۔

(شکیلہ کافی بنا رہی ہے)

ویسے شکیلہ، ایسی کیفیت میں ایک [illegible] بھی
ہوتا ہے۔

(شکیلہ کافی لے کر راحت کے پاس آتی ہے)

شکریہ۔ (کافی لیتے ہوئے) بس بس!

(شکیلہ بھی اپنی بھی اٹھا لیتی ہے)

میں نے کہا وہ دیکھیے۔

(شکیلہ اس کے قریب ہو جاتی ہے)

شگفتہ: [illegible] کیا ہے

راحت: [illegible] کب ہے؟

سکینہ: [illegible] کی بیوی [illegible] ہیں گے۔

راحت: [illegible] کے بیچے [illegible]

[illegible] گے

شگفتہ: [illegible]

سکینہ [illegible]

راحت: [illegible] ہے

سکینہ: [illegible] کے [illegible]

راحت: [illegible]

[illegible]

سکینہ: [illegible]

راحت: [illegible] پہاڑ پور؟

شگفتہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

راحت: [illegible] ان کو بھی اب چھوڑ کر وہاں جاؤ۔

[illegible] آخر پہاڑ ہے۔ میں بتاؤں آپ کو ——— میرا [illegible]

[illegible] مقام پر واقع ہے مگر میں بچپن میں گھر سے

[illegible] رہے [illegible] ہے [illegible]

[illegible] نہیں [illegible] بھی [illegible] کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

سکینہ : [illegible]

رحمت : [illegible]

ہے نہ، یہ کیا عجیب عادت! آپ کا کیا خیال ہے۔

شکیلہ : اچھی عادت ہے۔

رحمت : ایسے اچھی عادت کہی ہیں خوب

([illegible])

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

([illegible])

سکینہ : [illegible] ہے۔

رحمت : [illegible]

سکینہ : ہوں

رحمت : [illegible]

شکیلہ : [illegible]

رحمت : [illegible]

شکیلہ : سب کچھ

رحمت : [illegible]

[illegible] کے وقت آخری کھیت میں جا پہنچے ہوئے۔ یہ آخری کھیت میرے گھر سے کوئی ڈیڑھ میل دور ہی تو وہ دکھنے لگا۔ ور سے ڈرے دیکھ کر میں بھی ڈر گئی۔ لگتا تھا ایک سایہ سا میرے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ آج بھی جب یہ واقعہ آنکھوں کے سامنے ابھرنے لگتا ہے تو دل میں خوف کا ایک مبہم سا احساس جاگ اٹھتا ہے مگر سوال ہے آپ کو کبھی ایسا تجربہ نہیں ہوا۔

شکیلہ: نہیں

راحت: آپ کو کوئی واقعہ یاد نہیں آتا (مڑ کر شکیلہ کو دیکھتے ہوئے) کوئی صورت، کوئی آواز کچھ بھی نہیں آپ کو

سکینہ: ایک آواز۔

راحت: خوب! ہر کسی کو ایسی ہو گی۔ مجھے یاد ہے میں چھوٹی تھی اپنے ابا کے ساتھ کھیتوں سے لوٹ رہی تھی۔ دور کسی درخت پر کوئی پرندہ بولا۔ یہ آواز سیدھی میرے دل میں اتر گئی۔ آپ نے کونسی آواز سنی تھی؟

سکینہ: یہ آواز۔

راحت: کسی پرندے کی تھی کیا۔

شکیلہ: ایک چیخ تھی۔

راحت: چیخ!

شکیلہ: معاف کیجئے! میں بھی کیا قصہ لے بیٹھی ہوں۔

راحت: چیخ کس کی شکیلہ ہو!

شکیلہ: کچھ نہیں جانے دیجئے آپ تو لے بیٹھیں

(راحت اس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے)

راحت: میرے اور تمہارے عمر کا ساتھ کچھ یوں ہی ہے اگر
کچھ نہ کہو گی تو دل میں ہمیشہ ایک حسرت
رہے گی۔

شکیلہ: اوہ

راحت: چیخ کس کی؟

شکیلہ: ایک چیخ اور پھر نہ جانے کیسی سسکی۔

راحت: آپ کے۔ یہ کون تھی؟

شکیلہ: میں سہم کر رہ گئی تھی۔

راحت: چیخ کس کی تھی اور کس کا ہو؟

شکیلہ: بس میں جو بھی سمجھ سکی کچھ سمجھ نہیں۔ آپ مجھ سے
کیوں پوچھ رہی ہیں— میں کچھ نہیں جانتی۔

(راحت ایک دم بےچین سی ہو گئی۔ پیار اس کے ہاتھ پکڑ
لیتی ہے اور وہ صوفے پر بیٹھ جاتی ہے۔ دونوں
کے چہرے اداس ہو جاتے ہیں۔ وہ سب کچھ سمجھ گئی ہے۔)

راحت: (سنجیدگی میں ملامت) شکیلہ!

(شکیلہ کوئی جواب نہیں دیتی)

شکیلہ : [illegible]

راحت : [illegible]

شکیلہ : [illegible]

([illegible])

راحت : [illegible]

ہے ، شاید [illegible]

[illegible]

[illegible] کر نے بھی [illegible] میں کوئی زخمی جانور آپ کے سامنے آتا ہے اور وہ پھر میں غائب ہو جاتا ہے ۔

([illegible] دیوار پر تلواریں [illegible] ۔ راحت کرسی [illegible])

شکیلہ : [illegible]

راحت : [illegible] آپ نے کسی زخمی جانور کو دیکھا ہے ؟

شکیلہ : ہاں ۔

راحت : تو وہ کس کا تھا ؟

شکیلہ : آہو کا

(شکیلہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیتی ہے)

راحت : [illegible]

[illegible]

پھر کوئی چلاتا ہے اور وہ ہڑبڑا کر رہ جاتی ہے

میں بھی بھاگنے لگی دونوں بھاگ رہی تھیں؟

راحت: اس رات وہاں کوئی نہیں آیا؟

شکیلہ: نہیں کوئی نہیں تھا

راحت: تم دونوں بھاگنے لگیں۔

شکیلہ: [illegible] چاہتی تھی۔

راحت: [illegible]

شکیلہ: [illegible]

(شکیلہ خاموش ہو جاتی ہے)

راحت : ہے!

شکیلہ : میں اسے پکڑنا چاہا اور پکڑ لیا۔

(ذرا خاموش ہو جاتی ہے)

اور — وہ [illegible] مجھے [illegible] تھی [illegible] سے [illegible] دھکا دے دیا

[illegible] اور میرے اللہ۔

(شکیلہ بے اختیار مسکرانے لگتی ہے اور چہرہ ہاتھوں سے چھپا لیتی ہے)

راحت : [illegible]

شکیلہ : اس کی چیخ گونجی [illegible] وہ [illegible] غائب ہو گئی۔

راحت : تم وہیں کھڑی تھیں۔ حیران پریشان۔

شکیلہ : میں اس کی طرف بڑھی۔ پھر [illegible] پھر —

راحت : پھر!

شکیلہ : میں نے [illegible] دیکھا وہ نیچے [illegible] کے قدموں پڑی

تھی [illegible] لمبے لمبے سانس لے رہی تھی اور —

(قطرہ [illegible] کرنا چاہتی ہے مگر مسکراہٹ غالب [illegible] ہو۔

ابھی تک اس کے ہاتھ چہرے پر ہیں۔)

راحت : شکیلہ!

شکیلہ : مجھے چھوڑ دو۔ مجھے تنہا چھوڑ دو۔ مجھے [illegible]

چھوڑ دو!

راحت : نہیں شکیلہ۔

شکیلہ ، مدد [illegible] کے لئے جل جو سچی ہو

(راحت اس کے سر پر ہاتھ رکھتی ہے [illegible] جھک
جاتی ہے)

راحت ، شکیلہ میں! پریشان کیوں ہوئی ہو شکیلہ! شکیلہ!

(سکینہ سسکیاں لے رہی ہے)

کوئی بھی بات نہیں ہے [illegible] دیکھو تم تو
خوامخواہ پریشان ہو رہی ہو ۔

(شکیلہ کی سسکیاں رک جاتی ہیں)

چہرے سے ہاتھ ہٹاؤ ۔ بالکل پگلی ہو

(شکیلہ چہرے سے ہاتھ ہٹا لیتی ہے ۔ دونوں ایک دوسرے
کو دیکھتی ہیں)
[illegible] شاباش!

شکیلہ بڑی مشکل سے بول رہی ہے ۔ ہاں کیا کہنا چاہتی ہو
میں نے کہا ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

شکیلہ : میں نے اسے دھکا دیا تھا ۔

راحت : میں شکیلہ ، نہیں!

شکیلہ ، ہاں ہاں ، (آگے کچھ نہیں کہہ سکتی ۔ حلق میں
[illegible] سکتی ہے)

راحت : اٹھو ذرا اٹھو تو شکیلہ!

(سکینہ اٹھتی ہے)

آؤ میرے ساتھ!

شکیلہ : کیوں ۔

راحت : میرے ساتھ آؤ تو سہی

(راحت اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑکی کے پاس لے آتی ہے)

دیکھو شکیلہ! وہ دیکھ رہی ہو نا پہاڑ!

(شکیلہ اثبات میں سر ہلاتی ہے)

یہ پہاڑ جس کو تم دیکھ رہی ہو نہ جانے کب سے کھڑا ہے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں برس اس پر گزر چکے ہیں۔ اس مدت میں ان گنت لوگ یہاں آئے ہی ہوں گے اور نہ جانے کتنے راز اس کی سنگین دیواروں کے حوالے کر کے چلے گئے ہیں۔ ان رازوں میں تمہارا وہ غم ساز راز بھی ہے۔ یہ پہاڑ ان رازوں کو چھپائے ہوئے ہے اور ہمیشہ یونہی کھڑا رہے گا۔ اس کے ہونٹوں کو کبھی جنبش نہیں ہو گی۔ یہ کبھی نہیں بولے گا۔ خاموش ہی رہے گا جیسے اس کے سینے میں کچھ ہے ہی نہیں۔ ان رازوں کی داب کے گرد اس نے ایسی لمبی لمبی سنگین دیواریں کھڑی کی ہوئی ہیں۔ کوئی شخص بھی ان دیواروں کی دراڑوں میں سے اندر نہیں جھانک سکتا۔ سمجھ رہی ہو نا۔

شکیلہ : ہاں!

راحت : پہاڑ کے سینے میں رازوں کا بوجھ کوئی بوجھ نہیں ہے۔ اس کے سینے کی وسعتوں میں کئی کروڑ اور راز بھی

سمجھتے ہیں۔ مگر انسان جو ایک محسوس کرنے والی بولنے والی۔ روتی اور مسکراتی ہستی ہے۔ اس کے دل میں اس طرح [illegible] ممکن نہیں ہے۔ تم نے کبھی ساحل پر جا کر سمندر کو متلاطم حالت میں دیکھا ہے۔ موجیں اٹھتی ہیں اور جو کچھ سمندر کی تاریک گہرائیوں میں چھپا ہوتا ہے ان لہروں کے ذریعے باہر آ جاتا ہے۔ اس طرح سمندر اپنے اندر [illegible] ساحل کو بتا دیتا ہے اور یوں اس کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ انسان کی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

(راحت ذرا خاموش رہتی ہے۔)

تم نے اپنے آپ کو خود سے بھی چھپانے کی کوشش کی ہے۔ بچپن سے مسلسل یہی کوشش کرتی چلی آ رہی ہو۔ مگر تم انسان ہو، پہاڑ نہیں ہو! اپنے آپ کو خود سے چھپانے کی کوشش میں تم نے اپنی شخصیت کو دو حصوں میں بانٹ دیا ہے۔ ایک شخصیت وہ ہے جو سچی اور معصوم ہے۔ دوسری وہ جو اس راز سے بھاگنا چاہتی ہے۔ دوسری شخصیت پہلی شخصیت سے دور رہنا چاہتی ہے۔ مسلسل بھاگ رہی ہے۔ مگر بھاگ نہیں سکتی۔ بھاگ کر جانے کی کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ماضی کی ایک معصوم شرارت تمہارے لیے ایک جرم بن گئی ہے۔ تم نے خود

کو [illegible] ہے ۔

شکیلہ : مگر یہ کیوں ہو؟

راحت : وہ تصویری صرف یک اضطراری حرکت تھی ۔ اس کا نتیجہ آیا ہوگا ۔ اس پر تم [illegible] کیوں ہو ۔ یہ صرف کمرے میں ہم ان انسانوں کا ان گوشوں سے ؟ تعلق

(شکیلہ کا چہرہ قدرے پر سکون ہو گیا ہے)

[illegible] کہ یہی موسم کے ان کھلونوں سے کوئی [illegible] ہی [illegible] اسے انسانوں سے مختلف ہے ۔ صرف اب تو [illegible] صبح ہی تمہارا اس شخص سے [illegible] کراؤں گا جس شخص نے کمرے میں [illegible] کر دیا [illegible] دیکھو تو کیا عجوبہ ہے؟

شکیلہ : کب؟

راحت : صبح وہاں چلیں گے!

شکیلہ : کہاں؟

راحت : وہاں اس پہاڑ پر ۔

(راحت مسکرا کر شکیلہ کو دیکھتی ہے ۔ شکیلہ سے ابھی [illegible] دیا ۔ [illegible] دروازے کا پردہ ہٹا کر [illegible] آتا ہے ۔ راحت اور شکیلہ کی اس پر نظر پڑتی ہے ۔ وہ آگے بڑھ کر ان کے قریب آ جاتا ہے ۔ راحت اسے دیکھتی ہے ۔

راحت : آگئے آپ؟

زبیر: ہاں کیا ہو رہا ہے؟

راحت: پروگرام بن رہا ہے!

زبیر: کیسا پروگرام

(اسی دوران میں شکیلہ داخل ہوتی ہے۔ اس کی نگاہیں دروازے پر جمی ہیں)

راحت: صبح کی سیر کا۔ ہم (لڑکی کی طرف اشارہ کر کے) ادھر پہاڑ پر جا رہے ہیں۔

زبیر: (مسکرا کر) واقعی!

راحت: کیوں وہاں جانے میں کیا حرج ہے — کیوں شکیلہ!

(زبیر اور راحت دونوں شکیلہ کو ایک ٹک دیکھتے ہیں۔ شکیلہ کوئی جواب نہیں دیتی۔

وہ ابھی تک دروازے کی طرف دیکھ رہی ہے اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی ہے)

زبیر: شکیلہ!

راحت: ہیں!

زبیر: راحت کیا کہہ رہی ہے

شکیلہ: ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں۔

(زبیر اور راحت مسکراتے ہیں)

زبیر: ٹھیک

(شکیلہ شوہر کی [illegible] سے آہستہ آہستہ اپنے سر ملانے لگتی ہے اور اسی حالت میں پردہ گرتا ہے)

دستک

کردار :-

○ ڈاکٹر زیدی
○ بیگم زیدی
○ ڈاکٹر برہان

منظر

ڈاکٹر زیدی کا کمرہ۔
ڈاکٹر صاحب پلنگ پر تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔
عمر پچپن کے لگ بھگ۔ فرنچ کٹ داڑھی۔ چہرے سے نقاہت
عیاں۔ اس وقت انہوں نے کمبل اوڑھ رکھا ہے۔ پلنگ
کے پاس چھوٹی میز پر طب کا سامان
رات طوفانی۔ برق و باد ہوا کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے
بیگم زیدی آرام کرسی پر بیٹھی کسی رسالے کا مطالعہ کر
رہی ہیں۔ عمر پچاس کے قریب۔
سردی کی وجہ سے شال اوڑھ رکھی ہے۔
ڈاکٹر کچھ سوچتے ہوئے سے مغموم ہوتے ہیں۔ [illegible]
کی [illegible] دروازے پر جا پڑتی ہے۔ جس پر نیلے رنگ
کا پردہ پڑا ہوا ہے۔
بیگم ابھی دیکھتی ہیں۔ پر [illegible] رسالے کی ورق گردانی
کرنے لگتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کچھ کہتے ہیں مگر بہت
آہستہ۔ صرف ان کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے دکھائی
دیتے ہیں۔ پھر کمبل بھی جسم سے ہٹانے لگتے ہیں۔
بیگم کی نظر پڑتی ہے۔

بیگم: کیا ہے زیدی؟

ریلدی : دستک سی؟

بیگم : دستک

ریلدی : جی نہیں تو

(ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ رک جاتے ہیں)

بیگم : ڈیئر ، سنو بھی ، آ رہی ہے دستک ؟

ریلدی : کہاں ہے دستک؟ یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟
دیکھو تو جا کر ۔ کوئی ہے دروازے پر ۔ کوئی
کھٹکھٹا رہا ہے دروازہ!

بیگم : کوئی نہیں!

ریلدی : صاف آواز آ رہی ہے ۔ نہیں سننا چاہتیں تو مت سنو

(ڈاکٹر صاحب کھانسنے لگتے ہیں ۔
بیگم وہ سب کرسی پر رکھ کر اٹھتی ہیں اور دروازہ دیکھ آتی ہیں)

بیگم : ڈر رہے ہیں آپ؟

ریلدی : دیکھو ہوا سے دروازے پر کھٹ کھٹ ہے ۔ تم تو سنتی ہی نہیں!

بیگم : سمجھو تو اٹھ کر کے دیکھ لیجئے! دروازے پر کوئی بھی نہیں ہے ۔

ریلدی : تو یہ دستک؟

(بیگم ان کے گرد کمبل اوڑھانے لگتی ہے)

بیگم : یہ ہوا کا شور ہے ۔

زبیدی: ادھر ہوا دروازے پر دستک دے رہی ہے! تم جا کے دیکھو تو ذرا۔

بیگم: میں کہتی ہوں کوئی نہیں ہے۔ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں!

زبیدی: ذرا سنو تو صاحب۔ بالکل صاف [illegible] دستک نہیں تو اور کیا ہے؟

بیگم: آپ کا وہم ہے!

زبیدی: دیکھو اب زیادہ زور سے ہونے لگی ہے۔ یہ وہم ہے کیا؟

(زبیدی اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیگم ان کا ہاتھ پکڑ لیتی ہیں)

بیگم: خدا کے لئے لیٹے رہئے! آپ تو حد کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ہو کر بھی حرکتیں کر رہے ہیں! اپنی صحت کا ذرا خیال کریں!

زبیدی: تم ایک مرتبہ جا کر دیکھ نہیں آئیں!

بیگم: میں جانتی ہوں دروازے پر کوئی نہیں۔ خیر دیکھ آتی ہوں۔

(بیگم سر کو جنبش دیتی ہیں جیسے اس کام کو بے کار سمجھ رہی تھیں۔ دروازے کی طرف جاتی ہیں۔ زبیدی بھی ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہتے ہیں۔ بیگم پردے کے پیچھے چلی جاتی ہیں اور تین سیکنڈوں کے بعد پردے سے باہر آتی ہیں۔)

زبیدی ۔ کون ہے؟
بیگم ۔ کیا ہوگا؟

(بیگم وہیں آتی ہیں)

زبیدی ۔ کس نے دروازہ کھولا تھا؟

بیگم ۔ (ذرا غصے سے) تو کیا دروازہ کھولے بغیر ہی کچھ ہو سکتا ہے ۔ نہ جانے ہائے تمہیں کیا ہو جاتا ہے اب کیا کوئی آئے گا تو کیا کال بیل بھی دیکھے گا کہ دروازے پر ہی دستک دے گا۔

(شوہر بیگم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر کی صورت میں بے اعتباری سی ہے اور بیگم کی صورت میں شکایت)

زبیدی ۔ مگر یہ دستک،

بیگم ۔ (بات کاٹتے ہوئے) آپ آرام سے کریں گے ڈاکٹر ہو کر ــــ!

زبیدی ۔ (بیوی کے لقمہ کے کر) بار بار مجھے کیوں جتا رہی ہو کہ میں ڈاکٹر ہوں۔

بیگم ۔ وہ اس لیے کہ آپ دوسرے لوگوں سے بالکل مختلف ہونے چاہئیں۔ اگر ڈاکٹر بھی کسی واہمے کا شکار ہو جائے تو پھر اس کے علم کا کیا فائدہ؟

زبیدی ۔ شاید تم سچ ہی کہتی ہو۔

بیگم ۔ (آواز میں نرمی) آپ خود ہی بتائیے ایک ڈاکٹر ،

حقیقت پسند نہیں ہو گا تو اور کون ہو گا ؟

زیدی : [illegible] ہے ہر [illegible] کی آواز [illegible] صاحب کے خلاف ہے ؟

بیگم : جب [illegible] ہی [illegible] ہو اور اصرار کر رہے ہوں کہ [illegible] ہو گئے اس وقت [illegible] کس طرح [illegible] ہوتی

(ڈاکٹر صاحب [illegible] ہاتھ [illegible] ہیں ۔ بیگم بھی دیکھتی رہتی ہیں [illegible] صاحب کی [illegible] سامنے [illegible] ہیں [illegible] شروع ہو گئی ہے

آپ [illegible] ہیں [illegible]

ڈاکٹر صاحب [illegible] ہیں

سب نے کیا کہا ؟

زیدی : کیا کہا ؟

بیگم : لیٹ جائیے

زیدی : تم نے دوبارہ کھول کر دیکھا تھا ؟

بیگم : حد ہو گئی [illegible] کیوں نہیں جاتے ۔ آدھی رات ہو چکی ہے ابھی تک جاگ رہے ہیں [illegible] کہ [illegible] سکے [illegible] ہے

زیدی : یہ بات میں خود نہیں جانتا ؟

بیگم : کیپسول بھی دیے جاتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں۔
ڈاکٹر برہان نے کہا تھا میں خود آکر دوا پلاؤں گا۔
بعد میں رہا اسے تو صبح ہی آئے گا۔

زیلدی : عجیب ڈاکٹر ہے۔

بیگم : میں نے اتنا ذمہ دار اور فرض شناس انسان آج
تک نہیں دیکھا۔ سوائے کام کے اسے اور کچھ سوجھتا
ہی نہیں۔ ہر وقت کام۔ دن ہو یا رات! کام کے علاوہ
اور کوئی غرض نہیں! یہ ہے فرض شناسی!

زیلدی : ڈاکٹر کو ایسا فرض شناس ہی ہونا چاہئے!

(یہ لفظ کہتے ہوئے ڈاکٹر صاحب پھر سامنے پردے کو
دیکھنے لگتے ہیں)

بیگم : اب بہت دیر ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر برہان آئیں گے تو کہوں
گی ان سے!

زیلدی : کیا کہو گی؟

بیگم : یہ بھی تو ایک بیماری ہے۔ دروازے پر کوئی نہ
ہو اور آپ ہیں کہ دستک کی آواز سن رہے ہیں۔
ایک بار نہیں کئی بار ایسا ہوا ہے۔

(دروازے کی گھنٹی بجتی ہے)

زیلدی : اب تو آیا ہے کوئی!

بیگم : شاید ڈاکٹر برہان ہیں!

(بیگم دروازے کی طرف جاتی ہیں اور پردے کے پیچھے

[illegible] ہو جاتی ہیں۔ چند لمحوں کے بعد بیگم زبیدی آتی ہیں
جو ان کے ساتھ ہی ڈاکٹر برہان بھی آئے ہیں۔

ڈاکٹر برہان عمر کے لحاظ سے ادھیڑ عمر [illegible] ہاتھ
میں ڈاکٹروں والا بیگ۔ برہان [illegible] رکھی ہے۔

برہان: (دور ہی سے) سلام علیکم ڈاکٹر صاحب۔

زبیدی: وعلیکم سلام۔ تشریف لائیے۔ [illegible] وقت آئے
[illegible] نہیں۔ صبح ٹھیک [illegible]۔

برہان: کہیے اب کیسی ہیں۔

بیگم: [illegible] اسی وقت [illegible] سا محسوس نہیں [illegible]

برہان: آج [illegible] سے پہلے دو کیس بھی آگئے کہ فرصت ہی
نہ ملی۔ بڑا مصروف رہا۔

(برہان آگے بڑھتے ہیں۔ بیگ چھوٹی میز پر رکھ دیتے ہیں)
کہیے کیسے مزاج ہیں؟

بیگم: تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ سو [illegible] ہے۔

برہان: سینے میں تو درد نہیں؟

زبیدی: نہیں۔

برہان: شکر ہے۔ اور کوئی بات؟

بیگم: گھبراہٹ سی ہے۔

برہان: کوئی بات نہیں۔ میرا خیال ہے انجکشن میں دے
کر جاتا ہوں۔

زبیدی: یہ ٹھیک ہے۔

(بیگم جلدی سے باہر دروازے تک جا کر وہاں سے کمرے میں چلی جاتی ہیں۔ برہان ایک برتن اٹھاتے ہیں)

برہان: سیرپ ختم ہو گیا ہے۔ کل دوا کا تو لے آؤں گا

ڈیزی: تو آپ جائیے؟

برہان: جی ہاں۔

بیگم: (دوسرے کمرے سے) ڈاکٹر صاحب!

برہان: جی!

بیگم: ذرا ٹھہریے۔

برہان: مجھے جلدی ہے ذرا۔

بیگم: بس دو منٹ چائے لا رہی ہوں۔

برہان: ارے ہاں آپ نے کیوں تکلیف کی؟

(بیگم آتی ہیں)

بیگم: اب تو آپ سردی میں آئے ہیں۔ برساتی اتار دیجئے۔

(برہان برساتی اتار کر کرسی کے اوپر پھیلا دیتے ہیں
بیگم چلی جاتی ہیں۔)

ڈیزی: بیٹھ جائیے۔

(برہان کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں)

برہان: اور تو کوئی تکلیف نہیں؟

(بیگم ٹرے میں چائے کی تین پیالیاں لیے آتی ہیں)

بیگم: میں بتاتی ہوں ڈاکٹر صاحب:

(ڈیزی برہان کی طرف بڑھتی ہیں۔ وہ ہاتھ بھی اٹھا دیتے

ہیں۔ بیگم دونوں پیالی [illegible] اور دوسری [illegible]
ہے دائیں ہاتھ میں لے کر ہلکے سے جھٹکے کے
ساتھ لگا دیتی ہیں)

برہان: (کچھ سوچ کر) آپ کیا کہہ رہی ہیں؟

بیگم: ڈاکٹر صاحب! یہ بات ہمارے عورت ہونے کی وجہ سے
سے احساس ہوتا ہے شاید آپ مرد ہیں یقین نہیں کریں
گے مگر

(شوہر کی طرف دیکھتی ہیں جو بدستور حقے کے دھوئیں
میں مصروف ہیں)

برہان: فرمائیے تو۔

بیگم: نہیں ایک وہم ہو گیا ہے۔

برہان: وہم

بیگم: (مسکرا کر) آپ کہیں گے ڈاکٹر اور وہم [illegible]
کی بات ہوئی۔

برہان: جی نہیں نہیں کہوں گا۔ میں جانتا ہوں عورت کی
فطرت بڑی پراسرار ہوتی ہے۔ اور [illegible]
انسان ہی ہوتا ہے۔

(بیگم ایک بار پھر شوہر کو دیکھتی ہیں وہ بدستور حقے
پینے میں مصروف ہیں)

بیگم: چائے پیجئے نا۔

برہان: بہتر۔

(برہان پیالی ہونٹوں سے لگا لیتے ہیں۔ بیگم بھی چائے پیتی ہیں)

بیگم : یہ بھی کیا بات ہے ۔ اب مجھے یونہی خیال آنے لگے
ہیں کہ دروازے پر دستک ہو رہی ہے ۔ حالانکہ
دروازے پر کوئی بھی نہیں ہوتا ۔

رحمان : ہو سکتا ہے کسی نے دروازے پر ہی دستک دی ہو
اور آپ نے نہ سنی ہو ۔

بیگم : دستک ہوتی ہی نہیں ہے کیسے مان لوں

رحمان : یعنی دستک نہیں ہوتی اور ڈاکٹر صاحب محسوس
کرتے ہیں کہ دستک ہو رہی ہے ؟

بیگم : جی ہاں !

(رحمان چائے کے دو گھونٹ لے کر زبیدی کی طرف دیکھتے
ہیں ۔ زبیدی نے چائے ختم کر دی ہے ۔ بیگم صاحبہ پیالی اور
طشتری اٹھا کر میز پر رکھ دیتی ہیں ۔ زبیدی سر اپنا
سر دیوار سے لگا دیتے ہیں اور آنکھیں بند کر لیتے ہیں ۔)

رحمان : نیند آ رہی ہے ڈاکٹر صاحب ؟

زبیدی : (آنکھیں کھولے بغیر) جی نہیں ۔

بیگم : آج صبح سے ہی یہ حال ہو رہا ہے ۔ میں نے کہا تھا
کہ باہر تیز ہوا چل رہی ہے اس کی وجہ سے وہ شور
ہو رہا ہے مگر مانتے ہی نہیں ۔ دو مرتبہ دروازے پر
پہنچ گئے ۔

زبیدی : اور وہاں کوئی نہیں تھا ؟

بیگم : کوئی بھی نہیں۔

زیدی : اچھا۔

بیگم : آپ ان سے پوچھیے۔

(زیدی آنکھیں کھول دیتے ہیں)

زیدی : برھان بیٹا!

برھان : کہیے!

زیدی : یہ آج سے اٹھارہ بیس برس پہلے کا واقعہ ہے اس زمانے میں میری پریکٹس خوب چلتی تھی۔ دم مارنے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی۔ کچہری اور گھر پر مقدموں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ایک رات میں دیر سے گھر پہنچا اور پہنچتے ہی بستر پر گر پڑا۔ بری طرح تھک چکا تھا۔

(برھان ہاتھ سر پر رکھ لیتے ہیں۔ بیگم پاس کھڑی اپنے شوہر کو بڑے غور سے دیکھ رہی ہیں)

کچھ دیر بعد میرے نوکر نے آکر بتایا کہ ایک بڑے میاں آئے ہیں اور آپ کو پوچھ رہے ہیں۔ میں نے انکار کر دیا اور نوکر سے کہا کہ بڑے میاں کو واپس بھیج دو مگر اس کے روکنے کے باوجود وہ بوڑھا میرے کمرے میں آگیا اور منت سماجت کرنے لگا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے بچے

تھی آپ کی دوا سے ٹھیک ہوئی تھی ۔ چل کر دیکھ لیں
مگر میری آنکھوں سے دور ہوئی ہی نہیں ۔

(بیوی دو تین سیکنڈ کے لئے خاموش رہتی ہے پھر کہنے لگتی ہے)

گھر سے بھی چھوڑنا بڑا مشکل لگ رہا تھا ۔ میں نے
سختی سے انکار کر دیا ۔ وہ خاموش رہا اور جب وہ گھر سے
اٹھ کر [illegible] باہر نکلا تو پھر دروازے پر دستک دینے
لگا ۔ نہ جانے کب تک دستک دیتا رہا ۔ میں سو گئی ۔

(بیوی پر خاموشی طاری ہو جاتی ہے ۔ بیگم کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں اور [illegible] دو دو کی ایک شبیہ سا کر اسے دیکھ رہی ہیں)

صبح اٹھی تو مجھ پر بڑا بوجھ تھا ۔ افسوس کر رہی تھی کہ بوڑھے کو کیوں مایوس کیا

برہان : اسی وقت آپ کی بیگم بیمار ہو گئی ہیں ۔

بیگم : میں بھی [illegible] یہی سمجھتی تھی ۔ بوڑھے کو ڈھونڈنے کی کوشش بھی کی مگر کہیں پتہ نہ چلا کہ جانے وہ کون تھا اور کہاں سے آیا تھا ؟

برہان : وہ بوڑھا تو چلا گیا مگر اب کبھی کبھی آپ کے ضمیر کے دروازے پر دستک دیتا رہتا ہے ۔

(برہان بوتل میز پر رکھ دیتا ہے)

یہ دوا آج ختم ہو جانی چاہیے تھی ۔

(زیدی خاموش رہتے ہیں۔ برہان [illegible] کر پانی سے
پیتے ہیں۔ اور ٹک ٹکی [illegible] کی طرف دیکھتے ہیں)

ڈاکٹر صاحب!

زیدی: کہو بیٹا!

برہان: اس وقت میں [illegible] کا صدقہ کر لیجئے میں
[illegible] دل کا [illegible] ہیں [illegible] آپ راہ
ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہیں —

زیدی: ہم

بیگم: برہان [illegible]؟

برہان: [illegible] خدا حافظ، ڈاکٹر صاحب اطمینان کے ساتھ
سو جائیے! اب [illegible]
آرام کیجئے۔ صبح [illegible] حاضر ہوں گا۔

(برہان دروازے کی طرف بڑھتا ہے اور جلدی سے پردے
کے پیچھے غائب ہو جاتا ہے)

زیدی اور بیگم اسے خاموشی سے دیکھتے رہتے ہیں۔

(برہان کے پردے کے پیچھے جاتے ہی پردہ گر جاتا ہے)

روشنی والا

کردار :-

○ راہب
○ فرشتہ
○ گدھا
○ بوڑھا
○ لڑکا
○ دراز قامت
○ پست قامت
○ ایک مرد
○ ایک عورت

منظر

جب پردہ اٹھتا ہے تو ہم اسٹیج کو پورے اندھیرے میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ دو سائے کھڑے نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد اندھیرے کے بیچ میں ایک مرد کی آواز دعا کرنے لگتی ہے۔ دوسری آواز عورت کی ہے

پہلی آواز: [illegible] اب تو روشنی بجھ گئی ہے۔ یہ اندھیرے ہمارے دلوں اور روحوں میں جذب ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہماری آنکھوں کی بصارت کھو کر پتھر کے ٹکڑے بن گئی ہیں۔ ہمارے دلوں کی دھڑکنیں رک سی گئی ہیں۔ ہمارے [illegible] وحشت ناک اور [illegible] محدود [illegible] بن گئی ہے۔ خدایا! صدائیں ٹوٹ گئیں۔ کہیں سے بھی کوئی شعاع نہیں پھوٹی۔ کہیں سے بھی کرن کرن میں ابھری! ہم سب تمام آفاق کا اندھیرا ہی اندھیرا پھیلا ہوا ہے۔ اے خدا، کیا تیری کائنات سے روشنی کا وجود ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے؟ کہ یہ تاریکی [illegible] چھائی

رہی گی؟ اے خالقِ کائنات، اب تو روشنی بھیج
دے۔ اب تو روشنی بھیج دے

(مردانہ آواز کا قہقہہ بلند ہوتا ہے تو دوسری آواز سنائی
دیتی ہے)

دوسری آواز: دعا کرتے کرتے تمہاری زبان نہیں تھکی؟

پہلی آواز: (لہجے میں ایک واضح یقین) روشنی آئے گی۔

دوسری آواز: کب؟

پہلی آواز: (یقین) روشنی ضرور آئے گی؟

دوسری آواز: جھوٹ۔ خود فریبی۔ روشنی کو آنا ہوتا
تو اس وقت آتی جب وہ میری گود سے نکل کر اندھیروں
کے سمندر میں ڈوب گیا تھا۔ اس کی آخری چیخیں ابھی
تک میرے دل میں گونج رہی ہیں۔

پہلی آواز: پروردگار! اب تو روشنی بھیج دے۔

دوسری آواز: سوچو کس طرح درد و کرب سے دعائیں مانگی تھیں
کہ صرف چند لمحوں کے لیے روشنی بھیج دے
تاکہ میں اپنے جگر کے ٹکڑے کو ڈھونڈ کر اپنی
گود میں اٹھا لوں۔ مگر تاریکیوں کی لہریں اور بلند
ہوگئیں۔ وہ لہراتے پانی کی بانہوں کے نیچے آکر
دب گیا۔ کیسے سسک سسک کر مر گیا۔ میں نے
کس طرح اور کتنے گمان سے آخری بار اسے کہا
تھا۔ اور پھر یہ آواز بھی دب گئی!

پہلی آواز: تم دعا میں [illegible] کیوں نہیں ہو جاتیں

دوسری آواز: روشنی بھی آئے گی۔

پہلی آواز: آئے گی، ضرور آئے گی۔

(کسی قدر فاصلے پر تیسری آواز [illegible] گی۔ [illegible] سے گونج کی سی [illegible] ہے)

تیسری آواز: روشنی آئے گی، ہو ہو

پہلی آواز: [illegible] تم خود پر [illegible] مجھے دو!

تیسری آواز: کیا پاگل ہو گئے ہو، [illegible] پاگل ہو گئے ہو!

پہلی آواز: تم کیا جانو روشنی کیا ہوتی ہے؟

تیسری آواز: (زور دار قہقہہ) پاگل ہو، بالکل پاگل ہو۔

دوسری آواز: اندھا غلط نہیں کہتا [illegible] نہیں آسکتی!

پہلی آواز: [illegible] آج ہوا کس بری طرح دھاڑ رہی ہے۔

دوسری آواز: وادیاں تمہارے گیت [illegible] رہے ہیں۔

پہلی آواز: ہیں!

(پہلی آواز میں یک لخت حیرت کی شدت اور جوش پیدا ہو جاتا ہے)

وہ دیکھو! وہ [illegible] وہ دیکھو!

دوسری آواز: کیا؟

(دور اندھیرے میں ایک گرد سی نمودار ہو رہی ہے)

پہلی آواز: میں نہ کہتا تھا روشنی آئے گی

تیسری آواز: دھوکا ہے [illegible] دھوکا [illegible]

سو جاؤ۔ کچھ نہیں۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے!

(روشنی وسیع صورت اختیار کر کے آگے بڑھ رہی ہے)

پہلی آواز: دیکھو تم نے

دوسری آواز: یہ کیا ہے

پہلی آواز: روشنی! روشنی!! روشنی!!!

دوسری آواز: روشنی!

پہلی آواز: آ گئی۔ روشنی آ گئی۔ میری دعائیں قبول ہو گئیں
روشنی آ گئی!

دوسری آواز: سچ روشنی آ گئی۔

پہلی آواز: تم دیکھ نہیں رہیں؟

دوسری آواز: مجھے اس مکھوٹے پر اعتماد نہیں!

تیسری آواز: اندھیرا اردگرد۔ اور وسیع ہو گیا ہے

پہلی آواز: نہیں یہ روشنی ہے!

تیسری آواز: طوفان ہے روشنی کا۔ روشنی کا ایک سیلاب
آ رہا ہے۔ پاگل پن۔ ہوا!

(روشنی اور آگے بڑھ رہی ہے۔ اب اس روشنی میں سٹیج کا
پس منظر نمایاں ہو گیا ہے دور دور تک پھیلے اور بکھرے ہوئے
کے حوالے اجاگر ہو گئے ہیں۔)

پہلی آواز: آؤ روشنی کا خیر مقدم کریں!

(روشنی مسلسل بڑھ رہی ہے۔ دو سائے حرکت کرتے ہوئے
دکھائی دے رہے ہیں)

دوسری آواز: ٹھہرو راحیل! مجھ سے بھاگ نہیں سکتا۔

تیسری آواز: موت کے مہیب غار کی طرف جا رہے ہو
رک جاؤ رک جاؤ!!!

پہلی آواز: آسودہ ہو جا روح میری زندہ!

دوسری آواز: راحیل!!

(روشنی اسٹیج کے درمیانی حصے میں سمٹ گئی ہے۔ کچھ ہیولے سے نظر آتے ہیں)

پہلی آواز: آج کا دن کتنا مقدس ہے!

دوسری آواز: ہے

روشنی اسٹیج پر پھیل گئی ہے۔ اس طرف جہاں سے روشنی آ رہی ہے ایک نحیف و نزار شخص عام رفتار سے قدم اٹھا رہا ہے۔

اس کے ہاتھ میں ایک لالٹین دکھائی دے رہی ہے۔

لالٹین کا شیشہ بڑا صاف ہے۔ شیشے کے اندر ایک شعلہ روشنی اگل رہا ہے۔ یہ شعلہ خاص طور پر سبز اور نورانی معلوم ہوتا ہے۔

اس شخص کے دونوں ہاتھوں نے لالٹین کے دونوں پہلوؤں کو تھام رکھا ہے۔ یہ وحشی وضع دراز قد انسان ہے۔ چہرہ گرد آلود جس پر جھریوں کے جا بجا نشان نظر آ رہے ہیں۔ اور داڑھی کے بال الجھے ہوئے گرد غبار کی وجہ سے بالوں کا رنگ معلوم نہیں ہوتا۔ طویل سفر کی وجہ سے پاؤں سوجے ہوئے ہیں۔ جن سے خون بہہ رہا ہے۔

وہ ایک لمبے چغے میں ملبوس ہے۔

چہرہ اگرچہ گرد آلود ہے۔ تاہم اس پر ایک ناقابل بیان جلال چھایا ہوا ہے۔ اس کے ہونٹوں سے کوئی لفظ نہیں نکلے گا۔ کبھی کبھی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی

شفقت آمیز مسکراہٹ آ جائے گی۔

اب روشنی ایک وسیع دائرے کی صورت میں ہر طرف پھیل گئی ہے۔

دور دور درخت کٹے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے پیچھے بے برگ و بار پہاڑوں کا لامتناہی سلسلہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلتا چلا گیا ہے۔

اسٹیج ایک ایسے مقام کا منظر پیش کر رہا ہے جسے شہر بھی کہا جاسکتا ہے اور سنسان بھی۔

اب روشنی والا ایک چھوٹے سے چبوترے کے اوپر آ گیا ہے۔ اس سے کچھ فاصلے پر [illegible] ایک میز کے گرد آمنے سامنے دو کرسیاں پڑی ہیں۔ اسے راحیل اور روبینہ کا "گھر" سمجھنا چاہیے۔

روشنی والے کے پیچھے ایک کھلی جگہ پر دو تین پودے دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ پودے راحیل اور روبینہ کے "ذہنیت" کی عکاسی کر رہے ہیں۔

روشنی دائرے کے ایک طرف راحیل کھڑا ہے جیسے اندھیرے میں ہی آ کر ٹھہر گیا تھا۔ اس کے ساتھ میں روبینہ ہے جو دوسری آواز تھی۔

راحیل درمیانہ قد و قامت کا دبلا پتلا آدمی ہے۔ ایک لمبے کرتے میں ملبوس، ٹانگیں ننگی۔ داڑھی بڑھی ہوئی۔ عمر پینتیس اور چالیس کے لگ بھگ۔

روبینہ درمیانہ قد و قامت کی عورت۔ سر کے بال شانوں پر بکھرے ہوئے۔ چہرے کے نقوش میں ایک عجیب سی سادگی شوہر کی طرح ایک لمبا کرتہ پہنے ہوئے۔ یہ کرتا شوہر کے کرتے سے زیادہ صاف ہے۔ عمر تیس کے قریب۔

دونوں کے پاؤں میں چپل بھی نہیں ہیں۔

ان سے کچھ فاصلے پر اندھا کھڑا ہے۔ یہ تیسری آواز ہے۔ جب تک ڈرامے کا عمل جاری رہے گا۔ اندھا یہاں اسٹیج

ور ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلتا رہے گا۔ اس
کے ہاتھ میں ایک [illegible] لالٹین ہے۔ اس میں [illegible] ہے۔
جب وہ چلتا ہے تو [illegible] ٹھک ٹھک کی آواز آ رہی
ہے۔ راحیل روشنی والے کے قریب ہو جاتا ہے)

راحیل: تم کہاں رہے اب تک۔ ہم نے [illegible] سال تک
تمہارا انتظار کیا ہے۔

(روشنی والا کوئی جواب نہیں دیتا۔ صرف جواب میں سر ہلا
دیتا ہے۔)

اب کبھی چلے تو ہمیں ساتھ لے جاؤ گے؟

زرینہ: راحیل اس کے چہرے کو دیکھو۔

راحیل: یہ جانے کتنی لمبی مسافت طے کر کے آیا ہے؟

زرینہ: چہرے پر زخموں کے نشان بھی ہیں۔

(زرینہ روشنی والے کا چہرہ دیکھ رہی ہے۔ اس کی نگاہیں پاؤں پر
پڑتی ہیں۔)
ہائے پاؤں۔

راحیل: کتنی مٹی جمی ہے ان پر۔

زرینہ: سوجے ہوئے ہیں۔ لہو بھی رس رہا ہے۔

راحیل: یہ روشنی والا ہے۔ روشنی اٹھائے ہے

زرینہ: مگر اسے یہ کیسی سزا مل رہی ہے۔

راحیل: وہ روشنی [illegible] نہیں ہیں۔ ہم ان کے بارے میں کچھ
بھی نہیں جانتے۔

زرینہ: میں صاف کر دوں اس کے پاؤں؟

(زرینہ بیٹھ کر کرتے کے دامن سے روشنی والے کے پاؤں صاف کرنے لگتی ہے۔ روشنی والا جس میں سر ہلاتا ہے جیسے کہ کسی کو منع کر رہا ہے۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں پر آ جاتے ہیں۔)

راحیل: درد ہوتا ہے۔

زرینہ: (سر اٹھا کر) کیا ہے راحیل؟

راحیل: اسے چہرے کو درد ہوتا ہے۔

(زرینہ کھڑی ہو جاتی ہے)

زرینہ: جی چاہتا ہے نہلا دھلا کر اسے نئے کپڑے پہناؤں۔ اس کے بالوں میں کنگھی کروں۔ ہائے اللہ تو پسینہ راحیل دیکھو ذرا۔

(زرینہ پلّو سے اس کے آنسو پونچھنے لگتی ہے)

راحیل: (اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے) مت پریشان کرو اسے

زرینہ: بے چارا۔

راحیل: (آہ بھر کر) ہاں بے چارا۔

(اندھا جو کہ بہت دور کھڑا ہے ان کی طرف آنے لگتا ہے)

اندھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟

راحیل: روشنی والا آ گیا ہے۔ ہر طرف روشنی ہی روشنی پھیل گئی ہے۔ روشنی

اندھا: روشنی۔ (زور دار قہقہہ لگا کر) ہونہہ پاگل ہیں!

راحیل: اندھے تم کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ تم کیا جانو۔ کائنات میں دوبارہ زندگی آ گئی ہے۔ روشنی آنے سے

جیسے ہم تاریک غاروں میں سانس لے رہے تھے۔ اب
ہماری دنیا میں پھیلاؤ ہے، خوبصورتی ہے، رنگینی ہے۔
اندھیرے ختم ہو گئے۔ روشنی آ گئی۔

اندھا: پاگل پن!

راحیل: آؤ۔ ادھر تو

(اندھا ذرا جھجکتے قدم اٹھاتا ہے۔ اس کے پاس پہنچتا
ہے۔ راحیل اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور یہ ہاتھ
لالٹین کی طرف لے جاتا ہے)

سمجھتے ہو یہ کیا ہے؟

اندھا: کوئی سخت چیز، گرم، گرم، آگ! اوہ چھوڑ دو
میرا ہاتھ

(راحیل اس کے ہاتھ کو لالٹین سے ہٹا دیتا ہے۔ مگر اسے
ہاتھ میں تھامے رکھتا ہے)

راحیل: یہ کائنات کی روح ہے۔

اندھا: روح — مردہ۔

راحیل: یہ زندگی کی سب سے بڑی نعمت ہے اور یہ ہے
روشنی والا۔

(راحیل اندھے کا ہاتھ روشنی والے کے چہرے کی طرف لے
جاتا ہے)

یہ ہے ہمارا محسن، زندگی کا محسن، کائنات کا محسن!

اندھا: نہیں!

(اندھا غصے سے اپنا ہاتھ ہٹا لیتا ہے)

راحیل: تم کیا جانو۔ بڈھے بے وقوف!

بڈھا: (گرج کر) تم پاگل ہو۔

(زرینہ ہلکا سا قہقہہ لگاتی ہے)

زرینہ: ہمیں کہتا ہے پاگل!

اندھا: تم چپ رہو، جلادنی ہو۔

(یکایک زرینہ کی کیفیت بدل جاتی ہے)

زرینہ: میرے چھوٹے راحیل!

(زرینہ جیسے ڈر کر ادھر ادھر دیکھنے لگتی ہے)

راحیل! راحیل!

بڈھا: کھونے والے سب کچھ کھو دیتے ہیں اور پھر کھوئی ہوئی چیزوں کو ڈھونڈنے میں وہ — اپنا مرتبہ گنوا کر، اپنے آپ کو کھو دیتے ہیں۔ ساری پاگل ہے۔

زرینہ: اور تم انسان نہیں ہو؟

اندھا: نہیں پاگل انسانوں سے نفرت ہے — زبردست شدید نفرت۔

اندھا زوردار قہقہہ لگا کر سٹیج کے دوسرے کنارے کی طرف جانے لگتا ہے اور راحیل زرینہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑکی کی طرف قدم بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔

سٹیج کے کسی گوشے سے ایک خمیدہ قامت بوڑھا

آتا ہے۔ دائیں ہاتھ میں ایک کتاب جس کی جلد سنہری ہے۔ دوسرے ہاتھ میں ایک شمعدان۔

داڑھی نہ۔ بدن لمبا نہ زیادہ چوڑا۔ سفید لبادہ سا ہے۔ بس ایک جھکا ہوا چہرہ۔ آنکھوں پر عینک۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہا ہے۔

جمال اور راحیلہ اسے دیکھتے ہیں۔ ایک لمحے کے لئے رک جاتے ہیں اور پھر جانے لگتے ہیں۔)

راحیلہ: جمال۔ یہ کون ہے!

راحیل: پتا نہیں کون ہے!

(بوڑھا اس طرح چلا جا رہا ہے جیسے گرد و پیش سے بالکل بے نیاز ہے۔ راحیل اور راحیلہ وہیں کونے میں رک جاتے ہیں۔

بوڑھا روشنی والے کے سامنے آ جاتا ہے اور اس سے مخاطب ہوتا ہے۔)

بوڑھا: اب یہاں آ گئے ہو

(روشنی والا صرف ایک لمحے کے لئے اسے دیکھ کر پھر سیدھا بیٹھ جاتا ہے۔)

لوگ تمہارے چہرے پر زخم لگاتے ہیں۔ تمہیں ٹھکراتے ہیں تمہارے ہونٹوں سے زہر کا پیالہ لگا دیتے ہیں۔ تمہارے سر پر آرے چلاتے ہیں۔ دار پر کھینچتے ہیں۔ مگر تم ہو کہ کسی بات کی بھی پروا نہیں کرتے۔ مر جاتے ہو اور پھر زندہ ہو جاتے ہو۔ زندہ ہو جاتے ہو۔ اور پھر لوگ تمہیں ٹھکرا دیتے ہیں۔ تمہارا

سفر کب ختم ہوگا، شاید کبھی نہیں!

(بوڑھا اور زیادہ قریب ہو جاتا ہے)

تمہیں خبر بھی ہے کہ انسان کس حد تک اور محض کس درد ہے۔ کیوں نہیں اپنے سمندروں میں ڈوبنے دیتے جاتے ہیں یہ انسان پیچھے چھوڑ کے [illegible] جوتا ہے اور پھر بچے بچوں سے آنسو چہرہ سوکھ جانے کو دیتا ہے۔

(بوڑھا گویا تائید میں اپنا سر ہلاتا ہے)

کس بات سے واقف ہو تم — مگر عجیب ہے کہ۔ میرا کام تو صرف یہ ہے کہ تم جن رستوں سے گزرو ان پر جو نتائج تمہیں پیش آئے۔ اس کی تفصیل بتا دوں۔ پچھلے دنوں جب میں نے تمہیں دیکھا تم تاریک براعظم کے ایک گوشے میں زندگی کی روشنی اٹھائے گھوم رہے تھے۔ اور جابجا گھوم کر اپنی قوم کو بیداری کا پیغام سنا رہے تھے۔ تمہارے سینے سے شعلوں کا ایک سیلاب امڈ پڑا تھا۔ جس میں غلامی کی تاریکی خس و خاشاک کی طرح بہہ رہی تھی۔ لیکن تمہارے [illegible] تو کیا ہوا؟ غیروں سے [illegible] کی اور تو رہے اپنوں نے تمہیں [illegible] ڈالا اور آج پھر تم ہی آئے ہو — ہزاروں میل طے کر کے۔ جسم پر

سب شور [illegible] ختم [illegible] گئے [illegible] آ گئے ہو [illegible] میں یہ کہ
کہہ رہا ہوں ۔۔۔ ؟ مجھے تو یہ [illegible]
[illegible] ہو گیا رہا ہے ۔

بوڑھا بیٹھ کر [illegible] کھولتا [illegible]
کہ اس نے [illegible] آنچ لگوے [illegible] ۔
[illegible] آواز [illegible] گونجتی [illegible]
[illegible] [illegible] آواز قریب آنے لگتی ہے ۔
بوڑھا چونک کر [illegible]
ہے ۔ کتاب بند کرتا ہے اور اٹھ بیٹھتا ہے ۔
زرینہ اس کی طرف قدم بڑھا رہی ہے ۔
اب وہ وہاں آ چکی ہے ۔ زرینہ [illegible] کے پیچھے
پیچھے آ رہا ہے)

زرینہ : ہائے

بوڑھا : (درشتی سے) کون ہو تم ؟

زرینہ : میں زرینہ — وہ میں [illegible] [illegible] گھر سے
وہ میرا گاؤں ہے !

بوڑھا : خوش قسمت ہو ۔

زرینہ : جی ! اندھیرے میں [illegible] [illegible] جانے کیوں گم
ہو گئی [illegible] کس طرح جاؤں اپنے [illegible]

(بوڑھا ہنستا ہے [illegible] جاتے [illegible] ساتھ ہے)

اندھا : کون شخص [illegible] آدمی آیا ہے [illegible] کی [illegible] میں

(بوڑھا اس کی طرف آنکھ اٹھا کر [illegible] دیکھنا)

بڑھا : [illegible] تو دیو چلا گیا ! [illegible] سے کچھ
ہوئے بیٹے کی بات کر رہی ہے ۔

زرینہ : کہاں گیا ۔۔ کیا مر گیا ؟

بڑھا : انسان مر گیا !

زرینہ : میرا بیٹا !

بڑھا : [illegible] اور [illegible] ہمیشہ [illegible] ہے ۔ جو [illegible] کی [illegible] کر رہا ہے اور کہنے [illegible] کو [illegible] میں [illegible] کے [illegible] بازو سے [illegible] مار رہے ہیں

زرینہ : ہائے میرا بیٹا ! کس [illegible] نے [illegible] میرے بیٹے کو ؟

بوڑھا : میں انسان کی بات کر رہا ہوں کسی شاعر سے کہو کہ وہ تمہارے بیٹے کا مرثیہ لکھ دے ۔ مجھے تو انسان کا مرثیہ لکھنا ہے کسی گوشہ میں [illegible] کرا !

(راحیل بھی وہاں آ چکا ہے)

راحیل : بابا

(بوڑھا جا رہا ہے ۔ راحیل اور زرینہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں)

چلو ابھی کھیت میں چلیں ۔

(زرینہ کا غم تازہ ہو گیا ہے وہ گم سم کھڑی ہے ۔)

دیکھو کیسا خوبصورت لگتا ہے ہار گہنا!

زرینہ : کیا کہتے ہو۔ کہاں ہے وہ!

راحیل : [illegible]

زرینہ : دکھاؤ [illegible]۔

راحیل : چلو۔ چلیں۔

(راحیل [illegible] ہاتھ پکڑ [illegible]
طرف جانے لگتے ہیں)

اندھا : بیگم [illegible]
[illegible]

راحیل : [illegible]

اندھا : عقلمند وہ ہے جو [illegible] کی [illegible]
لگاتا ہے آج [illegible]

(اندھا قہقہہ لگاتا ہے [illegible]
[illegible]

راحیل : [illegible]۔

(راحیل [illegible] وہ ہار کہنا ہے [illegible]
جاتا ہے

راحیل اور زرینہ کمرے [illegible] پہنچ گئے ہیں)

زرینہ : اصلی [illegible] ہوئی

راحیل : کہو یہ سلامت ہے نا ؟

زرینہ : [illegible] کیسی [illegible] ہے کہ کبھی [illegible]

راجو: [illegible] (ہنسی ہنس کر) اب تم [illegible]
کہاں سے [illegible] دوبارہ [illegible] کے [illegible] میں [illegible]
سے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] تو [illegible] گے [illegible]
ایسی زندگی [illegible] معلوم [illegible] کی۔ جو زندگی
چلی گئی ہے لوٹ آئے گی۔

وریدہ: [illegible] ہوئی زندگی، لوٹ آتی ہے کیا؟

راجو: ہاں، ہاں لوٹ آتی ہے۔

([illegible] کے [illegible])

[illegible] پاگل ہو چکے ہو۔

راجو: [illegible] آ جائے
گے [illegible]

وریدہ: [illegible]!

([illegible] وریدہ [illegible] کے پاس پہنچ کر ہاتھوں کو [illegible]
[illegible] جیسے [illegible] بکھرے ہوئے تھے
[illegible]
[illegible] میں [illegible] ہیں گے۔
[illegible]
[illegible] ہے اور [illegible] روشنی [illegible] کے
پاس [illegible]
[illegible] روشنی ہے ایک بڑا بھاگ ہو گیا ہے۔
عمر تو دس برس [illegible] چھوٹے [illegible] شروع [illegible]
[illegible] آتا ہے۔)

لڑکا: بھاگ! اور بھاگ کے جائے گی کہاں؟

(لڑکا گیند پکڑ لیتا ہے ۔ اور آگے مارتا ہے

لڑکا: بھاگے گی کہاں ۔ بول اے بول نا!

(لڑکی پھر وحشی ہو کے بھاگتی ہے ۔ قریب ہو جاتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لڑکا: جی جی [illegible] دیکھی [illegible] بیٹھی

بڈھا: [illegible]

لڑکا: [illegible] صاف، حضور [illegible] اور [illegible]

(لڑکا اسے غور سے دیکھتا ہے)

[illegible]

(لڑکا شرارت آمیز قہقہہ لگاتا ہے)

بڈھا : اچھے سے بڑے؟

لڑکا : [illegible] بڈھے کے پاس جا کر [illegible]) [illegible] ٹوٹی [illegible]

[illegible] ہو [illegible] دوستی [illegible] ہماری [illegible]

[illegible]

بڈھا : [illegible] ہم

لڑکا : [illegible] طرف [illegible] کرتے ہوئے [illegible]

[illegible]

بڈھا : پھر کہنے کی ہوا

لڑکا : [illegible] چراغ [illegible] ہوں ۔ [illegible]

[illegible] کی [illegible] ماں [illegible]

[illegible] روشنی تھی خوبصورت اور پیاری ہے [illegible]

اٹھا لو نا بڑے اچھے ہو ۔

(لڑکا بڈھے سے جھک جاتا ہے)

بڈھا : [illegible] کے ہاتھ [illegible] دیکھو [illegible]

[illegible] لگا رکھی ہے؟

(لڑکا گر پڑتا ہے ۔ اٹھتا ہے)

لڑکا : [illegible] کیوں ۔ تیرے پاس تو ایک بھی

نہیں ہے

[illegible] جواب [illegible] آگے [illegible] لگ کے

[illegible] ہے ۔ [illegible] کی نظر [illegible] سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ایک [illegible]

اس کے [illegible] ہے [illegible]

آگے [illegible]

([illegible])

[illegible] سے [illegible] ہی [illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible] ٹولی ہری ہے ۔

(لڑکا کچھ سوچنے لگتا ہے ۔ پھر بنڈل سے لپٹی [illegible] ہے
[illegible] کی طرف [illegible] لگتا ہے اور نظروں سے
غائب ہو جاتا ہے [illegible] اپنے کام میں مصروف
رہتا ہے ۔ [illegible] جھولیاں بھر کر [illegible]
بیٹھے ہیں ۔ آہستہ آہستہ چلتے ہیں جیسے [illegible]
[illegible] میں [illegible] گیا ہے ۔ ایک [illegible] کر
اپنی [illegible] والی [illegible] کر [illegible]
[illegible] کی [illegible] سے [illegible]
[illegible]
دوسرا [illegible] ہے [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] ہے ۔ [illegible] کے ہاتھ میں [illegible] ۔
وہ [illegible] والے سے [illegible] آ کر [illegible]

([illegible] ایک [illegible] سی نظر آتے ہیں اور پھر ایک
دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں)

دراز قامت: [illegible] آ گئی۔

پست قامت: [illegible]

دراز قامت: [illegible] ؟

پست قامت: جی ہے ایک مدت پہلے ہم نے یہاں ایک [illegible]
منصوبہ بنایا تھا۔

دراز قامت: اب [illegible] آپ [illegible] کہ اسے [illegible]
دیا ہے ؟

پست قامت: آگے سے دہرایا گیا ہے۔

(دونوں سامنے دیکھنے لگتے ہیں)

دراز قامت: بہت اچھا۔

پست قامت: کیا سوچا ؟

دراز قامت: منصوبہ یہی تھا کہ اس مقام پر ایک بہت
بڑی ٹیکسٹائل مل بنائی جائے۔

پست قامت: ملک کیا کہتا ہے ؟

دراز قامت: کم و بیش ستر لاکھ ٹکہ دے سکتا ہے۔

پست قامت: ستر لاکھ ؟

دراز قامت: دوسرے درجے پر بس لاکھ دو لاکھ مل جائیں گے۔

پست قامت: بس دو ٹوک ہے۔

دراز قامت: O.K.۔

(پست قامت [illegible]
[illegible] جائے گے [illegible]
جیج کرنے کے قدم روک دیے ہیں۔ دراز قامت کوچ
کے ارگرد ہی جھولی گیا تھا)

کسی نے یہ کہا؟]

پست قامت: سب دیر والے [illegible] Excellent

[illegible]
[illegible] ہے۔

واحدین: یہ میرا کوچ ہے

دراز قامت: کوچ صاحب [illegible]
ہے گی۔

واحدل: ابھی سے نہیں بیچ سکے

دراز قامت: [illegible] اچھے پیسے مل
جائیں گے جیسے [illegible]

ورینہ: یہ ہمارا کوچ ہے!

پست قامت: کوچ نے [illegible]
[illegible] کی [illegible] ہیں سے کام شروع ہو رہا ہے

دراز قامت: آج ہی سے۔

(دراز قامت [illegible] گرا دیتا ہے۔ [illegible]
جیج [illegible] کر گرنے [illegible] ہو کر [illegible] ہے

[illegible]

[illegible] سامنے [illegible]

[illegible]

پست قامت : [illegible] انتظام [illegible] ۔

دراز قامت : [illegible]

[illegible] ہیرا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۔

دراز قامت : [illegible] گا ؟

(راحیل لڑکے کو یہ باتیں [illegible]

[illegible])

راحیل : یہ ہیرا کیسے ہے ۔

پست قامت : [illegible] ہیرا [illegible]

[illegible]

[illegible] کام کرتا ہے ۔

[illegible] کو بلا کر یہ ساری زمین صاف کرائی ہے

آپ !

راحیل : [illegible]

([illegible])

[illegible]

زرینہ: [illegible] سکتے ہیں۔

([illegible]
[illegible])

زرینہ: [illegible]

اماں: [illegible] کچھ نہیں [illegible]

راحیل: [illegible] سمجھے۔

اماں: [illegible] کچھ [illegible]

راحیل: [illegible]

([illegible] زرینہ [illegible]
[illegible] ہاتھ [illegible]
[illegible]
[illegible])

[illegible]

زرینہ: [illegible]

زرینہ: [illegible]

راحیل: [illegible] کیسے [illegible] کہ

اماں: [illegible] کے [illegible] ہی! ہی [illegible] ہی
ہی [illegible] ہا [illegible] ہا!

([illegible]
[illegible] پکڑ لیتی ہے)

زرینہ: [illegible] پھر [illegible]

[illegible]

مرد : Wonderful.

عورت : Yes, Dear

مرد : [illegible] بھی خوبصورت اور دلکش ہو گئی ہے۔

[illegible] عورت [illegible]

عورت : چچ ! چچ ! چچ ! چچ -

مرد : [illegible] کا انگ ۔

عورت : [illegible] آموں کے [illegible]

مرد : ڈرنک

عورت - Yes, Please

مرد : [illegible] زندگی [illegible] !

زندگی دو ہی ہے

عورت : (ہنس کر) کیسی اس بھی سکتی ہے؟

مرد : نہیں بالکل نہیں۔

عورت : [illegible]
[illegible]

مرد : [illegible]
زندگی کو رنگین کر دیا جائے ؟

عورت : Wonderful Idea۔

مرد : [illegible] خوبصورت اور [illegible]
[illegible]

عورت : [illegible]

مرد : [illegible]

عورت : [illegible]

[illegible]

مرد : [illegible]

عورت : اوہ [illegible]

مرد : [illegible]

عورت : [illegible]

مرد : [illegible]

عورت : Wonderful۔

مرد : [illegible]

عورت : [illegible] خوبصورت [illegible]

[illegible] ہم [illegible] اور [illegible] ہم سے سب بڑی پیاری نظم کہی ہے۔

مرد: وہ دیکھو!

([illegible] کی طرف اشارہ کرتا ہے)

[illegible] ہے یہ جگہ سب سے زیادہ مناسب ہے۔

عورت: مگر وہاں تو ـــــ

مرد: [illegible] سکتا [illegible] ہمیں [illegible] کو چھوڑ جائیں [illegible] کی حق [illegible]؟

عورت: مگر ـــــ

مرد: سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ [illegible] سے [illegible] آئے۔
بڑے [illegible] لوگ ہیں۔

عورت: [illegible] ٹھیک ہے۔

(مرد اور عورت [illegible] کی طرف [illegible] گئے ہیں۔ راحیل اور
[illegible] کے بعد [illegible] ہے ہیں)

مرد: [illegible] ہم [illegible] ہو گئے ہیں

روبینہ: میرا بچہ۔

راحیل: [illegible] ہیں

مرد: اچھی رقم مل جائے گی تمہیں۔

راحیل: کیوں؟

مرد: (گھر کی طرف اشارہ کر کے) [illegible] سکتا [illegible]

راحیل: وہ میرا گھر ہے!

مرد: اسی لئے تو تمہیں روپے دیں گے۔

راحیل: ہمیں روپیہ نہیں چاہئے۔

مرد : تو کیا ہو ہمارے ہی بنگلے میں [illegible] ایک کوارٹر خالی ہے ۔ وہ کہیں دے دیں گے

[illegible]

عورت : [illegible] بہت [illegible] آج رام [illegible] دے [illegible] گے ۔

راجپال : یہ ہمارا گھر ہے

مرد : [illegible] ہم دے دیں گے

راجپال : نہیں!

مرد : [illegible] کا [illegible] ہے؟

راجپال : یہ [illegible] ہے ۔ ہم [illegible] کسی [illegible] دیں؟

مرد : [illegible] کرو گے ہو سکتا [illegible] ۔

راجپال : آپ [illegible] دیں گے؟

مرد : سب بیچنے کے لئے تیار ہوں ۔ [illegible] لو [illegible] بیچ لاؤ'

(مرد پوری کر مسکرا [illegible])

زرینہ : بیچ لاؤ؟ یہ کیا ہوتا ہے!

عورت : (زور سے) ارے [illegible] ہوئے ہیں کہ [illegible] بھی نہ سکو ۔

راجپال : یہ ہمارا گھر ہے!

مرد: (غصے سے [illegible] ڈارلنگ، کبھی نہ کبھی تو [illegible]
سے ہم [illegible] کرو ورنہ [illegible] جائے [illegible]
[illegible] بات [illegible] اور پھر چیختے رہ جاؤ گے۔

راحیل: [illegible]

(اس [illegible] کے [illegible]
[illegible] بھڑک اٹھتا

مرد: [illegible] ہو گئے ہو!

عورت: (مرد سے) چھوڑو ڈارلنگ!

مرد: (غصے سے [illegible] کے یہاں [illegible] کر غصہ کر [illegible]
[illegible] رقم لے لو۔ پھر کے [illegible] میرا پیشہ ہے، کل
سے جانی عادت شروع ہو جائے گی۔

عورت: ٹھیک ہے [illegible] سکتے ہو

راحیل: [illegible]

مرد: بس [illegible] کو بس [illegible] کرو

عورت: چلو ڈارلنگ [illegible] ہو گئی ہے

(عورت مرد [illegible] ہے۔ دونوں [illegible] لگتے [illegible]
ہیں [illegible] ورنہ [illegible] کھڑے تھے جیسے اس حادثے نے
ان کے دماغوں کو [illegible] کر دیا ہے۔ جب چاپ کھڑے
رہتے ہیں۔ جوڑا [illegible] کی طرف روانہ ہو چکا
ہے [illegible] شرارت آمیز مسکراہٹ سے اپنا سر ہلا رہا ہے)

ابلیس: کچھ چھن گیا اور اب کیا۔

(اندھا اور [illegible] اس انداز سے بڑھنے کی طرف [illegible] ہے
جیسے کسی وحشت ناک خواب سے بیدار ہو رہا ہو)

راحیل : اندھے!

(اندھا اس کی طرف آنے لگتا ہے)

اندھا : کتنی مدت تک تم اندھیروں میں روشنی کے لئے
بھٹکتے رہے [illegible] روشنی آئی [illegible] ہے تب سب کچھ
جل گیا [illegible] ہمارے سارے چہرے [illegible] کون
[illegible] نہیں [illegible] سسک سسک
کر مر جاؤ گے۔ قصہ ختم!

راحیل : خاموش رہو

اندھا : میرے [illegible] تو حقیقت بدل جائے
گی تمہیں تمہاری محبت مل جائے گی۔ تمہارا گھر مل جائے
گا [illegible] کچھ نہیں ملے گا [illegible] ایک چیز ضرور
ملے گی۔ ایک بہت بڑی خاموشی ملے گی اور وہ [illegible]
ہے ذلت آمیز موت!

راحیل : خدا کے لئے چپ رہو ورنہ میں تمہارا گلا گھونٹ
دوں گا۔

اندھا : [illegible] انگریز [illegible] کتنی دور

(راحیل اس کی طرف بڑھتا ہے اور اسے دھکا دے کر پرے
پھینک دیتا ہے۔ [illegible] لگ [illegible] کر اسے [illegible]
کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے)

زرینہ : کیا ہو گیا ہے تمہیں ؟

(اسعد اٹھتا ہے)

اسعد : غصہ خود پر اتار رہے ہو۔ اچھا اتارو! مجھے مار ڈالو
میرا گلا گھونٹ دو۔ مگر میں تمہارا دوست ہوں۔
تمہارا اصلی خونی دشمن تو وہ ہے۔

راحیل : وہ لوگ۔

اسعد : وہ لوگ نہیں، جنہوں نے تم سے کھیت اور گھر
چھینا ہے

راحیل : وہ اور کون؟

اسعد : تم نہیں سمجھتے۔ میں سمجھتا ہوں (زور دار انداز
میں) یہ روشنی!

راحیل اور زرینہ : (ایک ساتھ) روشنی!

اسعد : روشنی۔ اور صرف روشنی۔ اندھیروں میں ہم سب
کھیت کے مالک تھے۔ ہم گھر کے مالک تھے۔ روشنی
آئی تو یہ ظالم لوگ آگئے۔ انہوں نے چاہا کہ روشنی
پر اپنا قبضہ کر لیں اور جنہوں نے تم سے تمہارا سب
کچھ چھین لیا۔ حقیقی دشمن کون ہے تمہارا؟ اور
ابھی تم سے تمہاری آخری چیز بھی چھن جائے گی۔

راحیل : آخری چیز!

بدھا : کمزوری نہ بنو

راحیل : (تڑپ کر) کیا !

بدھا : انسان بڑا طاقتور ہے ۔ میں کہتا ہوں اپنے دشمن کو ختم کر دو !

راحیل : کیسے

بدھا : ابھی تک نہیں سمجھے ۔ پگلے ہو

(بدھے کی آواز اب جوش کی حد تک بلند ہو گئی ہے)

اس دشمن کو ختم کر دو جس نے تمہیں مجبور و لاچار بنا دیا ہے ۔ تمہارے بازوؤں میں قوت ہے ۔ تم اپنے دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہو ۔ ختم کر دو ۔ مقابلہ کرو ۔ ختم کر دو اپنے دشمن کو !

زرینہ : دشمن !

بدھا : زرینہ بھی زرینہ کو آخری بار دیکھ لو [illegible] میں اسی کے قدموں کی آہٹ سن رہا ہوں ۔ اس کے منہ پر ہم سب [illegible] تیار ہوں گے ۔ زرینہ چلی جائے گی اور ہم سب [illegible] کو پکڑ لو گے ۔ [illegible] میں بس کر [illegible] ہو جاؤ گے ۔ یہ ہے تمہارا انجام ۔

(اچانک [illegible] بدھے کو دیکھتا ہے ۔ بوڑھا [illegible] روشنی والے [illegible] بدھا [illegible] مارتا ہے ۔ راحیل بدھے کی طرف [illegible] ہے ۔ [illegible] ہے ۔ اس کی نظر [illegible] ہے [illegible] روشنی والے کے پاس رکھتا ہے ۔ [illegible]

کر پتھر اٹھاتا ہے [illegible] روشنی والا [illegible]
سینے سے ہٹا کر چور کی طرف لے جاتا ہے [illegible] زور
ہوتا ہے۔ پھر اس کے سینے پر پڑتا ہے اور وہ دھم سے گر
پڑتا ہے۔ لالٹین [illegible] اور بھرپور روشنی [illegible]

روپیہ: [illegible] کرامات ہے ہم نے [illegible]!

بڈھا: شاباش [illegible] تم نے اپنے دشمن کو مار ڈالا۔

([illegible] کونے سے بوڑھا کتاب اور قلم دان اٹھا کے لاتا ہے۔ [illegible] اور روپیہ اسے دیکھنے لگتے ہیں۔ بوڑھا [illegible] روشنی [illegible] اور حرکت دیکھتا ہے۔)

بوڑھا: یہی ہونا تھا۔

آج تم ہار مان گئے۔ تمہارا لمبا سفر ختم ہو گیا۔ مگر
تمہاری روشنی کا سفر ختم نہیں ہوا۔

(لالٹین کو جھک کر دیکھتا ہے)

اب کیا ہوگا۔ کون ہے؟!

(بوڑھا واپس جا سکتا ہے۔ کوہستانی کونے سے لڑکا بھاگتا ہوا آتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹوٹی ہوئی لالٹین ہے [illegible] اور یہ منظر دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔)

لڑکا: ہیں یہ کیا! اسے کیا ہو گیا۔

(لڑکا اس ٹوٹی ہوئی لالٹین پر سے پھونک دے کے روشنی والی لالٹین اٹھا لیتا ہے!)

راجیل: چھوڑ دو!

لڑکا : کیوں چھوڑوں ۔ یہ روشنی ہے ۔

(لڑکا [illegible] کو دیکھتا ہے ۔ پھر یک لخت اس کے چہرے پر ایک عجیب سی معصومیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے اوپر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یکسر غصے ہو جاتی ۔ [illegible] [illegible] اور [illegible] نظر آنے لگا [illegible] والے کی طرح [illegible] سے [illegible] [illegible] کھو گیا)

راحیل : (غصے سے) چھوڑتے ہو [illegible]

(لڑکا خاموش [illegible] ہے)

چھوڑ دو ۔ (گرج کر) چھوڑو!

(بڑھیا اس طرف آ رہی ہے)
بڑھیا : اب کیا ہے ؟

(راحیل اس سے لالٹین چھیننے لگتا ہے ۔ بڑھیا آگے بڑھتی ہے ۔ یکایک اس کی نظر لڑکے کے داہنے رخسار [illegible] پڑتی ہے ۔ جس پر ایک پرانا سا زخم دکھائی دے رہا ہے)

زبیدہ : تم تم راحیل ! میرا [illegible] [illegible] [illegible] ہے؟

(راحیل اپنے ہاتھ کو کھینچ لیتا ہے)

میرا بچہ [illegible] [illegible] دیکھو اس کے گال پر یہ نشان میری گود سے ایک [illegible] گر پڑا تھا ۔ وہی نشان ہے ۔ میرا نوفیل ۔ میرا لال ۔

راحیل : نوفیل !

زرینہ : ہائے بیٹا مر گیا

(زرینہ اس سے لپٹنا چاہتی ہے مگر ٹرانا کوئی حرکت نہیں کرتا۔ بڑی بے نیازی سے کھڑا رہتا ہے)

راحیل : ٹومیل۔

الطاف : اسے ہو کیا گیا ہے۔ تم لوگ پاگل ہو گئے ہو۔

زرینہ : بیٹے میرے پیارے بیٹے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے میں تیری ماں ہوں — یہ تیرا باپ ہے۔

راحیل : بیٹے اے بیٹے! تو میرا بیٹا!!

زرینہ : ہائے میرے اللہ! یہ تو دیوانہ ہی ہو گیا ہے کیا ہو گیا ہے — راحیل اسے بلاؤ۔

راحیل : [illegible] — ٹومیل۔

(زرینہ اور راحیل ایک عجیب کشمکش کے عالم میں لڑکے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ لڑکا ان سے بے نیاز کھڑا ہے۔ اور لائٹ کی روشنی سٹیج پر ایک دائرہ بنا کر [illegible] جاتی ہے۔ اسی حالت میں پردہ آہستہ آہستہ گرنے لگتا ہے)

شہید

کردار:

رضیہ
ماں
باپ
شاداں
لیڈر
ایک سایہ

منظر

زمانہ: ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء
مقام: شہر لاہور کی ایک نواحی بستی
جائے وقوع: ایک دو منزلہ مکان کا اجڑا کمرہ
وقت: [illegible]

سٹیج جس کمرے کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے وہ پہلی نظر میں یہ تاثر یہ دیتا ہے کہ ستمبر ۱۹۶۵ء کی [illegible] سے یہ مکان جس کا یہ کمرہ ایک حصہ ہے، کافی حد تک مسمار ہو چکا ہے اور اب گھر والے اس کی آرائش و تہذیب کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

کمرے کا سامان کسی ترتیب سے نہیں رکھا گیا۔ دیوار [illegible] درازیں دکھائی دے رہی [illegible] سامنے کی دیوار میں ایک دروازہ جس کا ایک پٹ کھلا ہے۔ اس پٹ میں سے اوپر جانے والی سیڑھیاں نظر آ رہی ہیں۔

دوسرا دروازہ دائیں دیوار میں ہے جو آنگن میں کھلتا ہے۔ باہر سے آنے کے لیے یہی دروازہ استعمال ہوتا ہے۔

کمرے کے درمیانی حصے میں ایک میز۔ اس پر روغن سے یکسر محروم دو گلدان، چائے کی ٹرے، چند خالی پیالیاں، ایک [illegible] پلیٹ پر روٹی کے کچھ ٹکڑے۔ ان کے علاوہ ضرورت کی کم و بیش ایک [illegible]

اور ایک دیوار سے کچھ کم چوڑی تصویر۔ تصویر کے رنگین
فریم کے اوپر ایک سوکھی [illegible] ہار فریم کے اوپر سے
گرتا ہوا سہرے پر پھیلا ہوا ہے۔

ادھر اندھیرا چھا رہا ہے۔ ایک خوبصورت سیٹ۔ صوفوں
پر [illegible] ہیں اور صوفوں، کمرے کے بلب
روشن ہیں

رضیہ ہاتھ پر سر رکھ کر دیکھ رہی ہے جو میز کے
پاس رکھی [illegible] ہے اس کا
سر کرسی کے سرے پر ٹکا ہوا ہے اور ہاتھوں سے اس نے چہرے
کو اپنے ہاتھوں میں چھپا رکھا ہے۔ اس کا جسم مسلسل کانپ
رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے سسکیاں بھر رہی ہے۔

ماں دوسرے کمرے سے نکل آتی ہے۔ عمر چالیس کے
لگ بھگ، چہرہ اداس اداس سا ہوا۔ لباس شلوار،
قمیص اور دوپٹہ۔

وہ بیٹی پر نظریں جمائے آگے بڑھتی ہے [illegible] کے
پاس آتی ہے اور جھک کر محبت سے اس کے سر پر ہاتھ
رکھ دیتی ہے۔

رضیہ کی ہچکی بڑھ جاتی ہے

ماں : رضیہ ۔۔۔ بیٹی ! یہ ۔

(ماں [illegible] کچھ دیر اسی طرح [illegible] ہے اور
رضیہ کو اٹھانے کی کوشش کرتی ہے)

رضیہ : (سر اٹھائے بغیر) [illegible] !

ماں : اٹھو رضیہ، اٹھو نا پیاری رانی !

(ماں اس کے آنسو پونچھ کر ہاتھ تھام لیتی ہے۔)
شاباش [illegible] اٹھ بیٹھو !

(رضیہ اٹھنے لگتی ہے۔ سسکیاں ابھی تک بھر رہی ہے۔)

رخسار آنسوؤں سے تر [illegible] ہیں۔ آنکھیں سوجی ہوئی ہیں۔

وہ تب کو آنکھیں جھپکا کر دیکھتی ہے [illegible] شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگتی ہے۔

رشیدہ کی عمر دس برس [illegible] ہے [illegible] جاگ رہی ہو [illegible] گی ہے [illegible] بیگ [illegible] کے [illegible] کر ماں کو دیکھتی [illegible] سے [illegible] کے عالم میں دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیتی ہے اور [illegible] ماں کے قریب ہو جاتی ہے۔ [illegible] خود سے [illegible] لیتی ہے اور کہتی ہے [illegible]

رشیدہ : (ماں سے) [illegible] ہوئے) امی!

ماں : جاؤ جاؤ [illegible] منہ دھو لو!

رشیدہ [illegible] دروازے کی طرف جانے لگتی ہے۔ ماں اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہتی ہے۔ جب وہ دروازے میں سے گزر جاتی ہے تو شوہر کو دیکھتی ہے۔ ایک آہ بھرتی ہے اور کمرے میں [illegible] برتن رکھنے لگتی ہے۔

صحن والے دروازے سے باپ آتا ہے۔

باپ [illegible] کی عمر [illegible] کمر کسی قدر جھکی ہوئی۔ چھدری داڑھی، آنکھوں پر عینک۔ ہاتھ میں چھڑی۔ پاجامے، کرتے اور واسکٹ میں ملبوس۔ [illegible] پر ایک پھٹے [illegible] کا [illegible]۔ چہرہ افسردہ مگر معلوم ہوتا ہے وہ افسردگی پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہے۔

ماں اپنے کام میں مصروف ہے۔

باپ : (خاموش)

ماں [illegible] برتن رکھ دیتی ہے اور شوہر کو دیکھتی ہے۔

ماں : آپ کہاں چلے گئے تھے!

باپ : بیٹی تھا ؟ رجو کہاں گئی !

ماں : جب آئی تو سر پر سہرا کو کر رو رہی تھی !

باپ : ابھی ہے ۔۔ صبر آتے آتے آئے گا !

ماں : آج کے دل تو زخم ہرے ہو گئے ہیں ہم سب کے !

باپ : آج کے دن [illegible] مبارک دن ہیں، وہ اب کہاں ہے !

ماں : ابھی ہے کیا تھا، منہ دھو رہی ہے [illegible] غسل خانے
میں گئی ہے !

باپ : صبر کی تلقین کرو ۔

ماں : صبر کی تلقین ! کس طرح کروں ؟

باپ : یہ صبر کس سے ڈلا ہے !

(باپ کے ہاتھ کو جھنجھوڑ میں [illegible] بناتے ۔ اور صورت
پر نظر ڈالتا ہے)

ماں : رہنے دے ـــ بیٹی کے گلے میں وہ ڈال دے بیٹی اس
کی تصویر ـــ

(ماں فوراً سکون میں کمرے میں [illegible] دوپٹے کے پلو سے آنکھیں
پونچھنے لگتی ہے)

باپ : اللہ کو یہی منظور تھا فاطمہ !

ماں : اچھا اللہ کی مرضی ۔

باپ : یہ معلوم نہیں کہ [illegible] میں بڑے خوش نصیب ہی کے
حصے میں آتی ہے ۔ شہادت کو تم کیا سمجھتی
ہو ؟ ۔ وطن کی خاطر جان دینا [illegible] بڑے

خوش قسمت ہی کو ملتا ہے ۔

ماں : جو دنیا میں [illegible] ہی سے [illegible] !

(ماں مسکرا کر شوہر کو دیکھتی ہے)

باپ : کہو !

ماں : تصویر اٹھا کر کہیں اور رکھ دوں !

(ماں شوہر کے جواب کا انتظار کئے بغیر [illegible] ہوئے
جھکتی ہے ۔ دروازے پر رشیدہ آتی ہے)

رشیدہ : امی !

(رشیدہ شوہر کو دیکھ کر ٹھٹکتی ہے ۔ [illegible]
تصویر لے جانا چاہتی تھی وہیں ڈال دی)

باپ : رہنے دو !

(ماں تصویر وہیں رکھ دیتی ہے ۔ رشیدہ آگے آتی ہے اور [illegible]
[illegible] کرنے لگتی ہے ۔ ماں اور باپ دونوں کی
[illegible] جمی ہیں)

باپ : [illegible]

رشیدہ : جی ، [illegible] !

(رشیدہ [illegible] پیچھے ہٹ کر [illegible] کھڑی ہوتی ہے)

باپ : تم سے بہت دنوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ واقعی
تمہارے [illegible] آؤں [illegible]
[illegible] چلو اب [illegible]
[illegible] لے لیا ۔

(رضیہ نفی میں سر ہلاتی ہے)

ماں: کیوں رضو!

باپ: تم نے خود ہی تو [illegible] سے [illegible] کیا تھا۔

ماں: جاؤ بیٹی

رضیہ: نہ بی

ماں: مگر کیوں!

رضیہ: جی نہیں چاہتا۔

باپ: جاؤ تو سہی، میری دکان پر جرمنی کے [illegible] بہت سی نئی چوڑیاں آئی ہوئی ہیں۔

(باپ دروازے کی طرف جانے لگتا ہے۔ رضیہ وہیں کھڑی رہتی ہے)

ماں: جاؤ نا رضو، تمہارے ابا بھی کہہ رہے ہیں۔ کیا ان کا کہنا بھی نہ مانو گی؟

(رضیہ دروازے کی طرف دیکھتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی نکلتی ہے۔ دونوں دروازے میں سے نکل جاتے ہیں۔ ماں تصویر کو دیکھتی ہے اور ٹھنڈی سانس بھر کے کہتی ہے "میرے اللہ"۔)

وہ تصویر کے پاس جاتی ہے کہ صحن والے دروازے سے آواز آتی ہے۔ "رضیہ!" ماں مڑ کر دیکھتی ہے اور کہتی ہے "آؤ [illegible] بہن!"

دو تین لمحوں کے بعد شادان آتی ہے۔

ماں کی ہم عمر۔ پاس رہتی

شادان آگے بڑھتی ہے، اُس کا چہرہ مسکرا رہا ہے مگر جیسے ہی اس کی نظر تصویر پر پڑتی ہے اداس سی ہو جاتی ہے

شاداں: کیا بات ہے آج دن بھر کوئی نہیں آئی۔
میں تو سمجھی تھی تم لوگ کہیں [illegible] ہی نہیں۔
اتنی خاموشی!

ماں: ہم تو گھر ہی میں تھے [illegible] سب چپ رہے دن بھر

شاداں: کیا بات آخر ہوئی ہی۔ نہ تمہاری [illegible]؟

ماں: کیا بتاؤں بہن!

شاداں: خیر تو ہے۔ کوئی خاص بات؟

ماں: آج محبوبہ کی چوبیسویں سالگرہ ہوئی!

شاداں: آہ بیچاری کو

ماں: یہی اس کے پیدا ہونے کا دن ہے اور یہی دن
سب [illegible] عمر کے [illegible] ہی ہے۔

شاداں: ذرا تو [illegible] ہی [illegible]

(شاداں جھک کر تصویر دیکھتی ہے)

شاداں: کتنی خوبصورت لڑکی ہے

ماں: تصویر تو اس کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔
تم جو اُسے دیکھتیں تو سب بھول جاتیں۔ [illegible] اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیتیں! اب تو —

شاداں: تصویر ہی کو دیکھا جا سکتا ہے!

ماں: یہی دن تھا، صبح سے گھر میں بڑی رونق رہتی
[illegible] رنگ رنگ کے [illegible]
[illegible] جمع کر لئے ہے۔

اتنی چہل پہل، ایسا ہنگامہ تھا کہ لگتا تھا کسی کی
شادی ہو رہی ہے۔ جاوید کو [illegible] کی [illegible]
ڈیڑھ [illegible] ہوئی تھی۔ کئی ماہ سے وہ اس دن کا انتظار
کر رہی تھی [illegible] میرے جاوید کو
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] کے جو سنہری ہار خریدا تھا وہ [illegible] میں [illegible]
[illegible] بھائی کی [illegible] رہی تھی
کہ [illegible]

[illegible] ایک [illegible]

شادان: [illegible] کیا ہوا؟

ماں: [illegible] جاوید کو فوج میں شامل
ہونے کا حکم [illegible] حکم ملتے ہی وہ [illegible]
[illegible] کھڑا ہے۔
[illegible]

شادان: اسی وقت چلا گیا؟

ماں: [illegible] بھائی جان
یہ ہار [illegible] میں ڈال لو۔ مگر [illegible] بولا۔
واپس آ کر یہ ہار [illegible] میں [illegible] چلا گیا۔
[illegible] گر گئی [illegible] نکل گئی۔
لیکن۔

شادان: اور وہ واپس نہ آیا

(ماں اس کے جواب میں منہ سے کچھ نہیں کہتی [illegible]
ایک آہ بھرتی ہے)

شاداب: میں بھی سوچتی تھی آج سب [illegible] [illegible] رہے ہیں
[illegible]؟

ماں: تم جب آئے تھے وہ تب سے [illegible] باپ کے ساتھ
[illegible] گئی ہے۔

شاداب: کہاں!

ماں: یہ تصویر [illegible] [illegible] کہ [illegible] [illegible]
کے دوں۔

شاداب: مجھے بتا [illegible] [illegible] [illegible] آج [illegible] [illegible]
بھی [illegible]!

ماں: میں نے تو کہا تھا۔ کیوں مجھے [illegible] [illegible]
سارا دن چپ چاپ بیٹھی رہتی ہے۔

شاداب: جب آئے گی تو اپنی ساتھ لے جاؤں گی

ماں: بڑی اداس ہے۔

شاداب: اداس تو ہونا ہی ہے۔
(جاتے ہوئے) اب [illegible] [illegible]

ماں: اچھا!

(شاداب [illegible] [illegible] دروازے کی طرف جاتے [illegible] اور
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ مگر ماں ابھی تک
دروازے کو دیکھ رہی ہے۔ [illegible] [illegible] آنسو آگئے ہیں۔
اس کے اوپر [illegible] خالی [illegible] رکھی [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible]

ہے ۔ ہاتھوں میں ایک تھالی ہے [illegible] وہ لا کر میز پر رکھ دیتی ہے

ماں : تمہارے ابا جان کہاں ہیں ؟

رضیہ : وہ ابھی کسی دوست سے باتیں کرنے لگے ہیں امی !

ماں : [illegible] ہو !

رضیہ : جی !

ماں : عذرا نے تمہیں بلایا ہے ۔

رضیہ : کل جاؤں گی ۔

ماں : نہیں بیٹی ! اس نے بلایا ہے ۔ اس کی ماں کہہ کر گئی ہے کہ رضیہ کو میرے ہاں بھیج دینا ۔

رضیہ : جی جاؤں گی ۔

ماں : جلدی جاؤ [illegible] صاف کر دو ۔ [illegible] دیں

ماں پلیٹ اور پیالے لے کر [illegible] والے دروازے کی طرف جاتی ہے ۔ ایک منٹ کے بعد وہ سیڑھیوں پر چڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے

رضیہ بھی [illegible] ہے ۔ [illegible] کر [illegible] تاریک ہو جاتا ہے روشنی مدھم ہونے لگتی ہے ۔

یہ روشنی اتنی مدھم ہو چکی ہے کہ سٹیج پر [illegible] موجود [illegible] نظر [illegible] ۔ صرف [illegible] دکھائی دیتے ہیں ۔ صحن والے دروازے کی طرف سے [illegible] پڑتا ہے ۔ یکایک رضیہ کی آواز ابھرتی ہے

رضیہ : بھائی جان !

جاوید : رضیہ !

رضیہ : آپ [illegible] بھائی جان ! [illegible] ہے !

جاوید : [illegible] ! ہر جگہ [illegible]
کہاں تھی تنہا میں ؟

رضیہ : آپ تو سوڈان سے لوٹے ہی نہیں تھے [illegible] کچھ
ہے کہ کہیں [illegible] آپ کا [illegible]
[illegible] بھائی جان ہیں !

جاوید : تم دیکھ بھی رہی تھیں !

رضیہ : [illegible]

جاوید : مجھے معلوم ہے میری بہن میرا انتظار کر رہی
ہے۔

رضیہ : معلوم ہے آج کون سا دن ہے۔

جاوید : ہاں [illegible] میری سالگرہ کا دن !

رضیہ : مجھے [illegible] ۱۰۳ [illegible]
کی [illegible] ہمارے [illegible] آئے [illegible]
آپ کو معلوم ہے۔

جاوید : مجھے سب کچھ معلوم ہے !

رضیہ : میں کتنی خوبصورت ہار آپ کے لئے لائی [illegible]
بازار سے خرید کر !

جاوید: [illegible] اب [illegible] دیکھ [illegible] ہوں

[illegible] سے ارد گرد

جاوید: [illegible] !

رضیہ: [illegible] ! تو [illegible] کہ [illegible] آپ کے لئے [illegible]
[illegible] آپ چلے گئے !

جاوید: اسی لئے تو گیا ہوں۔

رضیہ: کس سے ؟

جاوید: وہ ہار تم اب بھی [illegible] کے [illegible] سکتی ہو

رضیہ: اچھا !

جاوید: [illegible] میں ؟

رضیہ: [illegible] !

جاوید: [illegible]

(ہار فضا میں لہراتا ہے)

رضیہ: [illegible] !

جاوید: اب تو خوش ہو نا !

رضیہ: [illegible] یہ ہار [illegible] ؟

جاوید: [illegible] ہار [illegible] ہو اور
[illegible] تو شفق اور قوس قزح کو
[illegible] کیا ہے [illegible] پیارا [illegible] خوبصورت
ہار ہے !

رضیہ: میں نے [illegible] ہاروں میں اسے پسند کیا تھا !

جاوید : تم ہو [illegible] اندر کھوئی [illegible]

رضیہ : جی جان !

جاوید : ہاں رضیہ !

رضیہ : یہ [illegible] دیکھ رہے ہو ۔

جاوید : مجھے [illegible] ہے ۔

رضیہ : [illegible] پتہ جان

جاوید : دیکھو میری [illegible]
اب کوئی [illegible] ۔

رضیہ : [illegible]

جاوید : کیوں کہ مجھے [illegible]
بادلوں کی طرح [illegible]
روشنی میں — دوپہر کی دھوپ میں — [illegible]
میں — ہر وقت [illegible] قریب ۔ تم مجھے [illegible] دیکھ
سکتی ہو مگر میں تمہیں دیکھ [illegible]
[illegible] ہوئے ۔ مسکراتے ہوئے ۔ [illegible]
[illegible] ہوئے ۔ [illegible] کے ساتھ
کھیلتے ہوئے [illegible] رضیہ !

رضیہ : [illegible] جان ۔ [illegible] ہے ۔

(رضیہ [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] کے ساتھ ہی [illegible] روشنی آتی ہے
روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ رضیہ دروازے سے [illegible]

دور کھڑی ہے۔ باپ [illegible] میں [illegible] رہا ہے)

ب : کیا ہو رضو !

رضیہ : [illegible] ہے۔

اچھا ! [illegible] ؟

رضیہ : [illegible] ہیں۔

[illegible]

باپ : [illegible] ؟

رضیہ : [illegible]

[illegible]

باپ : اچھا !

[illegible]

[illegible]

رضیہ : [illegible]

[illegible]

[illegible] ہار آپ کے گلے میں ڈال دیا

[illegible] !

شمداں آتی ہے!

[illegible]

[illegible]

[illegible] گئی ہے!

ماں : تمہی [illegible] میں آئے تھے اور میں نے آپ کے گلے
میں ہار ڈالا تھا ۔

شادان : [illegible] دکھاؤ دو نا !

رحیمہ : [illegible] بھی [illegible] نے [illegible] شادان کے گلے
میں ہار ڈالا ہے ۔

شادان : اور تو وہ بڑے بھی !

(شادان آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ کی [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] کر ماں باپ کے پیچھے چھپ جاتی ہے ۔)

ماں اور باپ : (ایک ساتھ) کیا ہوا

شادان : [illegible] ؟

ماں : [illegible] ؟

شادان : [illegible] !

(آسمان چھوتی ہے [illegible] [illegible] شے)

ماں : سچ [illegible]

(ماں باپ اور شادان حیرت سے دور کھڑے دیکھ رہے ہیں [illegible] کی آنکھیں [illegible] [illegible] ہیں اور اسی حالت میں [illegible] پردہ گرتا ہے)

—— o ——

منظر :

سر [illegible] کی بیٹھک [illegible]

ایک چھوٹا کمرہ جو بیٹھک [illegible] سادہ [illegible]
[illegible] ہیں۔

[illegible] کی دیوار میں جو صحن کی طرف کھلتا ہے۔ بیٹھک کے دونوں کمرے اس صحن سے ملحق ہیں۔ دوسرا دروازہ دیوار میں جو باہر آنے جانے کے لئے ہے۔

صحن والے دروازے کا ایک پٹ کھلا ہے۔ اس میں سے دھوپ اندر آ رہی ہے۔ دوسرے دروازے پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

[illegible] دیوار [illegible] کے اوپر [illegible] سہارا [illegible] لڑکی [illegible] آنکھوں [illegible] کر رہی ہے۔

[illegible] کے باہر [illegible] کی شیشیاں [illegible] ہاتھ میں چند [illegible] اور [illegible]۔ اسی وقت [illegible] کے [illegible]

[illegible] ہے اس کی ماں جس کی عمر [illegible] کے لگ بھگ ہوگی ایک عام سی ساڑھی میں ملبوس ہے [illegible] دھوپ [illegible] چادر لئے [illegible] باپ کے پاس کھڑی ہے [illegible] رہی ہے کہ رضیہ [illegible] سے آئی تو وہ [illegible] باقی ہے [illegible] باپ (اصغر [illegible]

ماں: رضیہ [illegible]

رضیہ: [illegible]

ماں: [illegible] ہو گئی ہے

رضیہ: [illegible] ہے؟

ماں: [illegible]

[illegible]

رضیہ: [illegible]

ماں: [illegible] ؟

باپ: رضیہ [illegible] دی ہے۔

[illegible]

[illegible] کرسی پر بیٹھ [illegible] ہے۔

ماں تازہ تکیہ اٹھا کر ایک کرسی پر رکھ دیتی ہے [illegible] چادر لٹکاتی ہے [illegible]

باپ: کرسی [illegible] بیٹھی [illegible] چلی جائے دھوپ میں۔

(باپ بستر کو لے کے اس کی طرف آتا ہے۔ وہاں سے ایک دھڑ اٹھاتا ہے)

ماں: بیٹا ذرا چارپائی دھوپ میں ہے کہ نہیں؟

باپ: دیکھتا ہوں۔

(باپ صحن والے دروازے سے باہر نکل جاتا ہے۔ بیٹی چارپائی کے پاس کھڑی ہے اور مصروف کتاب کی ورق گردانی کر رہی ہے۔ ماں چادر کی سلوٹیں درست کر رہی ہے۔ بیٹی چادر اس سے لے اپنے شانے پر ڈال لیتی ہے۔
باپ اندر آتا ہے)

باپ: دھوپ میں رکھ دی ہے چارپائی؟

(باپ [illegible] میں [illegible] جاتا ہے)

باپ: بیٹی کی چھٹی تو نہیں؟

زرینہ: میں چلی جاؤں گی۔

(زرینہ صحن والے دروازے کی طرف بڑھ کر آنکھ سے اوجھل ہو گئی ہے۔ ماں چادر کی سلوٹیں درست کر رہی ہے۔ باپ [illegible] دیکھ رہا ہے)

ماں: آپ کہاں چلے؟

باپ: دوائی لینے۔ بس [illegible] دوائی لکھ دیا ہے! ڈاکٹر کہ سارا شہر چھان مارا، نہیں ملتی۔

ماں: (آہ بھر کر) ان دواؤں کا دھندہ ہی کیا ہے۔

(زرینہ دروازے سے باہر نکل کر جا چکی ہے۔ ماں [illegible] پر نظر ڈالتی ہے)

ڈھیر لگ گیا ہے دونوں کا۔ میں نے کہا، بیٹے
کے ابا!

باپ: کسی نئے ڈاکٹر کو بھی کہو تو!

ماں: ڈاکٹر کا اب دونوں سے فائدہ ہی نہیں تو خواہ مخواہ
پیسے کیوں ضائع کریں؟

باپ: دو تین روز تو گزرنے دو۔ جب سے یہاں آئے ہیں
تین ڈاکٹر بدل چکے ہیں۔

(باپ باہر والے دروازے کی طرف بڑھنے لگتا ہے)

ماں: جلدی آ جانا۔

باپ: کوشش کرونگا۔

(باپ دروازے میں سے نکل جاتا ہے۔ ماں آہ بھر کے رہ
جاتی ہے۔ بسکٹوں والی پلیٹ اٹھا لیتی ہے۔ اور صحن والے
دروازے کی طرف جاتی ہے۔
اب اسٹیج خالی ہے۔ چند لمحوں کے بعد باہر والے دروازے
سے ہمسائی آتی ہے۔ ماں کی ہم عمر۔ چہرے پر نرمی اور
ایک قسم کی محبت و شفقت۔
اندر آ کر ادھر ادھر دیکھتی ہے۔ پھر آواز دیتی ہے۔
"حمیدہ"۔ صحن سے ماں جواب دیتی ہے "آئی جی"
ہمسائی صحن والے دروازے کی طرف قدم اٹھانے لگتی ہے
کہ ماں آ جاتی ہے)

ماں: بسکٹ دینے گئی تھی زبیدہ کو۔ صبح صرف چائے
کی ایک پیالی پی ہے اور کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔

ہمسائی: باہر بیٹھی ہے؟

ماں: ان باپ سے ہی اکھڑ تھا۔ دھوپ میں جا کر
بیٹھو بیٹا

ہمسائی: اب کیا حال ہے؟

ماں: بس [illegible] پوچھتی ہو بہن! دوائی اثر ہی نہیں کرتی۔
[illegible] مہر ہے۔ اب تو خدا کچھ کرے تو کرے گی۔
مگر نہیں!

ہمسائی: بھائی صاحب کہاں گئے؟

ماں: دفتر سے تو چھٹی لے رکھی ہے۔ ڈاکٹر نے ایک
نئی دوا لکھ کر دی تھی۔ وہ لینے گئے ہیں۔

ہمسائی: کسی نئے ڈاکٹر کو دکھایا یا نہیں؟

ماں: ہم بیچاری تو اس شہر میں کسی سے واقف بھی
نہیں۔ ان کے دوست ہی ڈاکٹر کا پتا بتلاتے رہے،
لیے لیے پھرتے رہے گھر گھر۔ پچھلے چار پانچ مہینوں سے
یہ لیسر ڈاکٹر کا علاج شروع کروایا ہے۔

ہمسائی: بیماری کب سے ہے گو؟

ماں: اب تو تھک چکی ہوں تھوڑی سی۔ [illegible] کوئی چیز اثر
نہیں کرتا۔

(ماں نے کالا تکیہ کرسی پر رکھ کر بستر کی چادر بچھائی
تھی۔ مگر [illegible] کھڑا تھا۔ اب [illegible] پر لیٹ رہی
ہے تو تکیہ اٹھا کر اسی جگہ پر رکھ دیتی ہے)

[illegible] کچھ جانتے ہیں یہ تو کیا ہے [illegible] [illegible]

کمزور ہوتی جا رہی ہے ۔ پیٹ میں بھی درد رہتا
ہے ۔ جانے کیا بیماری ہے ۔

(یہ کہتے ہوئے ماں کی آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں ۔
بیٹی کے چہرے سے آنسو صاف کرتی ہے)

ہمسائی : اللہ رحم کرے گا ۔

(ہمسائی ذرا آگے بڑھ کر قریب ہو جاتی ہے)

بہن سنو بہن !

ماں : ہوں !

ہمسائی : ایک ڈاکٹر کا پتہ بتاتی ہوں ۔

ماں : کس ڈاکٹر کا ؟

ہمسائی : ڈاکٹر محمد اکرام کا ۔ جو کچھ دیکھا وہ
بیان کرتی ہوں ۔ میری بہو کا حال خراب ہوا
تو ڈاکٹروں کی کوشش ، محلے میں یہاں تک بھی کہا
تھا ۔ کسی کمزوری کا علاج کروا دو ۔ کوئی فائدہ
نہ ہوا ۔ پھر اللہ نے اس ڈاکٹر کے ہاتھ سے شفا
بخشی ۔ یہ تو میری بہو کا معاملہ ہے ۔ میری پوتی
منی کا حال بہو سے بھی برا تھا ۔ کچھ کھاتی تو
قے آ جاتی ذرا ۔ سارے پیٹ میں درد رہتا تھا ۔
اسی ڈاکٹر سے علاج کیا تو آرام آ گیا ۔ اب بالکل
ٹھیک ہے حالانکہ بوڑھی ہے ۔

ماں : کہاں ہے یہ ڈاکٹر ؟

ہمسائی: بڑا قابل اور لائق [illegible] ہے۔ ایسا ڈاکٹر سارے شہر میں کیا پورے ملک میں نہیں ہوگا۔

ماں: خدا [illegible] بھلا کرے۔ میری بچی کا [illegible] درد دور ہو جائے تو نئی زندگی مل جائے ہمیں

ہمسائی: [illegible] عمر کا [illegible] ہے [illegible] کیسی؟

ماں: [illegible] تھے۔ پانچ مہینے [illegible] ہوئے [illegible]

ہمسائی: اللہ نے چاہا تو [illegible] ساری بیماری دور ہو جائے گی

ماں: تمہارے [illegible]۔ [illegible] ڈاکٹر صاحب؟

ہمسائی: [illegible] ایک اور بڑے لائق ڈاکٹر [illegible] ہر ایک [illegible] غریب سے ایک پیسہ نہیں لیتے

ماں: یہ ابھی جاتے ہی [illegible]!

ہمسائی: [illegible] کی صورت ہی کیا ہے

ماں: تمہارے منہ کے [illegible] ہو گئے۔

ہمسائی: [illegible] کے سب لوگ نہیں جاتے ہیں۔

ماں: تو پھر [illegible] ابا [illegible] کیوں۔ تم خود ہی [illegible] کر کے نہیں بلوا دیتیں انہیں؟

ہمسائی: کیوں نہیں، مگر انہوں نے کسی اور کو وقت
نہیں دے رکھا ہو تو جانیں گے۔

ماں: بڑی مہربانی تمہاری۔ کیسے پوچھو گی؟

ہمسائی: پوچھنا کیسے ہے ٹیلیفون کیا جا سکتا ہے
کہ آپ کی باری ہے۔

ماں: [illegible] تو ابھی پوچھ لیں!

ہمسائی: ایک بڑا [illegible] ہر برس ہی ہے آج بہت [illegible]
کچھ دیتا ہے

ماں: پیسہ کیا ہے؟

ہمسائی: ہوتا [illegible] ہے کہ بہت بڑے بڑے ہسپتالوں [illegible]
میں ہر جگہ میں قیمت مقرر ہے۔

ماں: تم جلدی کرو۔

ہمسائی: بس ابھی کہتی ہوں اس سے جا کر

(ہمسائی باہر والے دروازے کی طرف جانے لگتی ہے)

ماں: ان سے صلاح بات کر [illegible] کہ ڈاکٹر صاحب آ رہے ہیں
یا نہیں۔

ہمسائی: فون کرنے کے بعد آ جاؤں گی۔

ماں: اچھا۔

ہمسائی چلی جاتی ہے۔ اس کے بعد ماں [illegible] والے دروازے
کی طرف جاتی ہے۔

[illegible] باہر جاتی ہوئی ہے

ماں واپس آتی ہے۔ [illegible] کی چیزیں اٹھا کر سامنے کی [illegible] کے ساتھ جو تپائی ہے وہاں رکھنے لگتی ہے۔ [illegible] [illegible] والے دروازے سے اندر جھانکتی ہے)

ہمسائی : میں نے کہا جی۔

ماں : ڈاکٹر صاحب آ رہے ہیں کیا ؟

ہمسائی : ہاں۔

ماں : ابھی آ رہے ہیں نا !

ہمسائی : [illegible] لے کر آئیں گی ؛ زرینہ کو ذرا بلا لو !

ماں : بہتر !

(ہمسائی چلی جاتی ہے۔ ماں نے تپائی خالی کر دی ہے۔ کرسی [illegible] وہ [illegible] کے اور قریب لے جا کر رکھ دیتی ہے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد صحن والے دروازے کے قریب جا کر [illegible] ہے۔ زرینہ [illegible] سے جواب ملتا ہے [illegible]

ماں دو [illegible] انجھی [illegible] کر [illegible] ہے۔ جب زرینہ [illegible] آتی ہو دروازے میں سے نکل جاتی ہے۔ [illegible] کر ماتھے [illegible] آتی ہے زرینہ سے سامنا [illegible] ہے ماں نے اس کا ماتھا [illegible] رکھا ہے [illegible] کی طرف جانے لگتی ہیں)

زرینہ : کون ہے امی ؟

ماں : زرینہ کی [illegible] کی بڑی [illegible] کی ہے۔

زرینہ : تو ابو کہاں گئے ہیں ؟ ڈاکٹر کے پاس نہیں گئے ؟

ماں : دوا لانے گئے ہیں۔

زرینہ : اور دوا لے آئے تو ؟

[illegible] دوا پی لی اور ڈاکٹر کو دکھا دیں گے ۔

(زرینہ بستر پر بیٹھ کر تکیہ کا سہارا لیتی ہے ۔ کتاب ابھی تک اس کے ہاتھ میں ہے)

اب کتاب رکھ دو نا ایک طرف ـــــ بیٹی

(زرینہ کتاب تکیے کے اوپر رکھ دیتی ہے ۔ ماں وہاں سے اٹھاتی ہے اور الماری کی طرف جاتی ہے اور وہاں رکھ دیتی ہے ۔ پھر بولتی ہے)

زرینہ : آ رہے ہیں امی ؟

ماں : ہاں زرینہ کی ماں ، دو منٹ ہوئے ہیں کہہ کر گئی ہے ۔ آتے ہی رہتے ہوں گے ۔

(ماں ایک کرسی اٹھا کر چارپائی کے بالکل قریب لے جاتی ہے ۔ کسی کے قدموں کے چلنے کی آواز آتی ہے)

آگئے ہیں ۔ ٹھیک طرح بیٹھ جا !

زرینہ : اور کس طرح بیٹھوں ۔

(زرینہ تکیے سے پشت لگا لیتی ہے ۔ ماں [illegible] دروازے کی طرف نگاہیں باندھ کر دیکھنے لگتی ہے ۔ ہمسایہ آتی ہے اور دروازے کا پردہ ہٹاتی ہے ۔ ڈاکٹر آتا ہے ۔

ڈاکٹر [illegible] کوٹ میں ملبوس ۔ آنکھوں پر عینک [illegible] صاحب مگر ابھی عمر کا پتہ لگانا مشکل ہے ۔

ڈاکٹر کی جو [illegible] ہے وہ اس کے چہرے کی [illegible] ہے

ڈاکٹر جب آتا ہے تو ماں اسے سلام کرتی ہے ۔ ڈاکٹر سر کو ذرا سا جھکا کر جواب دیتا ہے اور زرینہ کی

طرف [illegible] سکتا ہے [illegible] کے بجائے [illegible] ڈرائیور
دونوں وغیرہ [illegible] کر [illegible] آگے بڑھ کر
تپائی کے اوپر [illegible]

[illegible] کے پاس؟ [illegible] ہو رہی ہے؟

[illegible] صاحب! [illegible] کا معدہ خراب رہتا
ہے۔ کوئی چیز ہضم نہیں کر سکتی۔ [illegible] میں
بھی درد رہتا ہے۔

ڈاکٹر: ایک سال سے

[illegible] بھی [illegible] ہو [illegible]

(ڈاکٹر نسخہ [illegible] ہے اور ربیعہ کی نبض دیکھتا ہے۔
[illegible] کرسی ڈاکٹر کے قریب رکھ دیتی ہے۔ مگر
ڈاکٹر [illegible] ربیعہ کا [illegible] ہے
[illegible] سکو [illegible])

ڈاکٹر: [illegible] دوا [illegible] کی [illegible] شروع کر دے، آدھا
ختم کر کے تم دو

(ربیعہ [illegible] کر کے بیٹھنے ہی لگی ہے کہ دروازے
پر [illegible] ڈاکٹر [illegible] ہے تو ایک دم ٹھٹھک
[illegible] اور پھر بے اختیار آگے بڑھنے لگتا ہے اور کمرے
کے وسط میں پہنچ کر رک جاتا ہے۔
ڈاکٹر ربیعہ کے رخ پھیرنے کا [illegible] ہے [illegible]
[illegible] کی [illegible])

[illegible] (سوچتے ہیں [illegible]) ربیعہ

(ڈاکٹر [illegible] صاحب حیران [illegible] اور [illegible] گئی ہے)

سب مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگتے ہیں۔ ڈاکٹر بھی مڑ کر دیکھتا ہے۔ زوبیہ سہم کر [illegible] باپ کو دیکھتی ہے۔
(باپ ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے)

زوبیہ اٹھو۔۔۔ باہر چلی جاؤ!

(سب کو یہی محسوس ہو رہا ہے کہ کسی کی زبان سے ایک لفظ تک نہیں نکلتا۔ زوبیہ [illegible] کے عالم میں [illegible] باپ [illegible] کرتی ہے)
میں کہہ رہا ہوں زوبیہ! صحن میں جاؤ!

دوسرا بھائی: بھائی صاحب!

ماں: آپ ۔۔۔ ؟

(زوبیہ کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرے۔ سب کی طرف حیرت سے دیکھنے لگتی ہے)

باپ: (ڈاکٹر کی طرف اشارہ کر کے) اس شخص کو کس نے یہاں بلایا ہے؟

(ڈاکٹر اور باپ کی آنکھیں چار ہوتی ہیں۔ دونوں ایسے ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ پھر ڈاکٹر ڈرائیور کی طرف دیکھتا ہے)

ڈاکٹر: ڈرائیور! بیگ اٹھاؤ۔

(ڈرائیور کرسی پر سے بیگ اٹھاتا ہے۔ ڈاکٹر باہر والے دروازے کی طرف جانے لگتا ہے۔ ڈرائیور بھی اس کے پیچھے پیچھے قدم اٹھانے لگتا ہے۔)

ڈاکٹر دروازے پر پہنچ چکا ہے کہ باپ جیب سے چند نوٹ نکال کر ڈاکٹر کو دینے لگتا ہے

باپ : فیس

(ڈاکٹر دروازے پر رک کر)

ڈاکٹر : پٹرول کے پیسے لے لو۔

(یہ کہہ کر ڈاکٹر تیزی سے دروازے سے [illegible] نکل جاتا ہے۔ ڈرائیور اپنے نوٹ [illegible] کر باقی کام [illegible] قریب پڑی عورت [illegible] دیتا ہے [illegible] دشمن سے [illegible] ہے [illegible] لمحے خاموشی ایک بھاری بوجھ کی طرح طاری رہتی ہے

ہمسائی : بھائی صاحب،

ماں : کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ آپ سے یہ [illegible] ہے۔

باپ : جانتی نہیں یہ کون ہے؟

ہمسائی : [illegible] کون ہے؟

باپ : میرا دشمن

ہمسائی : دشمن؟

باپ : جس نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا جو ایک دشمن بھی اپنے دشمن کے ساتھ نہیں کرتا۔ جس نے مجھے گھر سے نکال دیا اور اس دنیا میں تنہا چھوڑ دیا۔

ماں : تو یہ بتایئے کیسے

باپ : [illegible] وہی۔

ہمسائی: میری سمجھ میں تو [illegible] نہیں آیا۔

باپ: (بیوی کی طرف اشارہ کر کے) یہ بتا سکتی ہے۔

(ماں جیسی اب تک [illegible] بیٹھی تھی [illegible] بیٹوں کو باہر جاتے ہوئے دیکھتی ہے اور تکتی رہ جاتی ہے [illegible] اداس ہے۔

ہمسائی ماں کی [illegible] نگاہوں سے [illegible] دیکھ رہی ہے)

ہمسائی: یہ دونوں [illegible]؟

ماں: [illegible] بھائی ہیں ان کے۔

ہمسائی: بڑا بھائی بڑا یا چھوٹا؟

ماں: ہاں۔ دونوں سگے بھائی ہیں۔

ہمسائی: یا اللہ یہ ماجرا کیا ہے؟

ماں: کچھ [illegible] سے کچھ [illegible] نہیں۔ صرف یہ پتا ہوا کہ باپ کے مرنے اور بڑے بھائی کے غائب رہنے لگے تھے مگر بڑے ہو کر [illegible] خواہشیں [illegible] طرح چھوڑ کر رکھا ہو۔ بلکہ دل اس نے اس بری طرح جھوڑا کہ یہ گھر سے نکل کے دور دور کبھی [illegible] پہنچے۔

ہمسائی: اس مدت میں ان کی کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔

ماں: کیسے ہوتی، یہ [illegible] شہر یہ شہر گھومتے رہے اور اس سے ملنا چاہتے بھی نہ تھے۔

ہمسائی: گھر سے کب نکلے تھے؟

ماں: نوجوان کے واسطے ہیں۔

ہمسائی: [illegible] بی دیکھی کہ اسے بوڑھی سے عشق کر دتی۔

ماں: اور بڑے میاں نے [illegible] یہ بھی تو دیکھو
[illegible]
[illegible] کی ٹھوکریں کھائیں۔

ہمسائی: [illegible] صاحب کی [illegible] ہے۔

ماں: ہوگی، مگر چھوٹے میاں پر تو اس سے بھی بڑا عالم
[illegible] یہ بات [illegible] ہے

([illegible]
[illegible] ہے)

زوبیہ

(زوبیہ کوئی جواب نہیں دیتی۔ ماں اس کی طرف جاتی ہے۔
اس کا جسم کانپ رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
سسکیاں بھر رہی ہے۔
ماں اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی ہے)

کیوں زوبیہ بیٹی

ہمسائی: کیسے کیا ہوا زوبیہ!

ماں: زوبیہ! [illegible] زوبیہ!

([illegible] پردہ گرتا ہے)

دوسرا منظر :

وہی کمرہ [illegible]

اس [illegible] اور [illegible] کوئی [illegible]

[illegible] ایک دوسرے [illegible] رکھے ہیں [illegible]

[illegible] ہیں اور گفتگو کا آغاز ہوتا ہو

باپ [illegible] کرسی کے پاس کھڑا ہے اور [illegible] کے [illegible]

میں اس کے دائیں [illegible] کرسی کے [illegible]

[illegible]

ڈاکٹر [illegible] کے سامنے کھڑا ہے ۔ ہونٹوں میں سگار ہے ۔

ڈاکٹر : آصف !

باپ : [illegible] ہوئے تمہارا [illegible] کو [illegible]

ڈاکٹر : اس وقت میں [illegible] بڑے [illegible] کی [illegible]

آپ ہوں

باپ : [illegible] میرے بیوی

ڈاکٹر : [illegible]

باپ : [illegible] کو گھر سے [illegible] سکتا ۔

تم سے [illegible] گھر سے نکل دیا تھا ۔

ڈاکٹر : [illegible] رہے ہو سگار [illegible] تمہیں ہر گز [illegible]

[illegible]

باپ : [illegible] شہر [illegible]

[illegible] ۔ میں گھر سے [illegible] ہوں ۔

[illegible] اس وقت [illegible] جب تم سے

[illegible] تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] ۔

ڈاکٹر ۔ [illegible] !

باپ ۔ [illegible] [illegible] کرنے کا [illegible] [illegible]
[illegible] ہے ۔

ڈاکٹر ۔ (ہنسی میں) دیکھو آصف !

باپ ۔ [illegible] [illegible] [illegible]
تم اب ایک مشہور ڈاکٹر ہو ۔

ڈاکٹر ۔ آدمی [illegible] شوق [illegible] نہیں کہ [illegible]
[illegible] کی [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] تھے ۔

باپ ۔ تو یہ بھی حقیقت ؟

ڈاکٹر ۔ اگر [illegible] حقیقت [illegible] ہم بھی [illegible]
مختلف [illegible] ہوتے ۔

باپ ۔ [illegible] ہوتا تم کو [illegible] حقیقت [illegible] ؟

ڈاکٹر ۔ [illegible] سے پہلے [illegible] گذرے [illegible] پہلی
تھی ۔ [illegible] [illegible] وہ ایک [illegible] مگر
تھے ۔ ان کے ہاں صبح و شام مریضوں کا تانتا بندھا

جب یہاں ان کے [illegible] والی عورت رکھتی تھی ۔

[illegible] اس کے ذکر کی ضرورت ہے

ڈاکٹر [illegible] گفتگو جاری رکھتے ہوئے : اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ [illegible] تھے ۔ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] لیتے تھے [illegible] بھی ہوں اور ان کی [illegible] کے خلاف احتجاج کرتی تھیں مگر [illegible] برابر [illegible] ہوتا رہا ۔ آخرکار وہ بیمار ہو گئیں ۔ اور ایک دن چپ چاپ [illegible] ہو گئیں

[illegible]

[illegible] گود میں [illegible] کے [illegible] دلدل میں پڑی تھی اور والد محترم سے [illegible] اس معاملے کی [illegible] وقت [illegible] بچے تھے اور بڑی عمر [illegible] کی [illegible] کے لیے اس سے [illegible] تعلق [illegible] اور [illegible] ہو سکتا [illegible] نوکری [illegible] اور وہ [illegible] گھر کے [illegible] اور [illegible] محسوس کر رہا تھا [illegible] ہوا جیسے میرے [illegible] گرم [illegible]

جہاں رکھے تھیں۔ شام تک سامان وہاں ہی پڑی رہی۔

پھر محلے والوں نے چندہ اکٹھا کیا اور جنازہ ہوا۔

(اب تکلیف [illegible] کو ڈاکٹر کو دوا کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر دو تین منٹوں کے لیے رکتا ہے اور پھر بولنے لگتا ہے)

یہ ایک بہت بڑا سبق تھا۔ مگر والد صاحب نے اس سے کوئی سبق نہ سیکھا۔ ان کی زندگی میں کسی قسم کی سنجیدگی نظر نہ آئی اور نہ میرے بیٹے کے لیے سوجھ بوجھ پیدا ہوئی۔ جب تک وہ جیئے ان کی صحت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ اور جب وہ فوت ہوئے تو میں ایک کمیونسٹ بن گیا اور ہم ایک سیاسی [illegible] کے ساتھ کام کرتے تھے۔ ایک دن میں نے سنا کہ تم لوگوں کو بے تحاشہ تنگ کر دیتے ہو۔ اتنا سننا تھا کہ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ مجھے یہ فکر ستانے لگی کہ تم بھی باپ کے راستے پر جا رہے ہو اور اس سے پہلے کہ تم بہت آگے جاؤ میں نے تمہیں سختی کے ساتھ کہہ دیا کہ اپنے بیٹے کا احترام کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ تم نے سنی ان سنی کر دی۔ دن گزرتے گئے اور تمہاری عادت بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ وہ رات آئی جب میں نے تمہیں تنبیہ کر دی کہ اگر تم اپنی عادت سے باز نہ آئے تو تمہیں گھر سے نکال دوں گا۔

میں نے دھمکی دی تھی۔ مگر تم آدھی رات کے قریب
اٹھے اور گھر سے نکل گئے۔

(وہ بیٹا معمول کے لیے، مگر مدہوش ہو جاتا ہے)

میں نے تمہیں بہت ڈھونڈا۔ پھر میں جانتا ہوں۔
مگر تم صبح واپس ہو گئے اور پھر سارے بوجھ دماغ
پر لگا دی۔ بس!

باپ: خوب۔

ڈاکٹر: کیا تم کہہ سکتے ہو کہ میں نے تمہارے معاملے میں
جو رویہ اختیار کیا تھا وہ درست نہیں تھا؟

باپ: یہ حقیقت تم نے اس وقت کیوں نہ بتائی؟

ڈاکٹر: اس وقت میرے دماغ کی حالت درست نہیں تھی
زندگی سے ذہن تنگ ہو، ہر وقت دل میں کچھ کے سے
لگے رہتے تھے۔ میں بھی چاہتا تھا کہ میں ان سب
میں بھی بھائی شک کروں!

باپ: مجھے تو تم ایک ظالم باپ ہی سمجھتے تھے۔

ڈاکٹر: حالانکہ اس وقت میں ایک بڑی مظلوم ہستی تھا۔
جب تم نے یوں مجھے چھوڑ دیا تو میں نے جو کچھ
کرتا تھا اس پر نئے سرے سے غور کرنا شروع کر دیا اور
اس نتیجے پر پہنچا کہ چند اصولوں کو اپنانے سے
زندگی بے معنی ہو جاتی ہے اور انہی اصولوں نے مجھے

زندگی دی ــــ بلکہ نئی زندگی دی ! میرے لیے یہ سب ایک معاملہ ہے ۔ تم کہو تمہاری کیا رائے ہے ؟

باپ : مجھے اپنے رویے پر افسوس ہے !

ڈاکٹر : واقعی ۔

باپ : ہاں ۔

ڈاکٹر : آصف !

باپ : بھائی جان !

ڈاکٹر : یہ لفظ کئی برس کے بعد سن رہے ہیں ۔ بھائی جان

باپ : بھائی جان

باپ آگے بڑھتا ہے اور دونوں بھائی جب گلے ملتے ہیں ایک دوسرے سے لپٹ جاتے ہیں ۔ ڈاکٹر اپنے بازو آصف کے گرد پھیلا دیتا ہے

ڈاکٹر : آصف ! اچھے بھائی ۔

(باپ الگ ہو جاتا ہے ۔ جیب سے رومال نکال کر آنسو پونچھتا ہے ۔ ڈاکٹر بار بار آنکھیں جھپکاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آنسو ضبط کر رہا ہے ۔
باپ صحن والے دروازے کی طرف جاتا ہے اور آواز دیتا ہے ۔ "حمیدہ" ۔ باپ اور ڈاکٹر دونوں اس دروازے کی طرف دیکھتے ہیں جس سے ماں اور بیٹی دونوں دروازے میں ذرا رک جاتی ہیں)

باپ : ارے

(دونوں اندر آتی ہیں جھجکتی ہوئی)

حمیدہ ! میرے بھائی جان سے ملو۔

(حمیدہ اور زرینہ حیرت مگر مسرت سے پہلے باپ کو اور پھر ڈاکٹر کو دیکھتی ہیں)

ڈاکٹر : ہم میں ایک غلط فہمی تھی جو دور ہو گئی ہے۔

ماں : اوہ — السلام علیکم — بھائی جان !

زرینہ : تایا جان سلام علیکم۔

ڈاکٹر : وعلیکم السلام۔

(ڈاکٹر آگے بڑھ کر بڑی محبت اور شفقت سے زرینہ کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگتا ہے اور پردہ گرتا ہے)

تیسرا منظر :

اس منظر کا پردہ دوسری صبح کو دس بجے اٹھتا ہے

کمرے میں اس وقت گھر کے سب افراد کے علاوہ ہمسائی بھی ہے۔ باپ چارپائی کے پاس کھڑا ہے اور سگریٹ سلگا رہا ہے

زرینہ چارپائی پر تکیے کے سہارے بیٹھی ہے۔ ہاتھ میں برش ہے۔

ماں ہمسائی سے محو گفتگو ہے۔

ہمسائی : کمال ہے۔

ماں : دیکھو نا، دنیا میں کیا کچھ ہوتا ہے

ہمسائی : ایک بات تو ضرور کہوں گی۔ قصور زرینہ کے باپ کا ہے۔ ان کے بھائی نے تو ان کا بھلا چاہا تھا۔

باپ : اس میں شک ہی کیا ہے۔

ہمسائی : چلو ختم ہوا۔ اچھا ہوا۔

ماں : اچھا ختم ہوا۔ یہ میری بچی کو آرام آ جائے تو
بہت اچھی بات ہوگی۔

ہمسائی : ڈاکٹر تمہارے گھر کا ہے۔

زبیدہ : میرے تایا جان ہیں۔

ہمسائی : جی ہاں تمہارے تایا جان ہیں

زبیدہ : اور خالہ جب آپریشن کرتے ہوئے [illegible]
گئے ہیں۔

(زبیدہ پرس دکھاتی ہے)

ہمسائی : اس میں کیا ہے؟

ماں : ایک ہزار کے نوٹ۔

ہمسائی : واہ واہ تمہارے تو وارے نیارے ہو گئے بھئی!

باپ : دس بج گئے ہیں آ ہی رہے ہوں گے۔

ہمسائی : کون ـــــ ڈاکٹر صاحب۔

باپ : میرے بھائی جان۔

ماں : زبیدہ بیٹی ٹھیک ٹھاک ہو کر بیٹھ جا۔

زبیدہ : ٹھیک ہی تو بیٹھی ہوں۔

(زبیدہ اٹھ کر ٹانگیں چارپائی کے نیچے لٹکا دیتی ہے۔ باہر
سے موٹر کے ہارن کی آواز آتی ہے)

ہمسائی : آ گئے زبیدہ کے تایا جان۔

وہاں ڈاکٹر کے دروازے کی طرف جاتا ہے۔ پردہ ہٹتا ہے
تین مریض آ جاتے ہیں۔ چہرے پر وہی حسرت ہو جیسے
منتظر ہوتی تھی۔

باپ: سلام علیکم بھائی جان۔

ماں: سلام علیکم بھائی جان۔

زرینہ: تایا صاحب سلام علیکم۔

ڈاکٹر سر سے ہلکے ہلکے سب کا جواب دیتا ہے۔
وہ زرینہ کی طرف بڑھتا ہے۔ دروازے میں سے
ایک نوکر آتا ہے۔ اور ڈاکٹر کے پاس آ کر کھڑا
ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر: کیا تکلیف ہے اسے؟

ڈاکٹر کے رویے سے سب حیران ہیں۔ کوئی جواب
نہیں دیتا۔

ڈاکٹر: میں نے پوچھا ہے کیا تکلیف ہے اس لڑکی کو۔

ماں: جی!

ڈاکٹر: لڑکی کو تکلیف ہے یا نہیں؟

ماں: جی ہاں۔

ڈاکٹر: تو بتائیے

ماں: بھائی جان۔

ڈاکٹر: تکلیف بتائیے

ماں: جسم میں درد رہتا ہے ہر وقت بخار رہتا ہے۔

ڈاکٹر زرینہ کی نبض دیکھتا ہے۔ پھر میز کی طرف سے
سٹیتھوسکوپ نکالتا ہے

یکسرے کیوں ؟

ماں : پچھلے ہفتہ کرایا تھا ۔

ڈاکٹر : نیا کروا لیجیے

(ڈاکٹر [illegible] کو جیب میں رکھتا ہے اور نسخہ لکھنے لگتا ہے جس پر ایک سو بیس [illegible] چھپی ہوئی ہے ۔
نسخہ لکھ کر ماں کے حوالے کرتا ہے)

شربت —— چمچہ والا چمچ صبح دوپہر اور شام ۔
گولیاں دو صبح دو دوپہر دو رات ، تیسرے یکسرے دیکھ کر کروں گا ۔

(ڈاکٹر باہر جانے کے لئے دروازے کی طرف بڑھتا ہے اور مڑ کر ڈرائیور کی طرف دیکھتا ہے)

ڈرائیور !

ڈرائیور : جی !

ڈاکٹر : فیس لو !

(یہ کہہ کر ڈاکٹر دروازے میں سے نکل جاتا ہے ۔ ڈرائیور باپ کی طرف بڑھتا ہے)

ڈرائیور : ڈاکٹر صاحب کی فیس ۔

باپ : فیس !

ڈرائیور : سولہ روپے !

(باپ حیران و پریشان جیب میں ہاتھ ڈال کر چند نوٹ نکالتا ہے ۔ دو جوڑ کر دیتا ہے ۔ ڈرائیور شکریہ کہہ کر ڈاکٹر کے پیچھے چلا جاتا ہے)

ماں: یہ معمہ کیا ہے؟

باپ: میری تو سمجھ میں خاک نہیں آیا۔

رضیہ: ابو کیا یہ رات والے قاری جی تھے ابو —

رضیہ باپ کو دیکھتی ہے۔ ماں بھی اسے دیکھتی ہے۔ سب کے سب ایک دوجے، خاموشی چھا گئی ہے اور اسی عالم میں پردہ گرنے لگتا ہے۔

○○

صوفہ

کردار :-

○ حمید نیازی
○ اکرم
○ راشدہ
○ عالم

[illegible] کمرہ [illegible]
سوما کی [illegible] وقت [illegible] شام ہو رہی
[illegible] ہے۔

سامنے دیوار کے ساتھ تپائی، جس پر لیمپ رکھا ہے، تازہ پھولوں سے آراستہ دو گلدان۔ ان کے علاوہ سجاوٹ کی کچھ چیزیں۔

تپائی سے کچھ دور، دائیں جانب دالان میں کھلنے والا دروازہ۔ دالان ہی میں آگے جانے والی سیڑھیاں بھی ہیں۔ دوسرا دروازہ [illegible] کے سامنے والی دیوار میں اس جگہ [illegible] جہاں اس [illegible] تصویر لٹکی ہے جو ایک [illegible] یہ تصویر [illegible] کے قریب [illegible] کے پاس ایک تپائی کے اوپر تصویر پڑی ہے۔

صوفے کے پاس احمد [illegible] کھڑے ہیں اور اس کے جلے ہوئے حصے کو دیکھ رہے ہیں۔

احمد تیاگی ادھیڑ عمر کے آدمی ہیں۔ جسم اور چہرہ [illegible] فرنچ کٹ ڈاڑھی، آنکھوں پر چشمہ، سر میں [illegible] ہیں

کے کش کم لیتے ہیں اور عادتاً ہونٹوں میں دبائے رہتے
رکھتے ہیں۔ لباس [illegible] اچکن [illegible] سر پر [illegible]

[illegible] ہاتھ میں ایک موٹی چھڑی ہے۔ [illegible] کی عادت
میں [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible]
[illegible] رہتے ہیں۔

واسطہ عمر [illegible] برس [illegible] صورت [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

نیاری: (اکرم سے) تو اکرم [illegible]

اکرم: (رشیدہ کی [illegible] اشارہ کر کے) ان سے پوچھئے
[illegible]

نیاری: [illegible]

رشیدہ: [illegible]

اکرم: [illegible]

رشیدہ: دیکھئے [illegible] ایک عرصہ سے ہم ہی پریشان
ہوں [illegible] کے [illegible] پریشان کر رہے
ہیں یہ۔

اکرم: [illegible] کر رہا ہوں۔ یہی پوچھتا ہے [illegible] کہ
معرقہ کس طرح حل کیا!

نیاری: [illegible]
[illegible]

دیکھو ۔ ارے بڑی کہہ بھی دو کہہ دو نا ۔

رشیدہ [illegible] شوہر کے سینے آ جاتی ہے ۔ محبت سے [illegible] گئی تھی

اب ذرا سیتی کو مسکرا کے گائی ہے)

اکرم [illegible] جھنکے

[illegible] حالت کو ہوتا ہے وہ تو بہو صورت ہو کر ہی

[illegible] ۔

بیوی [illegible]

اکرم [illegible] کو آپ لگتی ہیں اس وقت ایسی جو [illegible]

دنیا سے سمجھ بیٹھ کہ مکتب کو [illegible]

[illegible] (ہم بھی چوہائی [illegible])

رشیدہ [illegible]

اکرم [illegible]

[illegible] ہی آئی ۔

اکرم [illegible] ہنسے میں کیا برائی تھی ۔ ہنسے تو ایسے

تو خود بھی ہنس سکتے ہو [illegible] ۔ کون روکتا

ہے تمھیں

اکرم ۔ مجھے [illegible]

[illegible]

[illegible] بڑا [illegible] ہوا ہے

[illegible]

اکرم [illegible]

راشدہ: [illegible] کرتے ہوئے) میں [illegible] کسی ہوں لیے
ہے۔

پیاری: بھئی یہ بتاؤ راشدہ! کہ واقعہ ہوا کیونکر!

راشدہ: (شوہر کی طرف اشارہ کر کے) یہ کہوں تو
سنئیں!

اکرم: ذرا دم لو کہوں بھی اس حادثے کا!

راشدہ: درست کہتے ہیں آپ مجرم میں ہی ہوں

پیاری: میں کسی کو مجرم نہیں سمجھتی۔ مگر اکرم اب
وقت نہیں سمجھوتا۔ وہ واقعہ سننے کے بعد تسلی سے
مجھی رہنے دو مجھے [illegible] مشکل یہ ہے کہ شاید نہ
ہونے بھی [illegible] واقعہ نہیں سناؤ گے راشدہ!

راشدہ: جی!

پیاری: فوراً سے ہی اسی کو بلا لاؤ۔

اکرم: [illegible] ہوئی چیز [illegible]! کل رات کا واقعہ ہے
رشیدہ کی سہیلی کا بیاہ تھا۔ ہم دونوں [illegible] تھے

پیاری: [illegible] کی [illegible] نہیں تھی معلوم۔

اکرم: ہی [illegible] حالت میں [illegible] ہم [illegible]
روانہ ہو گئے [illegible] محلے کا ایک آدمی [illegible]
پوچھا اور [illegible]۔ اصلاح دی کہ ہمارے گھر میں
[illegible] گئی ہے۔ اسی وقت واپس آ گئے۔ [illegible] علاقے
کے کئی لوگ موجود تھے معلوم نہ ہو کہ ہوئے

کو آگ لگ گئی تھی۔ اتفاق سے اس وقت مستری عمر دین گلی سے گزر رہا تھا۔ اس نے جو ہمارے کمرے کے روشندانوں میں سے دھوئیں کے بادل نکلتے ہوئے دیکھے تو آگ آگ کہتے ہوئے دروازے کی طرف لپکا۔ [illegible] سے دروازہ کھول دیا۔ پھر آ کر دیکھا تو صوفہ دھڑ دھڑ جل رہا تھا۔ [illegible] بھی اور لوگ بھی آ گئے اور آگ بجھا دی گئی۔

بیوی : خدا کی قسم !

راشدہ : میں تو اوپر کے کمرے میں [illegible]۔

بیوی : اس آگ کا علم کس وقت ہوا ؟

اکرم : جب مستری عمر دین دروازے پر آیا اور اس نے بتایا کہ مکان کو آگ لگ گئی ہے۔

بیوی : آگ لگی کیونکر ؟

اکرم : راشدہ [illegible] اب تو تم بتا دو !

راشدہ : مجھے یاد ہے میں نے شام کے وقت ہی قمیص پر استری کی تھی۔

اکرم : اور یہ بھی کہو کہ بجلی کا سوئچ بند کرنا بھی یاد نہیں رہا ہوگا اور استری صوفے پر رکھ دی تھی۔

راشدہ : ہاں۔

اکرم : [illegible]

بیوی : [illegible] پڑی [illegible] ہے ۔

اکرم : میرا بھی یہی خیال ہے ۔ یہ اس گھر میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے اور شاید آخری بھی

[illegible]

بیوی : [illegible]

راشدہ : [illegible]

اکرم : [illegible]

[illegible]

بیوی : [illegible]

[illegible]

راشدہ : [illegible]

[illegible]

[illegible]

بیوی : [illegible]

راشدہ : [illegible]

بیوی : [illegible]

راشدہ : [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شاہد : [illegible] ہیں یہ !

کرم : کیا اب بھی شک ہے تمہیں ؟

راشدہ : اب غصہ کے لیے خدم کیجیے [illegible] تو [illegible]
نے ہی غلطی کا اعتراف کر لیا ہے ۔

کرم : [illegible] آپ کے [illegible]
ذرا سی بے احتیاطی ہو گئی ہے اور وہ عمر [illegible]

ہو جاتی ہے۔ کیوں بیجی جان۔

پیاری: اس میں کیا شک ہے؟

(دو تین لمحوں کے لیے خاموشی رہتی ہے جس میں تینوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ رشیدہ پیاری کے قریب تر ہو جاتی ہے)

رشیدہ: چچی جان! اس حادثے کا بہت برا اثر ہوا ہے کل سے بہت افسردہ اور خاموش ہیں۔

اکرم: میں نے ان سے کئی بار کہا ہے "خالہ جان! خدا کا شکر ادا کیجیے کہ کوئی نقصان نہیں ہوا۔ مکان کو آگ لگ جاتی تو بہت برا ہوتا۔ نقصان برداشت [illegible] مگر [illegible] کی [illegible] ہے کہ ابھی تک بحال نہیں ہوئی۔

پیاری: اس وقت وہ کیا کر رہی ہیں۔

اکرم: سو رہی ہیں۔

پیاری: [illegible] ہوتی ہوں۔ کسی نے ڈاکٹر کو اطلاع دی ہے؟

راشدہ: میں نے کہہ دیا تھا۔ چچا جان ڈاکٹر صاحب کو لینے گئے ہیں۔ ممکن ہے چائے بنا رہی ہوں۔

پیاری: جاؤ جا کر دیکھو

(رشیدہ جلدی سے دروازے کی طرف بڑھتی ہے۔ ابھی وہ دروازے سے کچھ دور ہے کہ خانم آتی ہے)

خانم کی عمر پچاس کے لگ بھگ۔ چہرہ [illegible] شدید [illegible] لیکن

موٹر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] چونے کے سامان
کی طرح)

راشدہ: میں یہ آپ [illegible] [illegible] تھی۔ تو [illegible] میری۔

راشدہ حیرت سے ماں کی طرف جاتی ہے اور [illegible] [illegible] [illegible]
ہے [illegible] حاتم [illegible] سے [illegible] نیازی [illegible] [illegible] [illegible]
حاتم کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
حاتم کے چہرے سے [illegible] ایک عجیب [illegible] مسکراہٹ [illegible] ہی ہے

حاتم: السلام علیکم بھائی جان۔

نیازی: وعلیکم السلام۔ مبارک ہو حاتم!

(حاتم [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جاتے
[illegible] [illegible] [illegible] !)

حاتم: مبارک؟

نیازی: کیوں یہ مبارک کا موقع نہیں ہے۔ صرف خدا کا
شکر ہے مکان کو آگ نہیں لگی [illegible] [illegible] [illegible] —
کتنا نقصان ہوتا تم لوگوں کا!

حاتم: جی ہاں۔

نیازی: تو کیا یہ مبارک کا موقع نہیں؟

حاتم: جی ہاں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

نیازی: (کرسی پر بیٹھتے ہوئے) کچھ [illegible] [illegible] [illegible] سے
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

حاتم: جی — راشدہ! چائے بناؤ نا۔

نیازی: بنا تو رہی ہے۔

راشدہ: جی بھائی! [illegible] [illegible]

دادی: بھول گئی ہو

راشدہ: پریشان ہوں دادی جان۔

دادی: پریشان تو کچھ رہتی ہی ہیں۔

راشدہ: اسی کی وجہ سے میں پریشان ہوں۔

دادی: خانم! کیا کہتی ہے راشدہ؟

اکرم: خالہ جان کو یہ [illegible] قبول نہیں کرنا چاہیے
تھا اکبر [illegible] بزرگ ہیں چھوڑ جان
سمجھتی نہیں ہیں۔ وہ کہہ کہہ کر تھک گیا ہوں۔

نوری: خود [illegible] سوچیں۔ [illegible] یہ سوچ کر پریشان
ہو رہی ہیں کہ گھر [illegible] ہوں۔

(اکرم چائے کی پیالی اور بسکٹوں والی پلیٹ لیے کرسی
کی طرف آتا ہے [illegible] سے [illegible] دیتے
ہیں اور [illegible] رکھنے لگتے ہیں)

اکرم: چچی جان

نوری: صرف چائے پی لی (پلیٹ کی طرف اشارہ کرکے)
یہ بھی۔

اکرم: (خانم سے) خالہ جان آپ چائے پئیں گی نا۔

خانم: ہوں!

راشدہ: امی سمجھیں تو میں نے بنا دی ہے آپ کے لیے۔

(راشدہ [illegible] کی [illegible] کی طرف آتی ہے اور پیالی اس
کے ہاتھ میں تھما دیتی ہے)

حاتم : [illegible] کر دیتی ہے [illegible] ۔

کرم : جی ہاں !

(راشدہ [illegible] شروع [illegible] ہے)

پیاری : [illegible] کی [illegible] میں ہے ۔ سب کچھ ٹھیک ہے [illegible] ہوا کر [illegible] حاتم !

(حاتم جانے کے لیے پیچھے گھوم لے رہی ہے)

راشدہ : امی ۔

حاتم : ٹھیک ہے میں پریشان نہیں ہوں ۔

پیاری : [illegible] ۔

حاتم : مجھ سے کہہ رہے ہو ؟

پیاری : [illegible] کے حوالے [illegible] بیگم [illegible] ۔ میرا مطلب ہے ان لوگوں سے جانے کے بعد ۔

حاتم : کیا ؟ اسری ؟

(حاتم [illegible] دیکھتی ہے ۔)
[illegible] کسی بھی شک یہاں پڑی [illegible] ؟

شاہدہ : امی [illegible] ۔

(شاہدہ [illegible] اسری [illegible] کر [illegible] والے [illegible] سے نکل جاتی ہے)

پیاری : [illegible] کہ تم اس خوشی میں [illegible] کی [illegible] تم اپنے بری طرح [illegible] کر رہی ہو ۔

حاتم : [illegible] ہیں ۔

نیازی : ہمیں ہر [illegible] سے ملاقات کے لئے ہی ایک خاص
وقت مقرر ہوتا ہے ۔

([illegible] کرکے پیچھے [illegible] کھڑے لگتے ہیں)

اکرم : ایک پہیلی اور —

نیازی : بھئی نہیں !

(راشدہ [illegible] اور [illegible] ہال کی طرف دیکھتی [illegible] ہے
ہو جاتے [illegible] کے بعد پہلی [illegible] کے
کے پاس کھڑی ہے ۔ [illegible] آگے بڑھ کر ماں کے [illegible] سے
ہاتھ لے لیتی ہے)

راشدہ : ([illegible]) اچھا [illegible] کا [illegible] بیٹے [illegible] ۔

اکرم : کیا تھا ۔

نیازی : [illegible] کوئی ہے ۔

(نیازی [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible]
[illegible] ہوئے صوفے کی طرف [illegible]
ہیں ۔ [illegible] ان کی طرف آتی ہے ۔
(نیازی بڑے غور سے صوفے کا جائزہ لے رہے ہیں)

خانم : آپ کیا دیکھ رہے ہیں ؟

نیازی : چھوڑی سے صوفے کے [illegible] [illegible]
ہوئے [illegible] جہاں سے شروع ہوتی تھی

اکرم : [illegible] کی درمیان [illegible] سے شروع ہوئی ہوگی ۔ [illegible]
کہیں صوفے کے درمیان میں پڑی ہوگی ۔

خانم : آپ تشریف رکھیں ۔

نیازی : کافی پرانا صوفہ ہے

حاتم : تشریف رکھیے [illegible] جناب ۔

نیازی : ٹھیک ٹھیک ۔

حاتم : بھائی جان یہ شریف [illegible] ہیں [illegible]

(رشیدہ اور [illegible] کی [illegible] دیکھتے ہیں)

(راشدہ [illegible] چہرہ [illegible] میں [illegible] بھی یہ [illegible] رکھوں!

نیازی : یہ صورت [illegible] خوبصورت ہے ۔

اکرم : اب تو [illegible] ہو چکا ہے ۔

نیازی : [illegible] اسے [illegible] ۔

حاتم : وہ کیوں!

نیازی : معلوم [illegible] کے [illegible] کا اعتراض ہے کہ یہ
صورت بہت پیارا لگتا ہے

حاتم : راشدہ سے [illegible] وجہ [illegible] کے بھی صاف
[illegible] رہے گا ۔

نیازی : [illegible] کے [illegible] مگر ہم اب سے
رکھ کر کیا کرو [illegible] ہے ۔
[illegible] چیز [illegible] سے [illegible]
ہیں ۔ [illegible] ہوں بلانے والے [illegible] ۔

[illegible] تو [illegible] کم [illegible] کی [illegible] ہو!
تو ابھی ہم چلے ۔

(رشیدہ [illegible] کی طرف دیکھتی ہے کہ وہ نیازی کو روکنے کی
کوشش کرے ۔ مگر وہ خاموش رہتی)

راشدہ: میں چپ ہوں!

بیاری: تم تو کیا کرو گے؟

اکرم: کھانا کچھ [illegible] گا۔

بیاری: یہ وقت تو بہت [illegible] ۔

اکرم: کھوئے تو ہم ہیں [illegible] گئے۔

بیاری: اب [illegible]

راشدہ: [illegible]

[illegible]

بیاری: [illegible] ؟

[illegible]

[illegible]

([illegible])

راشدہ: [illegible] ہیں۔

بیاری: ہو گیا مجھے جھوٹ بولنا چاہیے؟

راشدہ: اور آئیے [illegible] السلام علیکم

بیاری: وعلیکم السلام۔

(بیاری دالان والے کمرے میں نکل جاتے ہیں)

راشدہ: [illegible] ؟

[illegible] سوچتے گئے۔

(حاتم دالان والے دروازے کی طرف جانے لگتی ہے)

اکرم : آپ ادھر نہیں گی ؟

حاتم : [illegible] کب باہر نکل گئے ہو ۔

اکرم : میں کب [illegible]

[illegible]

راشدہ : [illegible]

حاتم : [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذوالفقار سے خانم آئی ہے ۔ [illegible] کے اندر [illegible]

داخل ہوتے ہیں ۔ وہ فوراً [illegible] کی طرف جاتی ہے ۔
"[illegible] سو رہی تھے" کہہ کر کرسی کی طرف رخ
کرتے ہیں جھک کر ڈائری اٹھا لیتے ہیں ۔ اس دوران میں
حاتم [illegible] سے کچھ اٹھنے کو [illegible] کی طرف دیکھتی رہتی ہے

نیازی : معاف کرنا! کتنی [illegible] ہوتی سو رہی!

حاتم : کوئی [illegible] نہیں ہوتی ہے!

نیازی : [illegible] کچھ [illegible] ہو تھے ۔ [illegible] اڑ گئے خط آئے ہی
ہیں ۔ مگر کوئی کبھی ایسی چیز [illegible]
رشتہ اور [illegible] غصے ہو کر مرا آئے گا
تو [illegible] کے [illegible] جیب میں ہاتھ ڈال کر
ڈاکٹر صاحب

حاتم : نہیں گیا

نیازی : معلوم نہیں ہے ۔ کس وقت گئے تھے

حاتم : کسی وجہ سے رکنا ہوگا ۔

نیازی : [illegible] عجیب چہرے تھے ۔ [illegible] کی
غلطی [illegible] تھے اور بعد میں اس کا کتا [illegible] دروازہ
بھاگ گئے ۔ مجھے [illegible] ہوئی تمہیں تکلیف ہوئی ۔

حاتم : خیر!

نیازی : وہ لوگ واپس کس وقت آتے ہیں ۔

حاتم : نو بجے سے پہلے نہیں لوٹتے ۔

نیازی : تم کیا کر رہی تھیں اس وقت ۔

[illegible] کمرے میں نہیں تھی ۔
[illegible] میں نے کب کہا تھا ۔ تم کمرے
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تھا وہ ہو چکا ۔

[illegible] آگے
[illegible] دوسری چیزوں کی طرح بھی
[illegible] سکتی تھی ۔ مگر خدا کا [illegible] ہو گیا

مسعودہ نے صوفہ دیکھ لیا۔ مگر خانم (صوفے
کو بڑے غور سے دیکھتے ہوئے) ایک بات سمجھ میں
نہیں آسکی! ـــــ ادھر آؤ!

خانم : ـ چھوڑیے بھی کمبخت بات کو۔

پیاری : سن! تمھی کی محبت میں کیا ہے ـــــ تم

(خانم ذرا آگے بڑھتی ہے صوفے سے کچھ دور رہ کر
رک جاتی ہے)

راشدہ نے سگریٹ صوفے کے درمیانی حصے میں رکھی
ہوئی [illegible] جلتی ہوئی [illegible] دریچے میں [illegible]
چاہیے تھا۔ لیکن آگ اس کے ایک سرے سے
لگی ہے

خانم : بس

[illegible] کوئی شبہ نہیں۔ ممکن ہے راشدہ نے
سگریٹ اس کے ایک سرے پر ہی رکھی ہو [illegible]
[illegible] میں کیا کچھ بھی کر دینا اور سمجھتا ہے
(مسکراتی) اس نے راشدہ کو پلنگ سے اٹھا تو
اور سگریٹ کو توڑ کے اوپر رکھ دیا تھا۔ راشدہ
بھی سمجھتی ہے۔ شو پلنگ سے نیچے اٹھا ہو۔ اس
وجہ سے آگ لگ گئی۔ ہاں خانم۔

خانم : کیسے!

پیاری : یہ صوفے پر دھبے کیسے ہیں۔ لگتا ہے یہاں کوئی

وغیرہ ڈالا گیا ہے۔ مگر ہیں۔ کبھی بہت کس سے ڈالا ہوگا۔ پر اصول ہے۔ کہ [illegible] کیوں کون دکھوا رہتے ہے اور بعض آدمی ایسا [illegible] سے کام لیتے ہیں کہ کھانا کھانے کے بعد چکنائی سے بھری ہوئی انگلیاں صوفے کی [illegible] سے صاف کرتے ہیں [illegible] ایک دوسرے کی [illegible] عادت ہی

خانم : ہوگی عادت ! چاہئے

بیری : مگر یہ [illegible] بہت کم چاہئے [illegible] ہوں [illegible]

خانم : ہوں !

(بیری صوفے کے لٹکتے ہوئے کپڑے کو چھری سے چھونے لگتا ہے)

بیری : یہ کپڑا [illegible] لٹک گیا ہے جیسے اسے نوچ گیا ہو

خانم : نوچ گیا ہو؟

بیری : مجھے کچھ [illegible] کہ اسے [illegible] کی کوشش کی گئی ہے۔

خانم : آپ غلط کہہ رہے ہیں۔

بیری : غلط ہی کہہ رہا ہوں گا۔ جب [illegible] جب لوگوں نے پہلے آگ [illegible] صوفے کو شعلوں میں گھرا ہوا دیکھا ہوگا تو وہ جلدی سے آگ پر قابو پانے کے لئے [illegible] ہوگا۔ کسی [illegible] ڈالا ہوگا آگ [illegible] اور [illegible]

کہ [illegible] ہوں۔

حاتم: [illegible] آئی [illegible]۔

پیاری: تمھاری [illegible] کر [illegible]

[illegible] تھی۔

حاتم: [illegible] کر کے اس قصے کو چھیڑا ہے!

پیاری: تم ابھی تک پریشان ہو۔

حاتم: [illegible] ہیں۔

پیاری: ہاں چھوڑئیے اس [illegible] کو [illegible]

ہیں اور مجھے بھلا [illegible]

[illegible]

حاتم [illegible]

حاتم: [illegible] ہے؟

پیاری: [illegible] مطلب یہ نہیں تھا جو تم نے سمجھا [illegible]

حاتم: میں نے کیا سمجھا ہے۔

پیاری: تم نے شاید یہ سمجھا ہے کہ [illegible]

[illegible] تھی۔

حاتم: [illegible] ہے۔

پیاری: مگر [illegible] مقصد [illegible]

[illegible] گھر چھوڑ کے اور [illegible] چلا گیا۔

حاتم: [illegible] آپ آخر کہنا کیا چاہتی ہیں؟

پیاری: میں نے کہا [illegible] یا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حاتم : [illegible]

پیاری : حاتم [illegible]

[illegible]

حاتم : [illegible]

پیاری : کہنا یہ [illegible]

حاتم : [illegible] ؟

پیاری : حاتم !

حاتم : ہوں ہوں !

پیاری : اب تمہاری طبیعت اچھی ٹھیک ہے نا !

خانم: میری طبیعت کو کیا ہے۔ آپ صاف بات کیجیے۔

نیازی: صاف ہے!

(نیازی خانم کو غور سے دیکھتے ہیں)

خانم: کیوں صاف بات کیوں نہیں۔ کبھی میں سمجھا ہوتا
ہے کچھ رکھی ہے آپ کے دل میں۔

نیازی: مجھے ... شک و شبہ کوئی نہیں۔ تم سے صرف
کچھ پوچھنا ہے ...

خانم: مجھ سے کیا پوچھنا ہے؟

نیازی: میری ساڑی آگ کیسے لگی!

خانم: تو اور کس طرح لگی؟

نیازی: راشدہ کہتی تھی بیٹی نے سوئٹر

خانم: بار بار آپ وہ واقعہ کیوں دہراتے ہیں۔ راشدہ نے
کہہ تو دیا راشدہ نے وہ کیسا ہوا۔

نیازی: کیا راشدہ نے کچھ اور بھی کہا ہو؟

(خانم اس کا کچھ جواب نہیں دیتی۔ ... سگریٹ کے ... بھی
... میں ... صوفے کے قریب ... کر اس پر جھک
جاتے ہیں)

آج کل لوگ صوفوں پر پلاسٹک چڑھا دیتے ہیں۔ لیکن
آگ تو اس صورت میں بھی لگ سکتی ہے۔ کتنا پرانا
صوفہ ہے یہ۔ مجھے اس سے کیا لگاؤ ہے پسند ہے

(جب ... کر ... ڈھونڈتی ہیں ... نیازی کو
محسوس کرتی ہے)

حاتم : میں کتنی خوش ہوں [illegible] چھپے ہوا!
کہہ دو سب کچھ تو ، کیوں نہیں کہہ دیتے کہ
تم بھی میں لگتی گئی ہے ؟ تم سے لگتی تھی ۔ ہیں
کچھا چھپے ہوتا ۔

بہاری : بڑے مضمون انداز ہیں مگر کے کشش سے
لگتے ہیں
— محبوب ہو گئے ہیں "

بہاری : حاتم ۔

حاتم : بڑے سے ھمدردی کرو ، مجھے معلوم نہ تھا تم
اس طرح ہو ۔

بہاری : نا نہیں میں کیا ہوں ۔ [illegible] ضرور چاہتا ہوں
کہ حقیقت پردوں کے پیچھے پوشیدہ نہ رہے ۔
سامنے آ جائے ۔ حقیقت تو بلاسے کے پردوں ہی چھپی
رہتی ہے [illegible] اسلوب ہوتی ہے [illegible] سمجھی
ہیں —

حاتم : کیا چھپا [illegible] کی چیز [illegible] ہے ۔

بہاری : مجھے بہت افسوس ہے حاتم ! میری باتوں سے تم کو
دکھ ہوا ۔ میں ایک لمحے کے لیے بھی یہ برداشت
نہیں کر سکتا کہ میری آواز ان میری طرف سے
شاکی ہو

حاتم : یہ کیا آپ بھی گفتگو کر رہے ہیں ؟

بہاری : اب نہیں کروں گا ۔

خانم: [illegible]

بیاری: [illegible]

[illegible]

اور [illegible]

[illegible]

اب میں [illegible]

خانم: [illegible]

بیاری: [illegible]

[illegible]

خانم: کیسے؟

بیاری: [illegible] کی طرف [illegible] کی وجہ سے

[illegible]

[illegible]

خانم: [illegible]

(بیاری جانے لگتے ہیں)

بیاری: میں [illegible] اس حالت میں بھی اسے [illegible] نہیں چاہتی۔ حالانکہ اسے قتل کر دینا چاہتی تھی۔

خانم: (گھور کر دیکھتے ہوئے) یہاں سے۔

بیاری: میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے بلا کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا۔

خانم : کیوں ؟

نیازی : جو کام تم نہیں کر سکیں اس کی تکمیل مجھ سے پوری ہو جائے تو کیا حرج ہے ؟

خانم : کہ تم ہو ، بے درد ہو ۔

نیازی : محض ہی ان کے منہ پہ مہر نہیں ہے ـــــ مگر مجھ کو شبہ تو ہے ہی ۔

(خانم جواب میں خاموش رہ کر نیازی کو گھورتی رہتی ہے اور پھر رومال میں اپنا منہ چھپا کر رونے لگتی ہے ۔ نیازی اس کی طرف دیکھتے ہیں اور ادھر بڑھتے ہیں)

خانم : مجھے یہ نہیں ہونا چاہیے ! مگر تم اس معاملے میں خاموش رہنا چاہتی ہو تو میں ایک لمحہ توقف کئے بغیر چلا جاتا ہوں اور پھر کبھی تمہارے سامنے ایک حرف شکایت زبان پر نہیں لاؤں گا ۔ یہ معاملہ نازک مسئلہ ہے مجھے اس میں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے ۔ مگر میں یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ یہ موقعہ پریشان ہونے کا نہیں رہنا چاہیے ۔ اس نے اپنے جلتے ہوئے رومال میں منہ چھپا رکھا ہے ۔ میں جو کہتا ہوں اسے پوری طرح لطف کر دوں گا جو کسی خاص وجہ سے میں کہتا ہوں ۔ شاید تم معلوم نہیں کر سکتیں ۔

خانم : (مسکراتے ہوئے) ہوں ۔

پیاری : [illegible] ! [illegible] کے [illegible] کوئی تلخ یاد وابستہ ہے ۔

(خانم پھر سر جھکا لیتی ہے)

نہیں مجھے بعض چیزوں کے ساتھ میری بڑی تلخ یادیں

وابستہ ہو چکی ہیں [illegible] ہم چاہتے ہیں کہ [illegible] کا

وجود ہی ختم ہو جائے ۔

خانم : ([illegible]) آپ جانتے ہیں ۔

پیاری : کیا ؟

خانم : [illegible] کو خبر ہے ۔

(خانم سر اٹھاتی ہے ۔ پیاری اس کی طرف حیرت سے دیکھتے ۔

نگاہیں جھکائے رکھتے ہیں)

پیاری : کیا [illegible] ؟

خانم : رشید میرے بچپن کا ساتھی تھا ۔

(پیاری اثبات میں سر ہلاتے ہیں)

ہم کالج میں ایک ساتھ پڑھتے تھے ۔

پیاری : مجھے [illegible] کس طرح معلوم ہو سکتی تھی ؟

خانم : ہم دونوں سمجھتے تھے ۔

پیاری : تمہاری یہ بات سمجھنے کی میں [illegible]

خانم : مگر [illegible] اس رشتے کو پسند نہیں کرتے

تھے ۔ ان کی نظر میں کسی کے بھانجے اور تھے ۔

پیاری : یوسف پر ۔ میں جانتا ہوں ۔

خانم : اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری شادی یوسف سے

ہو گئی

پیاری : خوب ۔

جواب : شادی کے بعد [illegible] [illegible] کے

[illegible] کر [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] پیدا ہو جائے گی ۔ [illegible]

[illegible] کر اس کا علم ہو

پیاری : [illegible] [illegible] ہوں [illegible] کر اس کا

علم ہو

خواجہ : [illegible] [illegible] کہ [illegible] [illegible]

[illegible] کہ [illegible] اس کا [illegible] [illegible] ۔

وہ [illegible] کوئی تعلق [illegible] [illegible] ۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

پیاری : (جاتی ہے) ٹھیک [illegible] ہے ۔

جواب : [illegible] کر [illegible] [illegible] کر [illegible] [illegible]

رشید کا [illegible] [illegible] [illegible]

کے کمرے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] دی ۔

پیاری : اچھا ۔

جواب : [illegible] اور [illegible] ۔ جلدی سے [illegible]

صوفے [illegible] [illegible] ۔

پیاری: اس وقت تم صوفے پر بیٹھ کر خط لکھ رہی تھیں!

حاکم: میں نے یوسف کو کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد اس نے نئے کاروبار کی باتیں شروع کر دیں۔ شام کو مہمان آگئے۔ صبح بھی مہمانوں کا ہنگامہ رہا۔ شام کے قریب مجھے لفافے کا موقعہ ملا۔ لفافہ ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر نہ جانے کہاں رکھ دیا تھا۔ مل ہی نہ سکا۔

پیاری: مل ہی نہ سکا!

حاکم: جی! سوچی تھی کہ اسے ادھیڑ دوں۔ لیکن کیسے گھر والے کیا کہیں گے کیا ہو گیا ہے اس عورت کو۔ صوفہ ادھیڑ رہی ہے۔ ایک بار اور کوشش کی۔ لفافہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ کچھ دن تک میں شک، شبہے اور [illegible] کی سی کیفیت میں یوسف کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتی رہی۔ اس کے رویے میں کوئی فرق نہیں تھا۔ پہلے کی طرح ہنستے کھیلتے [illegible]۔ گھر میں کوئی شخص بھی یہ سوچ نہ سکا کہ ہم کے سلوک میں کوئی تبدیلی محسوس ہوئی۔

پیاری: سب کچھ ٹھیک تھا۔

حاکم: جی ہاں۔ کچھ عرصہ بعد ڈرائنگ روم کے لیے

یہ صوفہ جب خریدا گیا تو اسے اٹھوا کر پچھلے
کمرے میں رکھوا دیا گیا۔ چونکہ یہ نظروں سے دور
رہتا تھا یہ واقعہ بھول گیا مجھے!

نیازی: یہ صوفے والا واقعہ؟

خانم: ہاں۔ پھر ہم اس مکان میں منتقل ہو گئے اور اس
کے لیے نیا فرنیچر خریدا گیا۔

نیازی: اور اس صوفے کو کسی نے نہ چھیڑا

خانم: گودام میں بھجوا دیا گیا

نیازی: پھر؟

خانم: چند روز ہوئے رشتہ کر کے نہ جانے کیا سوجھی کہ
میں خود گودام سے وہ صوفہ اٹھا لائی۔

نیازی: ظاہر ہے اسے دیکھ کر تمھاری پرانی یاد تازہ
ہو گئی ہوگی۔

خانم: جی!

نیازی: تم نے بہانہ ڈھونڈا ہوگا۔

خانم: کیوں جی؟

نیازی: مجھے پہلے بھی کبھی کبھی احساس رہا کہ
وہ اس کے اندر ہی کہیں چھپا ہوا ہے اور تم نے
اسے تلف کر دینا چاہا۔

خانم: مجبوری تھی۔

پیاری: میں یہ مجبوری سمجھتی ہوں۔

خانم: کیا کر سکتی ہو؟

پیاری سگار نکال کر جلا سکے، جیب سے نکالے ہیں۔ پہلا اور جلا سگار عورت کے ہاتھ سے گر پڑتے ہیں۔ دیتے ہیں۔

لائٹر سے سگار جلاتے ہیں۔

(خانم اسے بڑے غور سے دیکھ رہی ہے)

پیاری: میں اب ایسا ہوں ہوگا (مسکرا کر) میں لائٹر اپنی جیب میں ڈال رہا ہوں۔

(خانم خاموش کھڑی ہے)

مگر خانم تمہاری اتنی مجبوری کیوں ہو جاتا ہے۔

(خانم خاموش ہے)

ذرا سوچو۔ اگر میں وہ سب نہیں کہتا اور اس سوال سے میں جاتا تو تمہارا رویہ کیا ہوتا۔ تم کہتیں کہ ہمدرد ضرور ہے مگر اس کے پیچھے کوئی راز ہے اور پھر شاید تم کبھی اسی طرح سے ادھوری نہ ہوتے تب۔

خانم: یہ مجبوری ہم سمجھ سکتے۔

پیاری: کیسے نہیں سمجھ سکتے؟ وہ تو میں نے دیکھے ہیں انسانی مجبوری کا مطلب کیا ہے۔ انسان تو سنا ہے سب خود ہی مجبور ہو جاتے ہیں کہ ساری مجبوری

یہ تھی کہ ہم سب سمجھتے کہ حویلی کے اندر جو
ہو رہا ہے [illegible] اور حویلی کی مجبوری یہ تھی کہ
وہ ہر معاملے میں مجبور تھا۔

حاتم: ہر معاملے میں مجبور۔ کیا مطلب!

پیاری: اگر تمہاری بیٹی قدسیہ [illegible] پڑھا کر [illegible]
تو [illegible] حویلی سے جو رشتہ توڑا کر [illegible]

حاتم: کب؟ کس نے اپنا ہاتھ بڑھوایا، کس نے
توڑا ہوگا؟

پیاری: [illegible] سے [illegible]۔

حاتم: (تڑپ کر) [illegible]؟ بیٹی

پیاری: [illegible] کے ان کے ہونٹوں کی [illegible]
اور اس کی آنکھوں سے [illegible] ہوتے
دیکھا تھا۔

حاتم: [illegible] کہہ رہے
ہیں۔ آپ مجھے بتا رہے ہیں [illegible] یہ
بھی ہوا!!

پیاری: حاتم! آخر اس میں [illegible] کیا ہے۔
تم سمجھتی ہو [illegible] کے [illegible] ہو
تو رشتے [illegible] میں ایک [illegible] پیدا ہو جاتا۔ میں
نہیں سمجھ سکا [illegible] کی ضرورت

تمھی یوسف مرحوم کے ساتھ بہ حیثیت بیوی کے تم نے ایک مدت گزاری ہے ۔ تم نے اندازہ نہیں لگایا کہ وہ ایک خاموش طبع انسان تھا اور عقلمند بھی تھا ۔ اور پھر خانم تم نے اس لفافے میں لکھا بھی کیا تھا ۔

خانم : آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی !

نیازی : میری باتیں کچھ پیچیدہ تو نہیں ہیں ۔

خانم : میں نہیں سمجھ سکتی !

نیازی : ایک بات تمھیں معلوم ہو جائے تو غالباً سب کچھ سمجھ جاؤ گی ۔

خانم : کونسی بات ۔

نیازی : میں نے کہا ہے نا یوسف ایک عقلمند آدمی تھا ۔ وہ لفافہ میرے پاس لے آیا ۔

خانم : آپ کے پاس !

نیازی : میں نے تحریر پڑھی ـــــ اور اس سے کہا ۔ یوسف تم ایک خوش قسمت شوہر ہو ۔ یہ تحریر پھاڑ ڈالو ۔ لفافہ پوسٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ رشید ہمیشہ کے لیے کراچی جا رہا ہے اور یہ بھول جاؤ کہ یہ تمھیں کہاں سے ملا اور کیونکر ملا ؟ اس نے وعدہ کر لیا اور اس نے یہ وعدہ کس طرح نبھایا ۔ تم جانتی ہو !

خانم : (مطمئن لہجے میں) جانتی ہوں۔

نیازی : تو بھئی اب ہم چلیں گے۔ مسکرا کر اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔ (صوفے کی طرف دیکھ کر، بے چارہ صوفہ) اس کائنات میں کتنی مجبوریاں ہیں انسان کو!

خانم : رکئے گا نہیں؟

نیازی : نہیں خانم! میں بھی شام کے وقت گھومنے کا عادی ہوں۔ کچھ دیر گھوم کر جاؤں گا! خدا حافظ۔

(نیازی دالان والے دروازے کی طرف قدم اٹھانے لگتے ہیں اور پھر دروازے میں سے نکل جاتے ہیں۔

خانم جو وہیں کھڑی ہے۔ سر کو جھٹکا دیتی ہے اور ٹہلنا شروع کر دیتی ہے۔

چار پانچ لمحوں کے بعد راشدہ اور اکرم کے قہقہوں کی آواز باہر سے آتی ہے۔

خانم رک کر دروازے کی طرف دیکھتی ہے۔ راشدہ اور اکرم آگئے ہیں۔

راشدہ اندر آتے ہی اپنا کوٹ اتارنے لگتی ہے۔

راشدہ : امی! چچا جان اپنا لائٹر بھول گئے تھے۔

خانم : ہاں۔

اکرم : دروازے کے سامنے ہی مل گئے۔

راشدہ : میں نے کہا اب کھانا کھا کر ہی جائیں۔

کہنے لگے نہیں مجھے سیر کرنی ہے ۔

خانم : کھانے کا بندوبست تو ابھی ہوا ہی نہیں ۔ جاتی ہوں ۔

راشدہ : امی میں بڑی آئی ہوں اوپر ۔ ابھی ایک منٹ میں ۔

خانم دالان والے دروازے میں سے نکل جاتی ہے ۔ راشدہ کوٹ ہاتھ میں اٹھائے صوفے والے دروازے کی طرف جانے لگتی ہے ۔ صوفے کے پاس جا کر رک جاتی ہے ۔

تو آپ ! صبح اسے اٹھوا کر لے جائیں گے نا فرنیچر ہاؤس میں ۔ وہ لوگ بالکل نیا بنا دیں گے !

اکرم : بہت پرانا نہیں ہو چکا تھا ۔

راشدہ : واہ — پرانا کیا ہو چکا ہے ۔ تم تو بھول ہی گئے ۔

(اکرم بیوی کی طرف جانے لگتا ہے)

یاد نہیں بچپن میں اس پر چڑھ کر چھلانگیں لگایا کرتے تھے ۔ ہاتھوں میں ہاتھ دے کر اس پر بیٹھا کرتے تھے ۔ مجھے تو بہت پیارا لگتا ہے یہ ۔ بہت پیارا ہائے جل گیا ۔ خیر ۔ ٹھیک ہو جائے گا ۔

(شوہر کو پیار کی نظروں سے دیکھتی ہے دونوں دو تین لمحے ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے ہیں ۔ اور اسی عالم میں پردہ گرتا ہے ۔

رزا ادیب ۴ ۔ اپریل ۱۹۱۴ء میں بمقام لاہور پیدا ہوئے۔ اسلامیہ کالج
لاہور سے ۱۹۳۵ء میں بی اے (آنرز) کیا۔ سترہ سال بطور مدیر اعلیٰ
ماہنامہ ادب لطیف سے منسلک رہے آجکل ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہیں۔
ھ مجموعے ڈراموں کے شائع ہو چکے ہیں۔ چار افسانوی مجموعوں
یک تنقیدی کتاب اور ڈیڑھ درجن کے قریب بچوں کی کتابوں کے مصنف۔
لاوہ ازیں چند ترجمہ کتابوں کے مولف بھی ہیں۔
ن کے افسانوں کے ایک مجموعے کا حال ہی میں روسی زبان میں ترجمہ
ہوا ہے جسے ماسکو میں شائع کیا گیا ہے۔
وصوفہ کتاب "پس پردہ" پر ۱۹۶۸ء کا آدم جی انعام ملا ہے۔